ما شاء اللہ لا قوة الا باللہ
الحمد للہ کہ درین زمان میمنت اقتران کلام فصاحت نظام دیوان بلاغت بنیان جناب میرزا امیتا بیگ صاحب متخلص
نگارستان فصاحت
۱۳ ۱۱ھ
حسب فرمائش سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب
در مطبع یوسفی دہلی طبع نمودہ شد

بعد حمد خدا و نعت رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ خاکسار
ذرۂ بیمقدار بندہ سید رستم علے ابن سید ہاشم علی صاحب مرحوم تاجر کتب ساکن
ہندوستان حال وارد شہرہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن۔ بخدمت سراپا برکت
شاعرانِ نازک خیال و واقفانِ رموزِ بیمثال ہر شہر و دیار مین گذارش کرتا ہے
کہ ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے ہر ایک شخص مشتاق اور متلاشی اس امر کا تھا
کہ شاعر نازک خیال جناب مرزا سیتا بیگ صاحب مرحوم لکھنوی المتخلص بہ منتہی شاگرد
رشید جناب خواجہ حیدر علیصاحب مرحوم المتخلص بہ آتش صاحب کی تصنیف کہین نہ
کہین سے ہمارے ہاتھ آجائے لیکن باوجود اس اشتیاق کثیر کے سب محروم تھے
کیونکہ جناب منتہی صاحب نے غدر سے پہلے لکھنؤ مین جسقدر تصنیف فرمایا تھا وہ کل
تصنیف جب غدر مین تلف ہو گئی تو بعد تاراجی لکھنؤ صاحب موصوف شہر باندہ تشریف
لے گئے والی باندہ نے بہت قدر و منزلت فرمائے اور زمرۂ مصاحبین خاص مین جگہ دی

قدرے اطمینان ہوا پھر تصنیف پر دل راغب ہوا تیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ یک بیک شہر ندکور پر بھی آفت آسمانی نازل ہوئے مجمع درہم و برہم ہوگیا وہ تصنیفات
بھی تلف ہوگئی پھر تو صاحب موصوف کشان کشان رونق افروز حیدرآباد دکن
ہوئے اور سرکار جناب مستطاب معلی القاب فیض بخش فیض رسان عالم و عالمیان
قدر افزائے شعرائے نکتہ سنجان جناب شمس الامرا بہادر مغفور مین ملازم ہوئے
اور بعد اسکے جناب نواب فیضمآب کوکب عالم تاب سپہر فضل وکمال شہاب پرانوار
سمائے جاہ و جلال یکہ تاز عرصہ جراءت و شجاعت قدر انداز معرکہ رفعت و
مناعت معدن جود و سخا مخزن لطف و عطا یعنے نواب میر خیرات علیخان بہادر
المتخلص بہ سخی فرزند آغوشی روشن الدولہ بہادر مغفور برادر رئیس حیدرآباد
دکن بڑی رسوم و دھام کے ساتھہ صاحب موصوف کے شاگرد ہوئے اور ماہوار
بھی قرار واقعی معین فرمائے اور اکل و شرب بھی صاحب موصوف کا
نواب صاحب ممدوح کے ہمراہ قرار پایا اسی مرتبہ تو صاحب موصوف کو دلجمعی
کامل طور کی حاصل ہوئے طبیعت تصنیف کی طرف مائل ہوئی صاحب موصوف ایسے
تیز طبع تھے اگر چاہتے تو ایسے اطمینان پر چند عرصہ مین مضامین نو کے انبار لگا دیتے
لیکن بسبب پیرانہ سالی کے عرصہ دس سال مین تینتیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ موت سد راہ ہوگئی یک بیک اس دنیائے فانی سے جانب ملک جاودانی رحلت
فرمائے ہرچند کہ نواب صاحب ممدوح بھی بباعث انکی تلمذی اور صحبت کے
فن شاعری مین کامل و اکمل ہوگئے تھے لیکن ایسے استاد شفیق نازک خیال پر
گو کہ انتقال کرنے سے بیدل ہوگئے اور انکی تصنیف کی طرف اعتنا نہ فرمائی
تمام تصنیف انکی کرم خوردہ ہوگئی جب شائقین نے بہت اصرار کیا اور اس
کمترین نے بھی تقاضائے شدید کیا تو بدرجہ مجبوری نواب صاحب ممدوح نے سب کا

معروضہ قبول فرمایا اور جسقدر مسودے صاحب مرحوم کی تصنیف کے اُنکے کتبخانہ
میں سے دستیاب ہوئے نواب صاحب ممدوح نے بہزار سعی و جانفشانی سلسلہ وار
دُرست کرکے واسطے طبع کرانے کے مرحمت فرمایا۔ لہذا اِس کمترین نے بصرفِ زرِ
کثیر صاحب موصوف کا دیوان طبع کرایا ہے کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نہ فرمائیں
بامید نفع نقصان نہ اُٹھائیں جس کو جسقدر جلدیں درکار ہوں اِس کمترین سے
طلب فرمائیں فقط

رجسٹری

بحق حقوق طبع اس دیوان کے محفوظ ہیں اور حسب ضابطہ رجسٹری کرا دی گئی کوئی صاحب
صاحبان مطابع وغیرہ سے طبع نفرمائیں فقط

المشتہر

سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب بمقام
شہر امروہہ محلہ بڑا ابلند ضلع مراد آباد

اطلاع

بہنگام طبع دیوان جناب منشی صاحب جناب میر رستم علی صاحب نے تمام و کمال کا پیان راقم کو دکھا دیا ہے اگر کوئی غلطی
رہگئی ہو تو سہو کاتب ہے یا قصور نظر راقم ہے کیونکہ بعض اشعار نظری مصنف بھی سہو کاتب سے لکھے گئے ہیں
فقط

الراقم

میر خیرات علی خان منشی تلمیذ منشی مصحح دیوان ہذا
فقط

نورِ حق دل مین اگر جلوہ کنان ہوجائیگا
شمعِ بزمِ راستی ہر استخوان ہوجائیگا

التجائے اہلِ دنیا شرکتِ ابلیس ہے
گر خدا ہے مہربان کل مہربان ہوجائیگا

پاک کرتا ہے کدورت آبِ باران بر ملا
اشکباری سے غبارِ دل نہان ہوجائیگا

تاب کیا خورشید محشر کی ملاوے مجھ سے آنکھ
ابرِ رحمت اُسکا مجکو سائبان ہوجائیگا

اُس چمن کی سیر کرنے ہے مجھے بھی زاہدا
جس چمن مین پیر صد سالہ جوان ہوجائیگا

گوش و چشم و دست و پاؤں سب یہ سٹ جائینگے
راہیِ ملکِ عدم یہ کاروان ہوجائیگا

باغِ جنت اُسگھڑی ہوگا نظر کے سامنے
میری جانب کو جو تجھ سا باغبان ہوجائیگا

لطف اُٹھے گا مئے معشوق کا اے متقی
گر شفیقِ حال وہ پیرِ مغان ہوجائیگا

کششِ عشق پہ قادر جو مرا دل ہوتا
فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہوتا

مہربان تجپہ نہ وہ حور شمائل ہوتا
اے دلِ زار اگر تو کسی قابل ہوتا

دعوا یکتائی کا کیونکر ترا باطل ہوتا
آئینہ گر نہ ترے رخ کے مقابل ہوتا

صورتِ دیدۂ بینا نظر آتا مجکو
چشمۂ ناف مین گر یار کے اک تل ہوتا

دل نہ دیتا مین حسینون کو اگر او ناصح
مجھ سے بڑھکر نہ جہان مین کوئی عاقل ہوتا

گریبان نظر آتا نہ کسی کا دامن
ناصحا ملکِ جنون کا جو مین عامل ہوتا

دیکھا یار جو دزدیدہ نگہ سے سر بزم
نیم بسمل کوئی ہوتا کوئی بسمل ہوتا

ملک الموت پھٹکتا نہ مرے کوچے مین
مہربان مجپہ اگر وہ مرا قاتل ہوتا

تربیت پاتا جو پہلو مین مرے طفل حسین
تھا ہلال آج وہ بڑھ کر مہ کامل ہوتا

ہے مجھے محروم ازل جو کوئی دریا دل ہر
خشک کیونکر نہ جہان مین لب ساحل ہوتا

بات مین معرکۂ عشق صنم سر کرتا
منتھےؔ فضل خدا گر مرے شامل ہوتا

حال جس دن سے سنا ہے قیس کا فرہاد کا
جانتا ہون عشق بازی کام ہے آزاد کا

مری آمد سن کے مجنون دشت سے چلتا ہوا
خوف ہوتا ہے بڑا شاگرد کو استاد کا

ذبح لیجا کر کیا صحن چمن مین باغبان
مری گردن پر بڑا احسان ہے صیاد کا

مادر گیتی ستاتی ہے مجھے کس واسطے
پاس ہوتا ہے نہایت ساس کو داماد کا

جوہر تیغ زبان جس دم کرون مین آشکار
بند ہو دم ایک دم مین خنجر فولاد کا

اس لب شیرین کا جس دم شہر مین شہرہ اُڑا
سنتا ہون نکلا ہے دیوالا ہر اک فرہاد کا

آہ آتشناک دل سے کھینچتا ہون اسگھڑی
چل نہ بچھے جلدی آلہی جھونپڑا صیاد کا

سخت جانی پر مری جس دم پڑی اسکی نظر
پانی پانی ہووے زہرہ خنجر فولاد کا

شعر گرما گرم سنکر اسکے جلتے ہین عدو
نام جو آتش ہے دنیا مین مرے استاد کا

بڑھ چلے ہین گیسوئے شبگون رخ محبوب سے
حال ہو ویگا پریشان طرۂ شمشاد کا

گھیرتی ہے جسگھڑی فوج غم فرقت مجھے
اے اجل مشتاق رہتا ہون تری امداد کا

عشق بازی کھو دیا ہے جسنے دنیا مین فروغ
یا خدا جلدی برا ہو اس ستم ایجاد کا

دیکھ لے وہ منتھےؔ نیرنگ حسن یار کو
جسنے دیکھا ہو نہ نقشہ عالم ایجاد کا

برابری ترے گیسو کی کا لہ کیا کرتا
مقابلہ شب فرقت کا رزا لہ کیا کرتا

فقیر ہون مین ازل سے در توکل کا
گدائے شہر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

قبائے گل کے ٹکڑے وہ کس لئے لیتا
پھٹی ہوئی تری بگڑی مین ا

پسند طبع نہ تھا میرے یار زہر جائے — مین خوانِ عشق کا جھوٹا نوالہ کیا کرتا
زبان تلخ پہ مین کس طرح عمل کرتا — مین ایسے زہر کا کھا کر نوالہ کیا کرتا
حضور داغِ جگر اپنے شمع کیا جلتے — چراغ مہر کے آگے اوجالا کیا کرتا
جو دیکھتا رخ رنگین پہ خال کو تیرے — جگر بہ داغ نہ کھاتا تو لالہ کیا کرتا
عزیزِ خط رخِ یار کیون نہ دل کرتا — مین اس چمن کا نہ لیتا قبالہ کیا کرتا
ازل کے دن سے جو تھا جادۂ سیہ بختی — چراغ زیست کا اُسمین اوجالہ کیا کرتا
سنے نہ اُس گلِ خوبی نے ایکدن میرے — برنگ بلبل شیدا مین نالہ کیا کرتا
نہ وہ صنم تھا نہ عہدِ شباب تھا ساقی — مین لیکے آج شرابِ دوسالہ کیا کرتا
دکھاتا کوئی محبت کی راہ کیا دل کو — دہان گور کا اسکو نوالہ کیا کرتا
جو دیکھتا خطِ مشکین کو گرد رخ کے ترے — فلک پہ ماہ کے ہمراہ ہالہ کیا کرتا
صفاتِ عالمِ پیری نہ کس طرح لکھتا — مین صبح شیر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

گلیم فقر اگر منتھے کے ہاتھ آتے
تمہین کھو کہ وہ لیکر دوشالہ کیا کرتا

مزا نقد وصلت کا لوٹا تمھارا — صنم غیر نے مال مارا تمھارا
کہا انا للہ ہنس ہنس کے اُسنے — کہا جبکہ مرتا ہے شیدا تمھارا
کہا جامِ مے دے کے اُس ماہوش نے — بڑے اوج پر ہے ستارا تمھارا
دیا نقد دل اپنا جی چاہا جس کو — نہین اسمین ناصح اجارا تمھارا
نگہ کا اگر تیر پیکِ اجل ہے — قیامت ہے پیارے اشارا تمھارا
نہین لالہ و گل چمن مین کھلے ہین — نہان راز ہے آشکارا تمھارا
غضب ہے غضب آپکا دیکھ لینا — ستم ہے ستم ہے نظارا تمھارا
قدم بحر الفت مین رکھتا ہون ڈر کر — ہے صبر و تحمل سہارا تمھارا
ہوا طالبِ وصل اُس سے تو بولا — یہ قدرت تمھاری یہ یارا تمھارا
نہ فرمائیے ضبطِ آہ و فغان کو — نہ اُٹھے گا یہ بار بیجا تمھارا

دلا عہد پیری مین جوشِ محبت — ہوا حوصلہ پھر دوبارا تمھارا
وفادار ہم ہین جفاکار تم ہو — یہ خصلت ہماری وہ شیوا تمھارا
کیا بعد مدت کے آباد ہم نے — میان قیس سونا تھا صحرا تمھارا
بہکنا ہمارا خوشی آپ کی ہے — سٹری بن ہمارا تماشا تمھارا

چھٹا منتہی دامن وصل جب سے
ہوا قطعہ دستِ تمنا تمھارا

جوبن بت سفاک کا ڈہل جائے تو اچھا — کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو اچھا
طفل دلِ بدخو جو بغل مین ہے ہمارے — کوچے مین حسینون کے بہل جائے تو اچھا
آجائے کسی بت پہ یہ دل صاف ہمارا — یہ آئینہ پتھر سے کچل جائے تو اچھا
وہ تیغ کہین کھینچ کے رہ جائے الٰہی — آئی سرِ عشاق سے ٹل جائے تو اچھا
اوڑ جائے مرے دل سے قدِ یار کا سودا — سایا کہین اس سرو کا ڈہل جائے تو اچھا
ہو موم تپِ عشق سے دل یار کا یارب — وہ شمع عاشق ہے پگہل جائے تو اچھا
نقدِ دل و دین دیکے کہین وصل ہو ممکن — فقرا مرا اس یار پہ چل جائے تو اچھا

وہ جنبش ابرو و دلِ شیدا کا کرے کام
یہ وار بھی عشاق پہ چل جائے تو اچھا

مین دیوانہ کرون گر شور دل سے آہ و افغانکا — بزنگِ کاغذ بادی ہو عالم سقفِ زندانکا
بہارِ گل گئی آئی گلستان سے کئی باری — وہی عالم ہے دامانکا وہی عالم گریبانکا
نگاہ یار مین سرمہ کا ڈورا آج کھچتا ہے — خدا حافظ ہے ناصح آبروئے تیغ برانکا
بگڑنا اسکو لازم ہے شکستا اسکو ضرورت ہے — مگر ظرف گلی سے کم نہین ہے جسم انسانکا
نہ وہ منصور نے دیکھا نہ وہ واقف کو ممکن تھا — نمونہ ہے دلِ ویران ہمارا اس بیابانکا
نہایت دہیان ہے نیرنگ حسن یار کا دل مین — تماشا دیکھتا ہون ایک شیشہ مین پرستانکا
نہ سنبل کا ہے وہ عالم نہ کاکل کا وہ نقشہ ہے — اگر لکھون تو دفتر ہو سری حالِ پریشانکا
لے آیا جذبۂ دل کھینچکر اس شوخ پرفن کو — نگہبان دیکھکر منھ رہگیا اسوقت دربانکا

جسے میں پوجتا ہوں جو پرستش گاہ اپنی ہے — نہ وہاں ہندو کا رتبہ ہو نہ رتبہ مسلماں کا
عدوے حرف زن روباہ خصلت بھاگ جاتا ہے — سر پر خامہ کیا ہی ہمہ شمشیر نیستاں کا

بہ رنگ بلبل گلزار میں گلزارِ عالم میں
رہیگا نام باقی منتھے سے بھی نغزہ خواں کا

تا کمر گیسوئے جاناں دیکھا — نصف طولِ شبِ ہجراں دیکھا
چشمِ عشاق کو گریاں دیکھا — حضرت نوح کا طوفاں دیکھا
دن کو پھر جا رہا بالوں کا ترے — رات بھر خواب پریشاں دیکھا
کچھ نہ ٹھہرا ترے رنگ کے آگے — بارہا سوئے گلستاں دیکھا
حسن نیرنگ کا تھا دل میں خیال — خواب میں ایک گلستاں دیکھا
یار پروانے کے جل جانے پہ — رات بھر شمع کو گریاں دیکھا
گر گئے آنکھوں سے گلہائے چمن — جبکہ تری وہ لبِ خنداں دیکھا
یار و اغیار کو باہم ہم نے — صفتِ گبر و مسلماں دیکھا
نہ ڈبویا خطِ تقدیر افسوس — مجھکو اے دیدۂ گریاں دیکھا
حرفِ الفت نہ پڑھایا اسکو — بس تجھے پیرِ دبستاں دیکھا
روح کو جانبہ تن کے اندر — زاہدا صورتِ مہماں دیکھا

منتھے سا بھی زمانے میں کہیں
گبر دیکھا نہ مسلماں دیکھا

گھسا ماتھے پہ شیخ جی کا — ڈہو کا ہے کلنگ کا ہے ٹیکا
پکڑے دامن جو اس پری کا — اتنا نہیں حوصلہ کسی کا
جبتک کہ رہا شباب اپنا — کیا کیا رہا لطف زندگی کا
ہٹ ہٹ کے وہ مجھسے لپٹتا ہے — کر کر کے بہانہ گدگدی کا
گیسوئے صنم سے دل لڑا ہے — ہے سامنا آج کس بلی کا
اپنی اپنی پڑی ہے سب کو — کوئی نہیں ہے یہاں کسی کا

(قدر)

سامان عیش ہجر کی شب مین عذاب تھا
کالی بلا سا اپنی نظر مین سحاب تھا

آنکھین دکھا رہی تھی ادہر وحشت دلی
پھولا ہوا ادہر کو چمن مین گلاب تھا

دل مین بھری ہوئی تھی ہوس عز و جاہ کی
دفتر مین اپنے لاکھ طرح کا حساب تھا

بے یار شیشہ سنگ ملامت تھا بزم مین
بے بادہ جام صورت چشم حباب تھا

چکھا نہ اسکو درد کشون نے ہزار حیف
شیشے مین اس فقیر کے اچھا گلاب تھا

پہلو مین رعب حسن صنم سے شب وصال
یہ دل زبان گنگ کا گویا جواب تھا

یہ سر وہ ہے کہ جسمین بھری تھی ہوائے دوست
یہ دل وہ ہے کبھی جو فلک کا جواب تھا

زخم جگر تھے اسمین کہ تھی نقد داغ دل
سرکار عشق سے جو ملا بیحساب تھا

پوچھے جو صحبت مے و معشوق حشر مین
کہہ دونگا آپ ہی کا دیا یہ شباب تھا

یہ دل وہی ہے جو کہ رہا غرق بحر عشق
یہ وہ حباب ہے جو کبھی زیر آب تھا

برسون ہی دل مین مصحف رخسار ہی دھیان
دابی ہوئے بغل مین خدا کی کتاب تھا

لٹکے تھے پاؤن گور کے اندر شب وصال
اپنا سمند عمر کا بادر رکاب تھا

ساقی تھا اور کثرت گلہائے باغ تھی
بندہ اور یہ دل خانہ خراب تھا

دیکھا ہے ہمنے جو کہ تماشا جہان کا
دہوکا وا ہمہ تھا توہم تھا خواب تھا

پست و بلند بحر جہان یار ناصحا
اپنے نظر مین صورت موج حباب تھا

بھنتا تھا شیخ بادہ کشون سے ہمارے بز
آتش سے مے کی مرغ مصلا کباب تھا

کیا چپ ہوئے ہین کرکے نکیرین گفتگو
یہ منتھے بھی ایک ہی حاضر جواب تھا

تاثیر عشق گبر و مسلمان یہ کر گیا
ساقی شراب ناب سے دو جام بھر گیا

ہنستا جو سامنے سے وہ گل رو گذر گیا
دامن مری نگاہ کا پھولونسے بھر گیا

اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا
اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اتر گیا

کیونکر نہ ہو محبت دنیا یہ اعتقاد
قارون کے ساتھ مال زمین مین اتر گیا

طفلی گئی شباب مٹا پیری آ گئی
ہونا تھا جو ہوا وہ جگ گذر گذر گیا

اظہار عشق سے اُنہیں آیا جو ہیں غرور
مین نے بھی کیا ہی کام کیا جھٹ بگڑ گیا

مصروف ہے زبان در دندان کے ضمیر
مونہہ موتیون سے کوئی مرا آج بھر گیا

نافہمون مین پڑا مرا دیوان ہزار حیف
کندون کے سامنے مرا لخت جگر گیا

کس درجہ رفتہ رفتہ کیا کام عشق نے
آخر غم فراق مرے دل چیر گیا

اس جوشش شباب کا عالم نہ پوچھیے
اک موج بحر تھا ادھر آیا ادھر گیا

شمع مانند بزم یار گھر اپنا ہوا
کٹ گئی سب عمر قصہ مختصر اپنا ہوا

یہان لے آیا کون ایسا راہبر اپنا ہوا
اس خراب آباد مین کیونکر گذر اپنا ہوا

بعد مدت جا سوے اُسکی دل شفاف پر
شکر ہے خالق کا کیسے گھر مین گھر اپنا ہوا

بل نہ نکلا اُسکے گیسو کا نہ وہ سیدھا ہوا
آہ بی تاثیر نالہ بے اثر اپنا ہوا

خط شوقیہ بھی آیا ہے پیام وصل بھی
نالہ جا لنکاہ کوئی کارگر اپنا ہوا

بڑھ چلا چاک گریبان اور چلی باد بہار
بل لگا کرنے جنون زنجیر گر اپنا ہوا

ہو چکے مانند پیچ و تاب مین کی ہے بسر
شاعر و بحر غزل مین جب گذر اپنا ہوا

بعد مدت کے چڑھے ہے نظر دیدہ اس عیار کے
دیکھنے کی بات ہے آنکھون مین گھر اپنا ہوا

آنکھہ کے کھلتے ہی سیر مین بھر گئی باد فنا
بحر ہستی مین حباب آسا گذر اپنا ہوا

ایکدم کو جا ہے اُسکے دل شفاف مین
عکس کے صورت سے آئینے مین گھر اپنا ہوا

ساتھہ کیا لائے تھے کیا ہمراہ اپنے لیچلے
بار ہستی کے تلے ناحق کو سر اپنا ہوا

لیکے جاتا منزل پیر مغان تک جو ہمین
آجتک کوئی نہ ایسا راہبر اپنا ہوا

پھر بہار آئی چمن مین پھر ہوا جوش جنون
دشت کی جانب کو پھر عزم سفر اپنا ہوا

نسخے ضایع نہ ہوونگے دُر معنے ترے
دیکھ لیا جب کوئی اہل نظر اپنا ہوا

غیر اوڑ جائیگا اکدن آشنا رہجائیگا
مدعی جاتا رہیگا مدعا رہجائیگا

دشت الفت مین قدم جسکا ذرا رہجائیگا
منزل گمکردہ قافلہ پیچھے پڑا رہجائیگا

ذکر رونیکا مرے بعدِ فنا رہجائیگا | خشک ہو جائیگا چشمہ ماجرا رہجائیگا
فصل گلمین دیکھکر دستِ جنون کے فیض کو | شیخ جی کا ساقیا دستِ دعا رہجائیگا
اپنے آہونکے چلین گے جبکہ جھونکے بامین | دیکھ لینا پھٹ کے دامانِ صبا رہجائیگا
بزم مین اُس چشم مخموری کے آگے ساقیا | طاقِ نسیان پر ترا شیشہ دھرا رہجائیگا
کچھ گدا و شاہ کے ہمراہ جائیگا نہین | بوریا رہجائیگا تاج و لوا رہجائیگا
پاس ہے جاہ و حشم اپنے نہ ہر کچھ ملک و مال | کیا بگڑ جائیگا اپنا اور کیا رہ جائیگا
اکیدن ہونی ہے وہ درپیش منزل جسجگہ | آشنا رہجائیگا نا آشنا رہجائیگا
اکدم خالی نہین رہنے کا کوچہ عشق کا | اور ہیرے بعد کوئی دوسرا رہجائیگا
آج مین بیٹھا ہون کل بیٹھیگا کوئی اوریا | یون ہین بچھا بوریا اس فقر کا رہجائیگا
عاشق جانباز تجکو دیکھ کر مرجائینگے | ہاتھ قبضے پر ترا ظالم دھرا رہجائیگا
آرزو رہجائیگی ہمکو وصال یار کی | لوح دل پر نقشِ حرفِ مدعا رہجائیگا

وہ یکایک قتل عاشق کو کرے گا منتقی
یہ خبر وہ ہے کہ جسکا مبتدا رہجائیگا

کیونکر نہ زور شور ہو میری زبان کا | آخر مین عندلیب ہون کس گلستان کا
رہنے کی جا کہین نہ ٹھکانا مکان کا | مانند بو زمین کا نہ ہون آسمان کا
بادِ خزان اوڑی چمن روزگار سے | تنکا نہین بچا ہے مرے آشیان کا
روح روان جسم کے اے دل مقام سے | مین جانتا ہون فرق زمین آسمان کا
انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہر | باندھا ہوا ہر اک ہے اسی ریسمان کا
منصور ہے نہ قیس نہ فرہاد و کوہکن | کس سے پتا لگاؤن مین مغ کی دکان کا
کعبہ و دیر خلد و ارم جنت النعیم | ہر ایک نام یار کی ہے آستان کا
شیرینی کلام نہ جائیگی عمر بھر | چسکا نہین چھٹیگا ہماری زبان کا
مرغ چمن ہوا ہمین کہ ہو بلبل قفس | نقال ہے ہر ایک مری داستان کا
منصور یون ہے دار سے عالم مین نامور | لشکر مین جس طرح سے ہو ہاتی نشان کا

تائیدِ آسمان ہے ہر اک اہلِ دل کے ساتھ — اللہ ہے طائران بلند آشیان کا
بے قدردان لباس نہین آبرو نہین — اپنا کمال حال ہے مفلس جوان کا
چھایا ہوا ہما ہے سگِ یار گرد ہے — بھوکا ہے کون کون مرے استخوان کا
ذفتر تھے دو کھلے ہوئے راز و نیاز کے
قاصد سے ایسے فرق نتھا دو زبان کا

در پہ اُس شوخ کے جب جا بیٹھا — یار سب کہتے ہین اچھا بیٹھا
خوبیٔ قسمتِ قاصد دیکھو — پاس اُس شوخ کے کیا جا بیٹھا
ہے حبابِ لبِ دریا انسان — جب ذرا سر کو اوٹھایا بیٹھا
ضعفِ پیری سے بنا نقشِ قدم — مین وہین کا ہوا جس جا بیٹھا
صورتِ بادِ ہا سرگردان — خاک کی طرح مین اٹھا بیٹھا
پاؤن پھیلے جو ترے کوچے مین — کاٹ کے دستِ تمنا بیٹھا
بحرِ ہستی مین حبابون کی طرح — سیکڑون بار مین اُٹھا بیٹھا
کب سے یترا فلکِ شعبدہ باز — دیکھتا ہون مین تماشا بیٹھا
سامنے کس کے جھکایا سر کو — کس لیئے تیغ تو اُٹھا بیٹھا
نہ تو نالہ ہے نہ افغان اے دل — کس لئے چپ ہے اکیلا بیٹھا
خواب سیرِ چمنِ عالم ہے — کیا دلِ زار ہے بھولا بیٹھا
دامنِ دل پہ لگا داغِ جنون — ملک پر عشق کا سکا بیٹھا
نقدِ دل تھا جو بضاعت مین مری — عشق مین اسکو بھی کھو کھا بیٹھا
جو گیا ملکِ عدم کو وہ گیا — اسکے کوچے مین جو بیٹھا بیٹھا
دلکو ہے جذبۂ اُلفت شاید — بک رہا ہے جو اکیلا بیٹھا
چل بسی تھی سب یار ترے
تو بھیان کرتا ہے اب کیا بیٹھا

دل مین اک نور کا جلوا دیکھا — بند اس قطرے مین دریا دیکھا

دل مین نیرنگ تمھارا دیکھا | جز مین کل کا تماشا دیکھا
دل مین پوشیدہ تھا اُسکا جلوا | سر کو جو وقت جھکایا دیکھا
ہم نے اس خاک کے تیلے مین نہان | قدرت حق کا تماشا دیکھا
نہ ہوا مقصد دل زیب کنار | ہمنے ہا تون کو بھی پھیلا دیکھا
حرم و دیر مین ڈھونڈا سنے مین ہ | ہمنے تجھکو نہین کس جا دیکھا
ساکن دیر و حرم سے پوچھو | کہین وہ بھی نظر آیا دیکھا
لطف گلزار و خرابی چمن | جو ان آنکھون سنے دکھایا دیکھا
قاصدا تجھکو بلاکر تیغا ہ | اُسنے پردا نہ اُٹھایا دیکھا
آئینہ تھا قدم آدم کو یا ہ | صاف اُس بت کا سراپا دیکھا
ترے بازار جہان مین گردون | اک نیا روز تماشا دیکھا ہ
دل دیا جان بھی دیدی اُسکو | یہی اُلفت کا تقاضا دیکھا ہ
ہوشیار اُسکو جہان مین پایا | جسکے سر مین ترا سودا دیکھا
نہ کیا مردہ دلون کو اچھا | بس تجھے رشک مسیحا دیکھا
دیکھکر لوٹ گیا تیغ اُسکو | ذبح کل مرغ مصلا دیکھا ہ

منتھی اوڑ گیا دل یار کے پاس
پھر گیا گود کا پالا دیکھا ہ

جب سے احوال سنا کوہکن اک ہم فن کا | کہین تیشہ نظر آیا مرا ما تھا ٹھن کا
کاش بھی لے سر آمادہ سودا اُسنکے | دور بھی ہوسے کہین بوجھ مری گردن کا
فاتحہ خوانی کے حیلے سے حسین آتے ہین | نقش جب بنگیا تعونید مرے مدفن کا
نالہ و آہ کے ذرات اٹھائین جو کہین | دل نہ پتھر کا ہے اپنا نہ جگر آہن کا
جامئہ تن بھی بنایا ہے عجب صانع نے | نہ یہ محتاج گریبان کا نہ کچھ دامن کا
پھلوئی ماہ مین مجکو نظر آتا ہے سہیل | اُسکی پیشانی یہ ٹیکا تو نہین چندن کا
کبھی کھل جاتا ہے سینہ کبھی پھلو کبھی سر | بے خبر جسن سے ہین وقت ہے الٹھ پن کا

ہے نمونہ تری طفلی کا ہلالِ گردون
بدر چھایا ہے جوانی کے ترے جوبن کا

ابر ہے باغ ہے سبزہ ہے حسین ہین مے ہے
یار بھی چل کے مزا لوٹتے ہین ساون کا

یار و اغیار کے گھر مین وہ چلے جاتے ہین
دھیان اپنا نہین عالم ہے ابھی بچپن کا

منتقی معرکۂ عشق مین رکھے جو قدم
اسقدر حوصلہ رستم کا نہ ہے بہمن کا

اشک کو تاثیر دے اچھا کیا
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

شربتِ وصلت پلایا یار نے
ہجر کے بیمار کو اچھا کیا

قامتِ رعنا دکھا کر یار نے
سرو کو گلزار مین سیدھا کیا

پھر نا ان در در پھرایا حیف ہے
مجھکو صانع نے سگِ دنیا کیا

دل دیا تجھسے بتِ سفاک کو
بیٹھے بٹھلائے یہ ہمنے کیا کیا

وعدۂ دیدار رکھا حشر پر
کارِ امروزہ کو کیون فردا کیا

انتظارِ یار مین بستر پہ شب
نیم بسمل کی طرح لوٹا کیا

دستخطے دکھلاؤن گا فردِ جبین
حشر مین پوچھا جو مجھسے کیا کیا

نقدِ دل دیکر غمِ الفت لیا
ہمنے اس بستی مین یہ سودا کیا

حشر مین یہ تو کہونگا برملا
ان پریزادون نے دیوانا کیا

آئینہ ہمنے مقابل کر دیا
اسنے یکتائی کا جب دعوا کیا

معنیٔ تحریرِ قسمت منتقی
زندگی جب تک رہی سمجھا کیا

سن گھٹا یار کا تب وصل ہمارا ٹھہرا
جنس جب چھٹ گئی اسوقت یہ سودا ٹھہرا

محتسب ٹھہرا نہ زاہد کبھی اسکا ٹھہرا
بزمِ رندان مین جو ٹھہرا تو یہ مینا ٹھہرا

نہ اٹھا کوئے توکل سے نہ دریچا
حرصِ بیہودہ نہ مجکو سگِ دنیا ٹھہرا

ہوش کر ہوش جنون فصلِ بہار آپہنچی
جا مرے رہنے کے خاطر کوئی صحرا ٹھہرا

آبرو رازِ محبت کی ڈبو دیتا ہے
قطرۂ اشک نہ ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

ہر گھڑی پوچھتے ہو بیار ہمین کرتے ہو | عاشقی ٹھری کہ اسکے لئے تقاضا ٹھرا
اُس سے کسدن ہوا بیمار محبت کا علاج | سامنے یار کے کس روز مسیحا ٹھرا
چل کے آیا تھا بڑی دور سے تھکّا یہ چرخ | ایک دو دم کے لئے مین بھی یہان آٹھرا
پرورش ہمنے کیا دلکو گیا یار کے پاس | یہ تو بتلائے کوئی مال یہ کس کا ٹھرا
لئے جاتی ہے ہر اک سمت ہوائے دنیا | آدمی مین نہین ٹھرا کوئی پتّا ٹھرا
مے کے دریا یہ بھے رات کو میخانے مین | شیشۂ آنکھون مین حباب لب دریا ٹھرا
ان حسینون کا طلسمات جہان کے اندر | پتلیو ٹکا مری آنکھون مین تماشا ٹھرا
ایک دم بھی نہین اسکو کسی عالم مین قرار | دل منظر نہین ٹھرا کوئی دریا ٹھرا

دل دیا اُف نہ کیا مال دیا آہ نہ کی
منتھی تو بھی فن عشق مین یکتا ٹھرا

منصور پیتے ہی مے اُلفت بہک گیا | جام مئے الست بھرا تھا چھلک گیا
پیری ہوئی شباب سے اُترا جھٹک گیا | شاعر ہون میرا مصرعۂ ثانی لٹک گیا
مجھ رند پاک کا کبھی چلّو نہ بھر دیا | ساقی ترے کرم سے ہر اک یار چھک گیا
مین لوٹ ہو گیا ہون خط سبز رنگ پہ | خار چمن سے دامن دل یہ اٹک گیا
پیری مین دل دیا بت بیرحم یار کو | منزل قریب تھی کہ مسافر بہک گیا
بھڑکا یا دل کو تذکرۂ حسن یار نے | ایک ڈھیر آگ کا تھا ہوا سے دہک گیا
ہیر دہ شراب عشق کا منصور سے کھلا | تداف تھا کہ پنبۂ مینا دھنک گیا
بلبل ہے چپ نسیم سحر بھی خموش ہے | شاید چمن مین برگ خزانی کھڑک گیا
جام بلور مے کا بھرا یار نے دیا | شب کو ہمارا اختر طالع چمک گیا
تو تو وہ حسین ہوا کہ ہوئے تجھ پہ سب فدا | ایسا ہی گل کھلا کہ زمانا مہک گیا
رتبہ ترے کرم سے ہوا خاکسار کا | خورشید کیطرح سے یہ ذرّہ چمک گیا
سو دست سے جو بھرا وہ ہوا سروبال دوش | بار شجر ہوا وہ ثمر جو کہ پک گیا
لگتا بہار گل مین گریبان کا کیا پتا | دامن کے پھاڑنے مین کہو ہاتھ تھک گیا

اُسیکی بات اُسی کا یہان مقام رہا — وہی رہا جو زمانی مین نیکنام رہا
خیال دل مین مغان یہان مدام رہا — شراب جام سے لبریز اپنا جام رہا
بہار جاتے ہی کھکے چمن سے غنچۂ گل — خزان کے آتے ہی مینا رہا نہ جام رہا
عدم کسی نے کہا ہمنے نقطۂ موہوم — دہن مین یار کے حجت رہی کلام رہا
اثر پذیر نہ ہرگز ہمارے اشک ہوئے — یہ آب و دانہ ہمین عمر بھر حرام رہا
مسافرانہ ہم آتے تھے بحر ہستی مین — حباب وار کوئی دم یہان مقام رہا
نمود خط کی ہوئی قدر زلف و خال گھٹی — خزان کے آتے ہی دانہ رہا نہ دام رہا
ذرا رقم نہ ہوا جنگِ حسن و عشق کا حال — گھٹی اک عمر پہ قصتہ یہ ناتمام رہا
جو حالِ پیرِ خرابات پوچھتے جلکر — نبی رہا نہ جہان مین کوئی امام رہا
وہ ہرا ہے جب سے قدم کوچۂ توکل مین — نہ فکرِ صبح نہ سودائے قوتِ شام رہا
ہمیشہ وار رہا بندِ نقاب صاحب کا — سمندِ ناز ترا یا رب بے لجام رہا
کھلا نہ راز محبت بہت تلاش رہی — جنونِ پختہ کے خاطر خیالِ خام رہا

رہا شباب کا جب تک کہ ولولہ باقی
ہر اک حسین کا بدل منتھی غلام رہا

ٹل گیا وقت کیا جوانی کا — مٹ گیا لطف زندگانی کا
جسکو کہتے ہین یار ماہِ تمام — ہے مرقع تری جوانی کا
سن کے بولے مرا فسانۂ غم — لطف کس کو ہے اس کہانی کا
کیا بیان رتبۂ شہادت ہو — ملک ہے عمرِ جاودانی کا
کیا کرون کا ہین دولتِ کونین — وصل ممکن ہے یارِ جانی کا
گم ہوا دل سے نالۂ جانکاہ — پر کٹا مرغ آسمانی کا
اوٹھہ گیا صبح یار پہلو سے — ہو برا مرغِ آسمانی کا
دہوم ہر سمت ہے سخن کی مرے — شور ہے میری جان فشانی کا
کھنچے اُس برق وش کی گر تصویر — ہاتھہ کانپے ضرور مانی کا

سرمہ زیبِ نگاہ کرتا ہے بُل مٹا تیغِ اسفہانی کا
نہ مزے منتھی سے گرس ہلے
دم گھٹے مُرغِ بوستانی کا

دہیان آیا جبگھڑی اُسکے رُخِ پرنور کا پھر گیا آنکھون مین جلوہ صاف برقِ طور کا
عشق مین موئے کمر کے اسقدر ہون ناتوان ہاتھہ مین میرے عصا بہارے ہے پائے مور کا
ہو رسا ایسی کمندِ فکر میری اندنون پاس آجاتا ہے کھنچکر مرغ مضمون دور کا
شیخ وزاہد سا جہان مین کوئی خود مطلب نہین کی عبادت خوب ہی لالچ جو پایا حُور کا
ساقیا لا جلد تو جامِ شرابِ لالہ گون دہیان آیا ہے کسی کے دیدہ مخمور کا
خاکساران جہان کے واسطے فرشِ زمین مرتبہ رکھتا ہے اے دل مسندِ فغفور کا
ہے قدر اندازِ ایسا خامۂ مضمون تراش تاکتا رہتا ہے ہر دم یہ نشانہ دور کا
نانِ نعمت کا نہین دہیان اسکو ہے نانِ جوین دل ہے کشکولِ گدا کا نہ نہین فغفور کا
پاس روئی ماہ وش کے دیکھکر خال سیاہ دل بکارا ہے یہی دودہ چراغِ طور کا
منزلِ ہستی مین آ ٹھرا ہے دو دن کے لئے
منتھی ورنہ مسافر ہے نہایت دور کا

سودا ہوا ہے سر مین بہت عز و جاہ کا پشتارہ دوش پر ہے ہمارے گناہ کا
ہاران ہون شیفتہ ہون اُسی کی نگاہ کا مالک جو ہے جہان مین سفید و سیاہ کا
دیوانہ وار کوئی بتان مین جو مین گیا رتبہ تمام مجھ پہ کھلا لا الا اللہ کا
میری طرف سے جاکے کہو آسمان سے بنتا ہے کیون سپر تو مرے تیر آہ کا
پیرِ مغان نے کوچہ الفت دکھا دیا ہاتھہ آگیا نشان مجھے سیدھی راہ کا
ہر رنگ مین ہے جلوہ جانانہ آشکار پردا نہین رہا ہے ذرا اشتباہ کا
دم بھرتا ہے اُسی کا ہر اک شیخ و برہمن کب طالبِ ثواب ہو مورد گناہ کا
صوفی صفا پذیر ہین ہین رند پاکباز مالک ہے ایک ایک ہر اک اپنی راہ کا
جو کچھہ کہ لکھدیا تھا ازل مین وہی کیا اس سے گھٹے بڑھے ہے تو ہون مورد گناہ کا

بے حکم آپ کے نہین رکھا ہے اک قدم
ناحق کا بوجھ سر پہ مرے ہے گناہ کا

نفسِ حریص بھی ہے توکل کے گھات مین
دشمن ہوا ہے اور سنو چور شاہ کا

کعبہ کنشت سے مجھے کیا شیخ و برہمن
جویا ہون اس جہان مین مین اور راہ کا

نارِ جحیم سے جو ڈراتا ہے زاہدا
کیا امتی نہین مین رسالت پناہ کا

روشن ہے جب سے شمع ہدایت جہان مین
باقی نہین ہے نام ہی روزِ سیاہ کا

ہو گیا عاشقِ شیدا بتِ ہرجائی کا
خاک مین مل گیا دعوا مری دانائی کا

حیف سودا نہ گیا قیس سے سودائی کا
داغ اچھا نہ ہوا لالۂ صحرائی کا

جب سے نازک کمر یار کی کھینچی تصویر
ہو گیا شہر مین شہرہ مری بینائی کا

لحد تیرہ مین جو وقت گذر اپنا ہوا
یاد آیا ہمین عالم شبِ تنہائی کا

آسمان سر پہ اٹھا لون مین کرون وہ نالے
پاس ہے مجکو مگر یار کی رسوائی کا

حرم و دیر مین ثانی نہین پاتا اسکا
ہے بجا یار کو دعوی مرے یکتائی کا

تو ہر اک رنگ مین اچھا نظر آتا ہے مجھے
قطع ہے جسم پہ جامہ ترے زیبائی کا

زہر کھا جائے گلا کاٹ کہین ڈوب مرے
کبھی عاشق نہ ہو انسان بتِ ہرجائی کا

حکم ہے عشق کے جنگل مین پھرا ہون برسون
مدتون کام رہا آبلہ فرسائی کا

خوشنما سایۂ شمشاد کو دیکھا جب سے
پاؤن پر یار کے ہے قصد جبین سائی کا

ذکر ہے شیخ و برہمن مین وجاہت کا تری
حرم و دیر مین غل ہے تری رعنائی کا

رحمتِ حق کا طلبگار رہون ہر دم جتنے
منتظر رہتا ہون مین آمدِ بالائی کا

آئینہ ہم نے دکھا کر یہ کہا اس بت سے
مٹ گیا آج تو دعوا تری یکتائی کا

منتھی روزِ جزا ہو نہ فضیحت یارب
متحمل نہین بندہ ترا رسوائی کا

مبتلا یہ دل ہوا جب یار رنگا ہو گیا
شمع بے پردہ ہوئی قربان پتنگا ہو گیا

گر پڑے عشاق اسکی تیغ خون آشام پر
کل شہادت کے طلبگارون کا دنگا ہو گیا

دفن کرکے فاتحہ پڑھکے مرا بولا وہ شوخ
آج بیمار محبت مرا چنگا ہو گیا

بزم مین جلکر کیا شب رازِ اُلفت آشکار
شمع کے مانند پروانہ بھی ننگا ہوگیا

گر کے اُسکے کوچۂ تاریک مین نکلا نہ دل
پیچ زلف یار کا مجکو اڑنگا ہوگیا

وصف دیر وکعبہ کا ہمنے جدا گانہ کیا
ایک ہی مضمون تہا فقرہ دو رنگا ہوگیا

بڑھتے بڑھتے اپنا طول زندگانی کم ہوا
گہٹتے گہٹتے جامۂ ہستی اونگا ہوگیا

خوشنما ہے اُس رخِ روشن پہ کیا خال سیاہ
زیب گلزار ارم کا لا جھنگا ہوگیا

شاہ ہفت اقلیم سے اے دل گدائی دہر تک
ڈہنگ سے آیا وہ جسنے یہان کڈہنگا ہوگیا

یون کہین گے یار اقلیم سخن مین ندزون
منتقی بھی ایک ہی کشادہ بنگا ہوگیا

حال میری بزم کا یہ نے نخِ جانا نہ تھا
آہ سوزان شمع تھی دل صورتِ پروانہ تھا

بزم عشق یار مین غافل تھا یا فرزانہ تھا
اپنے اپنے حوصلہ مین ہر کوئی دیوانہ تھا

یہ ہوا ثابت مجھے اے ساقی روزِ ازل
آدمِ خاکی شرابِ عشق کا پیمانہ تھا

روز آرایش یہ تھی آٹھون پھر اسکی انہیں
دنکو آئینہ تھا شب کو زلف تھی یا شانہ تھا

روبرو سے اُسکے آئینہ جدا ہوتا نہ تھا
شیفتہ آئینہ تھا اپنا آپ وہ دیوانہ تھا

نیم وا تھی چشم وقتِ خواب اُس میخوار کی
بے خبر ساقی پڑا تھا وا درِ میخانہ تھا

دیکھتا ہون اُسگھڑی حسرت سے کیا سوئے فلک
جب کوئی کہتا ہے ہم تھے یار تھا پیمانہ تھا

کیا عمارت منزلِ دنیا کی خوش اسلوب ہے
کون تہا معمار اسکا کون صاحب خانہ تھا

اہل دنیا زن پرستونکو نہ سمجھا مین کبھی
اسقدر مجکو خیالِ ہمتِ مردانہ تھا

تھا خیال ساقی مہوش سے دل روشن مرا
ساغر مے رات کو یعنے چراغ خانہ تھا

کھو کے نورِ حسن کو خطِ سیہ خود رہ گیا
خط نہ تھا اُجڑی ہوئی جاگیر کا پروانہ تھا

چشم اشک آلود سے ہمکو یہی ثابت ہوا
مردمِ آبی کے بھی ہمراہ آب و دانہ تھا

کونسا دل تھا مے وحدت سے جو مملو نہ تھا
ساقی گردون دو رنگا کیا جہان خمخانہ تھا

شیخ کہتا تھا مجھے زاہد برہمن بت پرست
کونسے جا تھی جہان میرا نہین افسانہ تھا

[illegible]

روبرو میرے رہا جبتک کہ دم مین دم رہا | عشق بت تھا یا چراغ زیست کا پروانہ تھا
پائے خم پر سر تھا گاہی گاہ تھا ساغر بکف | مشرب رندانہ تھا یا سجدۂ شکرانہ تھا

چھا گیا خواب عدم مجپر یکایک منتہی
یہ نہین معلوم ایسا کون افسانہ تھا

دیکھئے کھانی ہے سرکس کس نحیف وزار کا | پیٹ خالی کب سے ہے قاتل تری تلوار کا
جابجا چرچا ہے میری طبع طرار کا | چارسو شہرہ جہان مین ہے اسی تلوار کا
ہو نہ مابین مژہ چشم سیاہ یار کا | سنبلستان مین ہے مسکن آہوئی تاتار کا
چارسو شہرہ ہوا جبتو بوئے زلف یار کا | ہو گیا بازار پھیکا نافہ تاتار کا
جسم خاکی چھوڑکر اکدن نکلجائیگی روح | ساتھ دینے کا نہین پیدل کبھی اسوار کا
بادشاہی دوجہان کی دی مجھے کرکے شہید | ہو گیا بال ہما پھل یار کی تلوار کا
دیر کو جاتا ہے گاہی گاہ کعبے کی طرف | حال ابتر ہے تمھارے طالب دیدار کا
بادشاہونکو مبارک چتر زرین ہو مدام | ہے مجھے ظل ہما سایہ تری دیوار کا
تندرستونسے زیادہ جانتا ہون تندرست | جو کہ ہے بیمار تیری نرگس بیمار کا
راہ جاتی ہے نہین دل تک ترے اغیار کی | بند ہوتا ہی نہین رخنہ تری دیوار کا
مرتے ہین اغیار اسکی خوش بیانی دیکھکر | کام کرتا ہے قلم میرا زبان مار کا
اسکی آہ آتشین سے چاہئے ایدل حذر | آشیان پھونکا ہے جسنے بلبل گلزار کا
جمع کرتا ہے جو مال دنیوی کو روز و شب | مین سمجھتا ہون اوسے مزدور ہی بیکار کا

جو کیا اچھا کیا جو کچھ کریگا خوب ہے
دم نہ مارو منتہی موقع نہین تکرار کا

پھر فراق یار کا بار الم پیدا ہوا | جس سے دل ڈرتا تھا میرا پھر وہ غم پیدا ہوا
روز فرقت مرکے کاٹا تھا شب آئی ہجر کی | وہی غم بھولا نہ تھا یہ اور غم پیدا ہوا
مین نہین پیدا ہوا پیدا ہوا رنج و ملال | تو نہین پیدا ہوا جور و ستم پیدا ہوا
سخت غم دن رات ابنائے جہان کے ہاتھ سے | مثل انفاس حبیبہ دمبدم پیدا ہوا

نالۂ دل کثرتِ آہ و فغان داغِ جگر — یہ ہماری واسطے جاہ و حشم پیدا ہوا
عشق کی راہون سے شیخ و برہمن ہین بیخبر — دیر کیون پیدا ہوا پھر کیون حرم پیدا ہوا
کر رہا ہون سیر عالم کی مین اسمین روز و شب — دل بغل مین اپنا گویا جامِ جم پیدا ہوا
دے گئے صدمے پہ صدمے ہمکو یارِ رفتگان — ان کے ہاتون سے ہمیشہ غم پہ غم پیدا ہوا
شمعِ سوزان کیطرح اس بزمِ عالم مین مدام — جو کوئی پیدا ہوا باچشمِ نم پیدا ہوا

زخمِ دل پر کیا لگا تیغِ فراقِ یار کا
منتہی اک جادۂ ملکِ عدم پیدا ہوا

تیغِ خزان جبدم کھنچی خالی گلستان ہوگیا — گھسکے جوانانِ چمن سنبل پریشان ہوگیا
کثرت جو داغِ دل کی تھی پیری مین پژمردہ ہوئی — وقتِ سحر خاموش کیا سرو چراغان ہوگیا
خطِ سیہ پیدا ہوا کیا اوس پری کے گردِ رخ — قبضہ مین فوجِ زنگ کے ملکِ سلیمان ہوگیا
اے کاتبِ اعمال تم منھ دیکھکر رہجاؤگے — فردِ عمل دہو جائیگی جبدم مین گریان ہوگیا
دیکھا ہے تو نے کیا کہین لختِ دلِ عشاق کو — خونِ خشک تیرے جسم کا لعلِ بدخشان ہوگیا
گرمی تمہاری حسن کی پرتو فگن جبدم ہوئی — ذرہ صفت جو داغ تھا وہ مہرِ تابان ہوگیا
وا ہوگیا عشقِ نہان آنکھین ہوئین خونابہ فشان — مثلِ قبائے گل میرا رنگین گریبان ہوگیا
سمجھا مین مسندِ شاہ کی اس بوریائے فقر کو — دستِ توکل جگھڑی میرا نگہبان ہوگیا
آئی تھی جو آئی قضا جو وقت تھا اسکا بندھا — تیغِ نگاہِ یار کا کل مفت احسان ہوگیا
وصفِ خطِ روئے صنم وردِ زبان ہے دمبدم — شکرِ خدا مین حافظِ تفسیرِ قرآن ہوگیا
دیکھا بہارِ حسن کو جب یارِ گل اندام کے — مجھسے جنونِ عشق کیا دستِ گریبان ہوگیا

تیغِ نگاہِ یار کا جب سامنا مجھسے پڑا
یہ جامۂ تن منتہی ہمشکل کتان ہوگیا

الفت کا تخم مزرعۂ دل مین جو بو دیا — ہمکو کمالِ عشق نے دنیا سے کھو دیا
دل کی صفا کو خواہشِ دنیا نے کھو دیا — تردامنی نے جامۂ تن کو ڈبو دیا
سرگرم بزمِ یار مین دیکھا جو غیر کو — جب بس چلا نہ کچھ صفتِ شمع رو دیا

کیا جامے گذری کیا گل ولالہ پہ عندلیب
شبنم نے شب کو حالپہ انکے جو رو دیا

منصورِ نخلِ باغِ شہادت تہا باغبان
دار فنا مین اسکو عبث تونے بو دیا

جام شراب ناب نہ پایا کہ جام درد
ساقی کا شکر کرکے لیا ہمکو جو دیا

دل کی صفا کو حرص و ہوا سے مٹا دیا
ہا تونے اپنے کیا دُرِ شہوار کھو دیا

عاصی کیا فقط مجھے طولِ حیات نے
اب لقا نے دامنِ عصمت بھگو دیا

موئے میانِ یار کو دل سا صفا دیا
موتی تھا خوب بال کے اندر پرو دیا

اچھا کیا دیا جو زر و مال منتہی
یہ تو بتاؤ دلکو کہان تمنے کھو دیا

حرم کی طرف روئے میخانہ پایا
کسی رند کو تہنے بیجا نہ پایا

تری بزم مین ہنسے او عشق کامل
جو ہوشیار تھا اُسکو دیوانہ پایا

ملا عشق کامل کا کب کوئی کامل
کبھی حسب دلخواہ سودا نہ پایا

ملا میکدہ مین نہ دیر و حرم مین
کہین یار تیرا ٹھکانا نہ پایا

زبان سے بھتے جانباز اُس تیغ کی کتنے
دمِ امتحان کوئی ہما نہ پایا

سما ہی مرے وحشتِ دل کی ہوتی
کوئی آجتک ایسا صحرا نہ پایا

مزے ملکِ کونین کے ہم اوڑاتے
کوئی ایسا مضبوط پایا نہ پایا

حرم مین رہا گاہ گہ میکدہ مین
کبھی منتہی تجکو بیجا نہ پایا

دل مرے پہلو کے اندر یہ مکان ہی کسکا
جو مکین اِسکا ہے وہ راحتِ جان ہی کسکا

نہ کھلا کچھ نہ کھلا وہ بتِ سفاک حسین
کس کا ہے آفتِ جان راحتِ جان ہی کسکا

قتل پہ عاشقِ شیدا کے جو باندہی ہی کمر
تم سمجھتے نہین اتنا کہ زیان ہے کسکا

حورِ عینِ خلدِ برین مدِ نظر ہے اپنے
شکلِ آئینہ یہ دل پھر نگران ہے کسکا

نقطہ ہے تنگ دہن موسے ہے باریک کمر
مجکو معلوم نہین وہم و گمان ہے کسکا

کس کا رخ غیرتِ گل ہے حسینِ عالم مین
صورتِ غنچہ تصویر دہان ہے کسکا

غیرتِ لالہ و گل کس کے ہین یہ عارضِ نم | ایسا خوشبو صفتِ غنچہ دہان ہے کسکا
روح خوش ہوتی ہے دل کھلتا ہے مثلِ گلِ تر | آجکل نام مرے وردِ زبان ہے کسکا
گفتگو کرتا ہے واعظ سرِ منبر کس کی | نغمۂ بلبلِ گلزار بیان ہے کس کا
یار کا یار تو ہو کوئی محبت مین تو جا | پھر تو یہ خلدِ برین باغِ جنان ہے کسکا
یہ کسی عاقل و فرزانہ سے پوچھون چلکر | راز کسکا تھا نہان آج عیان ہے کسکا

منتھی یارِ گل اندام ہے بر مین اپنے
آج کی شب صفتِ خلد مکان ہے کس کا

ہر اک شی مین نظر آتا ہے جلوہ یار جانیکا | کدہر گم آج آوازہ ہے اُنکی لنترانی کا
سناؤن فصلِ گل مین زمزمہ جوشِ جوانی کا | کرون دم بند مین اکرو زمرغِ بوستانی کا
بیان کس منھ سے ہو صدمہ فراقِ یارِ جانی کا | گلوے خشک پر عالم ہے خنجر کی روانی کا
نہ صحرا مجکو بھاتا ہے نہ گلشن ہی خوش آتا ہے | نیا مجنون بنایا ہے فراق اُس یارِ جانی کا
نگہبان ہو زمانہ کا وہ مہر خوش لقا اپنا | اسی پر ختم ہے عہدہ ہر اک کی پاسبانی کا
شگفتہ گل کوئی جب دیکھتا ہون جا کے گلشن مین | نہایت یاد آتا ہے مجھے عالم جوانی کا
نظر آتی ہے جب سقفِ فلک پر کثرتِ انجم | کسی کا یاد آتا ہے دو پٹہ کامدانی کا
اُتارا سر مرا تن سے سبکباری مجھے بخشی | معالج تو ہوا اُسے بار میری سرگرانی کا
تو ہی ہے بطن مادر مین ہمارا پالنے والا | تو ہی حامی ہے اور رازق ہے مرغ آشیانی کا
جنازہ پر جنازہ اُسکی کوچے سے نکلتا ہے | ہوا ہے شوق اُس قاتل کو شاید تیغ رانی کا
رخِ رنگین کی آرایش مین از جلد خل ہے مجکو | اجارا لو نگا رضوان سے مین عہدہ باغبانیکا
شہیدِ تیغِ ناز اپنا کیا تونے نہ ای قاتل | نہ تربا مجکو بخشا حیف عمرِ جاودانی کا
سرِ زلفِ صنم کا ہو نہ کوئی مبتلا ہرگز | کوئی موردِ نہ ہو یارب بلائے آسمانی کا

عطا کی عقل بخشا ہوش اسنے منتھی مجکو
بیان کیا کیا کرون اللہ کی مین مہربانی کا

بی طلب گھر مین مری آہی گیا یار اپنا | خوب بیدار ہوا طالعِ بیدار اپنا

عاشقی صبر و تحمل ستم و جور و جفا
آپ کا کار ہے وہ اور ہے یہ کار اپنا

یار پر رنگ جوانی کا نہایت ہے کرم
اندنون خوب ہی گلزار ہے گلزار اپنا

ہاتھ جس روز کہ پکڑے گا جنونِ کامل
قطع ہو جائیگا دنیا سے سروکار اپنا

بام پر پردہ نشین آئے جو پہلو مین مرے
بند کر ماہِ فلک دیدۂ بیدار اپنا

فصل گل شور پہ ہے زور پہ ہے جوشِ جنون
خوب ہی اچھلیگا سودا سر بازار اپنا

دور مین چشم بنی ہے ترے نظارے کو
بند کر یار ہر اک روزنِ دیوار اپنا

وصل مین جام مے سرخ کا چھلکا جبکہ
آگیا یاد مجھے دیدۂ خونبار اپنا

منزلِ عشق بنائے ہے دماغ و دل مین
کام جو کرنیکا تھا کر گیا معمار اپنا

جگر و دل کو مین رو بیٹھا ہون مدت گذری
اب نہ مونس ہے کوئی اور نہ غمخوار اپنا

مین نہ کہتا تھا دلا کوئی حسینان مین بچا
ایکدن ہوئیگا جینا تجھے دشوار اپنا

آسمان سر پہ کھڑا ہے ترے پہلو صبا
رازِ دل لب پہ نہ لانا تو خبردار اپنا

ہمکو اے یار مسیحائے زمان کہتے ہین
کیون نہین کرتے اچھا کوئی بیمار اپنا

عفو ہوئینگے مرے جرم جنون کے ہاتون
ہوئیگا ابر کرم دامنِ کہسار اپنا

ایک عاشق کو پھٹکنے نہین دیتا شۂ حسن
سمجھا ہے ظلِ ہما سایۂ دیوار اپنا

دیکھ پھر کوئے قناعت مین خدا کی قدرت
منتقی توڑ تو پہلے بتِ پندار اپنا

لالچی یار سے پڑے پالا
نکلے قارون دنی کا دیوالا

دل ہے جویا بلند مضمون کا
ہے نظر سوئے عالم بالا

گردشِ چشم نے ترے پیارے
اک زمانا کیا تہ و بالا

گیسوئے یار کو نہ چھیڑ اے دل
کاٹ کھائے گا ناگ ہے کالا

تیرِ بیداد ہے پئے عاشق
سرمگی چشم کا وہ دنبالا

سوئے دنیا ہوا دلِ محزون
پھر گیا مجھسے گود کا پالا

دل ہے ہمت بلند رکھتا ہون
تا فلک پہونچے گا مرا نالا

کج نما کب ہو میرا مصرع شعر — دل کی سانچے مین ہے اُسے ڈھالا

سرد مہری دلنے اس زمانیکے — کشتِ امید پر پڑا پالا

فکر کو مین کی جو رکھتا ہون — پیتا ہون مین شراب دوسالا

اشک گر ہون پسند یار مری — موتیون کا کبھی نہ لون مالا

دیدۂ صاحبِ قناعت مین — دُرِ یکتا ہے صورت ژالا

ہمنے تیغِ شکیب سے کب کا — نفسِ سرکش کو مار ہی ڈالا

بعد مرنیکے منتقی تیرے
مادر گیتی پہنے رنڈسالا

راز اس دل کا جدا ہے لبِ اظہار جدا — ہین جدا پردہ نشین محرم اسرار جدا

تیغ کو کھینچے کھڑا ہے بتِ خونخوار جدا — سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین گنہگار جدا

مبتلا اُسکا مین ہون وہ ہے مرا دیوانہ — وہ گرفتار جدا مین ہون گرفتار جدا

اہل دنیا ہین جدا طالبِ عقبیٰ ہین جدا — بوالہوس لوگ جدا عاشق سرشار جدا

حلقۂ گیسوئے مشکین کو وہ کٹواتا ہے — مار سے ہوتا ہے ہوشیار سرِ مار جدا

کم نہین ہوتے طلبگار شہادت اُسکے — روز سر تن سے وہان ہوتے ہین دو چار جدا

خوابِ غفلت نہ مری آنکھون سے گیا تا زیست — مجھ سے اکدم نہ ہوا طالعِ بیدار جدا

نقش دنیا ہے جدا نقشِ محبت ہے جدا — سکۂ داغ جدا سکۂ دینار جدا

دل کے خواہان ہین جبین اُنکے ہین خواہان عاشق — اسکے طالب ہین جدا انکے طلبگار جدا

اُسکی ہے کم سخنی باعثِ شیرین سخنی — کیا گلہ اسکے نہ ہو گر لبِ اظہار جدا

دور ہے منزلِ مقصود سے ہر ایک بشر — تجھسے پاتا ہون زمانیکو مین اے یار جدا

اتنی وسعت پہ اسی کشتی ہے کیا کیا قدرت — خانۂ دل کا مگر ہے کوئی معمار جدا

ایکدم تمسے گئے دل سے مرے صبر و شکیب — ایکدم تمسے ہوئے ہین مرے غمخوار جدا

دیدہ و دل سے جدا کیون نہ ہو چشمِ جانان
منتقی رہتا ہے بیمار سے بیمار جدا

نکل کے روح گئی تن سے بیگمان تنہا
مکان کو چھوڑ گیا صاحب مکان تنہا

ملا نہ دل کو کوئی مرغ خوش بیان تنہا
تمام عمر رہا اپنا آشیان تنہا

کبھی عدم مین رہا گہ وجود مین آیا
پھرا ہون زیست مین اپنی کہان کہان تنہا

عدم مین کون تھا اپنا وجود مین ہر کون
مین کیا کہون کہ رہا ہون یہان وہان تنہا

تمام حال تری سرکشی کا کھل جاتا
مری طرح سے جو پھرتا تو آسمان تنہا

کسی بشر کی نہ مٹی خراب ہو یارب
نہ پیر ہو کوئی تنہا نہ نوجوان تنہا

سوائے روح نہین کوئی جسم کا مالک
یہ وہ مکان ہے جسمین ہے میزبان تنہا

نہ زمزمے وہ سنے عندلیب کے تا زیست
جو گوش دل سے سنے میری داستان تنہا

دم سحر نہ مرے پاس سے تو اٹھ جانا
نہ چھوڑنا مجھے پیری مین اوجوان تنہا

اڑا ہے نرم سے اس گلعذار کا شہرہ
چلا ہے بو کا گلستان سے کاروان تنہا

طپش سے آتش گل کی بہار مین بلبل
جلین ہین شمع صفت میرے استخوان تنہا

نہ یار ہووے نہ مے ہو نہ ہو جو تو ساقی
مری نظر مین جہنم ہے گلستان تنہا

کشش سے اپنی دل یار کھینچ کے آئے گا
جہاز کھینچکے لاتا ہے بادبان تنہا

دکھا کے فرد عمل منتہی بروز جزا
چلے گی صورت مقراض یہ زبان تنہا

کب مین پابدست جنون بے سروسامان نہوا
گاہ دامن نہ ہوا گاہ گریبان نہوا

حسن نیرنگ صنم سے مین مقابل کرتا
حیف ہے قبضۂ قدرت مین پرستان نہوا

خواہش وصل ہوئی جب نہوا وصل نصیب
جسگھڑی درد ہوا اسگھڑی درمان نہوا

مال کیا مال ہے نقد دل و جان تک دیتا
حسب دلخواہ ہماری کوئی جانان نہوا

صدف چشم نے جسدم کہ گرائے در اشک
سامنے اسکے کبھی موسم نیسان نہوا

تنگ کسدن نکیا وحشت دل نے مجکو
مجھ سے کس روز جنون دست و گریبان نہوا

راستی راہ حقیقت کی دکھاتا وہ مجھے
ایسا ہندو نہ ہوا ایسا مسلمان نہوا

کب نہ لتے لئے پوشاک کے میرے ظالم
ایجنون کب مین ترے ہاتھ سے عریان نہوا

عشق کے راز کو میرے نہ چھپایا صد حیف   تجھ سے کام اتنا مرا دین گریبان ہوا

منتھی دیر کی خواہش نہ حرم کی مجھکو
دہر مین تجھا کوئی گبر و مسلمان ہوا

پُر اثر زور یہ جب دن مرا نالہ ہوگا   دل تو کیا گنبد گردون تہ و بالا ہوگا
فتنہ ہے طفل کوئی دن کو قیامت ہوگا   یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہوگا
پاؤن پھیلا کے مین بیٹھونگا کسی صحرا مین   جب مجھے دست توکل کا سہارا ہوگا
تیغ کھینچے ہوئے جاتا ہے وہ مسجد کیطرف   ذبح کیا آج کوئی مرغ مصلا ہوگا
کبھی کونین کا جھگڑا نہ چھٹیگا اے دل   قطع جب تک نہ ترا دست تمنا ہوگا
عشق کا راز چھپیگا نہ جنون کے ہاتون   دیکھ لینا سر بازار یہ سودا ہوگا
عشق کا روگ مٹادی کوئی ایسا ہو حکیم   یہ مرض وہ ہے مسیحا سے نہ اچھا ہوگا
سیر گو نعمت دنیا سے ہے منعم تو آج   دہن گور کا اکروز نوالا ہوگا
خوشنما خط سیہ گرد رخ یار جو ہو   ایسا کب ملک سلیمان کا قبالا ہوگا
پاس رخ کے نہیں وہ خط سیہ مدنستے   شایگان گنج کا مالک کوئی کالا ہوگا
زیب رخ ہوگا کبھی خط سیہ نام سے   گرد مہ کے ترے پیدا کبھی ہالا ہوگا
طپش عشق سے اُس بحر لطافت کے لئے   خشک تر لب سا نہ میرے لب دریا ہوگا

وعدہ دیدار کا رکھا ہے دم حشر اسنے
منتھی اسکا تو شایق کوئی مردا ہوگا

جدا ہے وقت ہوگا چار عنصر کی جدائیکا   بھروسا کر نہ ہرگز چار دن کی آشنائیکا
توکل پیشہ ہون ہمت مجھے وہ دی ہے خدا نے   سمجھتا ہون دلا دست دعا کاسہ گدائیکا
ہر اک شاہ و گدا اُس شاہ سے رفو ریکا طالب ہے   جہان کے دور کو سمجھا ہون مین کاسہ گدائیکا
ہوا کب وصل ممکن جیتے جی اُس حور کا مجھکو   رہا جبتک مین زندہ غم رہا اسکی جدائیکا
بہ رنگ گل ہوائے دہر نے کپڑے کئے اسکے   جو لیکر آئے تھے ہمراہ جامہ پارسائیکا
عجب محبوب با اخلاق ہے تو بحر عالم مین   ہر اک دم مارتا ہے یار تیری آشنائیکا

نکل او روح تن مین ضعف پیری سے نہین حالت
قفس ٹوٹا ہوا مژدہ ہو بلبل کو رہائیکا

نہ اپنا دل ہوا اپنا نہ اک بت پر رہا قابو
کرینگے یاد کیا ہم اسے خدا تیری خدائیکا

طلب ہستی ہے ہر دم دولت دیدار کی اسکو
بنا ہے دیدۂ بینا مرا کاسہ گدائیکا

صفا ہوتا ہے دل ہوتی ہے پیدا یار کی صورت
یہ آئینہ نہین آلہ ہے اسکی رونمائیکا

چمن مین زیر سرو اے یار سایہ جب سے دیکھا ہے
ہوا ہے شوق دلکو تیرے پا پر جبہ سائیکا

فراق یار کا صدمہ زبان پر لا نہین سکتا
بیان کیونکر کرون مین روح و قالب کی جدائیکا

نہ کیونکر زندہ میکش ہو وہان مسیحا ہو میخانہ
یقین کر منتہی ہر شعر عاشق ہے ترائیکا

لگاؤ اس بت سنگین سے پھر ہوا دلکا
بھڑا پہاڑ سے پھر لے حوصلا دلکا

کبھی ہے آہ کبھی ہے فغان کبھی نالہ
جدا ہے ایک زمانے سے مشغلا دلکا

یہ کھینچ کھینچ کے لے لے گیا بتون کی طرف
مجھے خراب کیا کیا بگڑ گیا دلکا

مری طرف سے اسے تھا صدا یہی کہنا
چلے ہی آؤ کہ جاتا رہے گلا دلکا

کیا ہے جذب نے اس بت کو اپنے قابو
خدا کی شان ہے دیکھو تو حوصلا دلکا

تب فراق کے صدمے سے سامنا ہے آج
پڑا دیو سیہ سے مقابلا دلکا

نہ حسن و عشق کا جھگڑا مٹیگا عالم سے
نہ حشر تک کبھی ہوئے گا فیصلا دلکا

بتون نے ملکے مجھے کس عذاب مین ڈالا
برا تو کیا کہون ہوئے بہت بھلا دلکا

کبھی تو ہوئے گی دیوانگی مری مشہور
کبھی تو جوش پہ آئیگا ولولا دلکا

کسے مجال جو ہو خانۂ خدا سے خبر
وہ کون ہے کہ جو سمجھے معاملا دلکا

بہار حسن سے کرتے ہین پیچھے عاشق
چمن پہ روپ ہوا شور ہے غنا دلکا

خیال بیہودہ نشین یار نہین رہتا ہے
گذر گیا ہے فلک سے بھی مرتبا دلکا

مجھکو بھی دیوے گا صاحب کا بہانہ عصمت
بچے گا پھوٹکے جب روز آبلا دلکا

نوشتۂ ازلی منتہی دکھا دینا
مقابلہ ہو اگر اس کسیم عاد دلکا

گل کوئی رونق چمن نہ ملا — شمع رو زیبِ انجمن نہ ملا

دل نے ڈھونڈھا کمال ہو کر تنگ — اُس پری کا چہ ذقن نہ ملا

کوہ و ہامون سے سر کو ٹکرایا — رتبہ قیس و کوہکن نہ ملا

اس دور اہی مین ملک ہستی کے — ایک بہی واقفِ وطن نہ ملا

جب سے پایا لباسِ عریانی — پھر کوئی ایسا پیرہن نہ ملا

حیف ہے نہ افتادگان کے سر ظالم — خاک مین اپنا بانکپن نہ ملا

خضر نے پایا چشمہ حیوان — ہمنے ڈھونڈھا ترا دہن نہ ملا

جذبِ دل کیا ہوا اثر کو ترے — آج تک والئے دکن نہ ملا

بار احسان جہان کا ہوتا — مجکو اچھا ہوا کفن نہ ملا

خوب تھے قدردان اہل سخن — بلبل زار کو چمن نہ ملا

اُسنے آغوش مین لیا نہ مجھے — گل کو بلبل کا پیرہن نہ ملا

باغبان اُسکے جسم نازک سے — نہ ملا برگ یا سمن نہ ملا

منتہی مثلِ شہریار الملک — آجتک واقفِ سخن نہ ملا

ابرو سا تو خوش خم کوئی خنجر نہین ملتا — مژگان سا نکیلہ کوئی نشتر نہین ملتا

دل دینے کے لایق کوئی دلبر نہین ملتا — قابل مرے سو دیکھے کوئی سر نہین ملتا

ہمدم کوئی قاصد نہین ہاتھ آتا ہی ترے — ایسا کوئی گردان کبوتر نہین ملتا

جھٹ کر دیا آئینہ کو اس رخ کے مقابل — کہتے تھے اکثر مرا ہمسر نہین ملتا

پوچھون شرر و برق سے کیونکر جلن سکے — مدت سے جو حال دل مضطر نہین ملتا

بیچین اُسے بے دام یہ اپنا سے زمانہ — ناچار ہین یوسف سا برادر نہین ملتا

کسدن دہن پاک کا بوسہ نہین دیتے — کسدن مجھے جام مے کوثر نہین ملتا

دل صاف ہوا عقل دکھائی نہین دیتی — روشن ہوا آئینہ تو جوہر نہین ملتا

جو یا تو غافل تلاش تو ہو وسے — کہتے ہین وہ ملتا نہین کیونکر نہین ملتا

بوقتِ ذبح کھلا حال بیوفائی یار مزاج یار کا کسوقت مین کہان سمجھا
رقم کیا جو کبھی وصفِ گلعذارِ صنم صریرِ خامہ کو بلبل کی داستان سمجھا
اُٹھا کے بارِ محبت کا رکھدیا سرپہ مگر یہ پیرِ فلک مجکو نوجوان سمجھا
رقم ہوا جو کبھی وصفِ مہرِ عارض کا زمینِ شعر کو مانندِ آسمان سمجھا
حرم مین دیر مین گلشن مین میکدہ مین صنم مین ایک حال کو تیرے کہان کہان سمجھا
کبھی نہ یار نے اسمین کرم کیا شاید دلِ شکستہ کو ٹوٹا ہوا مکان سمجھا
نظر پڑا رُخِ رنگین کے پاس جب گیسو چمن مین آتشِ گل کا اُسے دہوان سمجھا
بیان حال کیا مین نے لاکھ رو رو کر برنگِ شمع نہ کوئی مری زبان سمجھا

عدم کے قافلے والونسے رہ گیا چھٹ کر
مین منتہی کو پسِ گردِ کاروان سمجھا

عاشقِ زلفِ چلیپا ہو گیا دشمنون کو میرے سودا ہو گیا
دو قدم جب دم چلا وہ ناز سے دیکھ لینا حشر برپا ہو گیا
اِن حسینون سے رہونگا دُور دُور گر عدم سے اب کی آنا ہو گیا
پھنک رہا تھا جو کہ سوزِ ہجر سے آج وہ بیمار ٹھنڈا ہو گیا
اشک نے پیدا کیا حسنِ قبول قطرۂ ناچیز دریا ہو گیا
جل بجھا اپنا تپِ فرقت سے دل اب ترا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا
پاؤن پھیلا کر مین سویا چین سے قطع جب دستِ تمنا ہو گیا
لکھہ دیا تھا جو ازل کو وہ ہوا مین جہان مین مفت رسوا ہو گیا
دل نے کی ہے آپ کے پہلو مین جا یار تھا اپنا تمہارا ہو گیا
غنچہ و گل چل بسے گلشن سے آج یار لطفِ جام و مینا ہو گیا
دل دیا تجھ سے بتِ بیرحم کو بیٹھے بٹھلائے مجھے کیا ہو گیا
اِن بتون کی سوزِ فرقت سے جلا یہ دل مرا ہندو کا مردا ہو گیا
داغِ عشقِ لالہ رو نے یہ دیے دل مرا پھلون کا تکیا ہو گیا

اُس پریوش کا ہمارے واسطے — سایۂ دیوار عنقا ہو گیا
فکرِ اکل و شرب سے آخر یہ دل — گور کے مُنھ کا نوالا ہو گیا
رات آئی دن گیا صبح ہوئی — سامنے آنکھون کے کیا کیا ہو گیا
جب حقیقت سے ہوا مین آشنا — عالمِ ہستی تماشا ہو گیا
قتل کر کے مجکو وہ کہنے لگا — آج حل سارا معما ہو گیا

پھر صفائی اُس مسیحا سے ہوئی
منتھی زندہ دوبارا ہو گیا

آشکارا غمِ پنہان نہ ہوا تھا سو ہوا — تجھسے جو کچھ دلِ نالان نہ ہوا تھا سو ہوا
خونفشان پنجۂ مژگان نہ ہوا تھا سو ہوا — رشکِ گلشن مرا دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
عاشق کا کلِ پیچان نہ ہوا تھا سو ہوا — یہ مرا حال پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
چھا گیا خطِ سیہ فام رخِ زیبا پر — مور کو ملکِ سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دلکو وحشت نے اُڑایا ہے خدا خیر کرے — عازمِ سیرِ بیابان نہ ہوا تھا سو ہوا
زور ہے کافرِ بیدین کا خدا حافظ ہے — ضد مین دشمنِ ایمان نہ ہوا تھا سو ہوا
کون نے غنچہ دہن کے ہے تبسم کا خیال — زخم دلکا گلِ خندان نہ ہوا تھا سو ہوا
خوشنما خالِ سیہ ہے رخِ روشن پہ ترے — زاغ گلشن کا نگہبان نہ ہوا تھا سو ہوا
صفتِ پیرہنِ گل ترے ہا تو نے جنون — ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
حسنِ نیرنگِ صنم کا مرے دل مین ہے خیال — بند شیشہ مین پرستان نہ ہوا تھا سو ہوا
جیسا دل دیکے تجھے یار مین پچھتایا ہون — عمر بھر ایسا پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دیکھکر اُس بتِ عیار کا روئے روشن — صورتِ آئینہ حیران نہ ہوا تھا سو ہوا

کہتے ہین بلبلین ہر دم چمنِ عالم مین
منتھی سا بھی غزلخوان نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر قاصد اُسے جامے سے باہر ہو گیا — چشمِ افسون گر سے دیوانہ کبوتر ہو گیا
ہاتھ مین ساقی کے جب لبریز ساغر ہو گیا — عکسِ رخ سے صورتِ رنگِ گلِ تر ہو گیا

منحرف ہم سے جو وہ نشہ مین دلبر ہوگیا
تیر ناوک اپنے حق مین خطِ ساغر ہوگیا

رہتی ہے گردش اُسے ہر وقت بزمِ یار مین
جام مے شاید مرے طالع کا اختر ہوگیا

تو نہ پھٹکا پاس مجھ بیکس کے او غفلت شعار
آب گریہ ورنہ اونچا سر سے اکثر ہوگیا

حسن کی دولت نگر عشاق سے پیارے عزیز
پھر قارون دشمنِ جان دیکھ لے زر ہوگیا

جب لب لعلین کا اُس بت کے ہوا مشہور راز
خشک مرجان کا ہوا خون لعل پتھر ہوگیا

رتبۂ شہ اور تھا حالِ گدایان اور تھا
جب گئے زیرِ زمین یہ وہ برابر ہوگیا

ناامیدی وصالِ یار کی لایا جو خط
خنجرِ بُرّان مجھے بال کبوتر ہوگیا

نام باقی رہ گیا مردون کا زیرِ آسمان
دورِ دارا بھی گیا دورِ سکندر ہوگیا

وصفِ گیسو حسن کے وہ ظالم ہوا دشمن مرا
مجکو زہر جانگدا کالے کا نشتر ہوگیا

ہوتے ہوتے ہوگئی صحبت حسینوں کی پسند
رفتہ رفتہ خانۂ دل عشق کا گھر ہوگیا

آئینہ رُویون کی صحبت مین رہا ہی عمر بھر
منتہی بھی اپنے طالع کا سکندر ہوگیا

منڈ جائیگا گیسو اگر اُس رشک پری کا
ہوئیگا مداوا مری آشفتہ سری کا

بھایا ہے دلا خال تجھے رشک پری کا
دیوانہ ہون پیارے تری کوتہ نظری کا

پابند نہ غافل ہو یہان بے بصری کا
ہوشیار کہ دنیا ہے تماشا گذری کا

مے ہے نہ وہ گل ہے نہ بہارِ چمنستان
موقع نہین ایدل ابھی چکھی کا جری کا

انجام کو جب دیکھتا ہون دو رجہان کے
عالم نظر آتا ہے چراغِ سحری کا

آنکھون سے جو دیکھین ترا جلوہ تو یقین ہو
قائل ہے یہ عاشق ترا حسن بصری کا

امید نہ رکھنا کبھی دنیا سے وفا کی
مشتاق نہ ہونا کبھی کھوٹے سے کھری کا

طے غیر سیہ رو سے نہ ہوگی کبھی منزل
کوّا انھین چلنے کا چلن کبکِ دری کا

ہے سروِ قدِ یار کا ہر وقت تصور
نقشہ مرے دل مین ہے عقیقِ شجری کا

ہر ایک کو ہی عشق مرے یار سے ایدل
ہر ایک ہی معقول مری خوش نظری کا

بے حکم کوئی کام کیا ہو تو قسم لو
مورد جو ہے بندہ تو خطائے بشری کا

ہر مور ضعیف اذ نوان پنہان ہے زمین مین   ایسا ہوا شہرہ تری نازک کمری کا

قاصد ہی اس شمع شب افروز سے کہنا
ہے منتظر مشتاق تری جلوہ گری کا

حسینون کے قدم سے ہی یہان جور و ستم پیدا   نہوتا غم زمانہ مین اگر ہوتے نہ ہم پیدا

طبیعت اور بد اصلاح سے ہو بد سرشتو نکی   پڑھائے حرف مطلب کا کرے مشق ستم پیدا

صفات چشم جانان کی قلم تحریر جب ہوئے   کرون مین شاخ نرگس کا کہین جا کر قلم پیدا

ہماری زندگانی نے دکھا ئی موت کی صورت   ہوا ہستی اپنی جادہ ملک عدم پیدا

ہوائے ہستی موہوم نے ہمکو اوڑایا ہے   ہوئے ہین ہم جہان مین صورت نقش قدم پیدا

ہمارے دل نے دکھلائے ہے ہمکو سیر عالم کی   ہوا ہے قدرت حق سے بغل مین جام جم پیدا

زمانے مین نہین ایسا کوئی رہبر کامل   کرے گا راہ جنت کی ترا دست کرم پیدا

دورنگی سے زمانے کی ہلاک انسان ہوتے ہیں   فلک نے کی ہر عالم مین مگر تیغ دو دم پیدا

فراق و وصل دو ہمزاد ہین اک شعبدہ بازی کے   غم و شادی زمانہ مین ہوئے ہین توام پیدا

بھرا دل مین اگر نیرنگ حسن یار کا ناصح   مین سمجھا پھر زمانہ مین ہوا باغ ارم پیدا

نہین ہے زخم کاری دل پہ اپنے تیغ فرقت کا
ہوا ہے اپنی خاطر جادہ ملک عدم پیدا

جب کہین سنگ جفا کا تری خوگر ہوتا   عوض دل مرے پہلو مین جو پتھر ہوتا

وصل اس یار کا اغیار کو ممکن نہ ہوا   جو نہ تقدیر مین لکھا تھا وہ کیونکر ہوتا

عارض صاف دکھاتا اسے ہر آئینہ   گر ترے عہد مین اے یار سکندر ہوتا

عکس پڑجاتا اگر اس لب شیرین کا دلا   آب زلیتہ ابھی شربت شکر ہوتا

آرزو ہے مری تجھ سے فلک شعبدہ باز   تیز اغیار پہ اس یار کا خنجر ہوتا

دل سے رکھتا مین اگر کوئی قناعت قیصر کام   صورت خسرو رخاور مرا افسر ہوتا

خاکساری سے جو ہوتا مرا دل آئینہ   رخ مرا اختر کو شکل مہ انور ہوتا

وصف لکھتا مین اگر اس شہ خوبی کا دلا   خامہ میرا نہ ہما کا پر شہپر ہوتا

شبنم

حسب دلخواہ تجھے دولت وصلت ملتی
منتقی گر جو مقدر ترا یاور ہوتا

اشک مین اپنے اثر پیدا ہوا
قطرۂ ناچیز تھا دریا ہوا

جب بیان اُس سے کیا رنجِ فراق
ہنسکے وہ کہنے لگا پھر کیا ہوا

مرگیا عاشق جو رنجِ ہجر سے
چھٹ گیا ایذا سے کیا اچھا ہوا

اِس دو راہی مین جہان کے زاہدا
بار ہا جانا ہوا آنا ہوا

پی نہین ہے ہمنے مئے الفت دلا
عمر کا لبریز پیمانا ہوا

اکدن پوچھا نہ مجھسے یار نے
کس طرف سے آپ کا آنا ہوا

آئینہ دن بھر رہا اُسکا انیس
شب ہوئی گیسو ہوا شانا ہوا

ہو سزاوار بلائے آسمان
جسکا اونچا سب سے کاشانا ہوا

بھیجتا قاصد ہون یا جاتا ہون نیز
ہر طرح سے دل کا سمجھانا ہوا

ہے تصور دل مین چشمِ مست کا
درمیان کعبے کے بتخانا ہوا

ہنسکے بولا سنکے پیغامِ وصال
اور لو اِس شخص کو سودا ہوا

مُنھ نہ پھیرا تیغِ عشقِ یار سے
منتقی سا کون مردانا ہوا

جو ملتی دولت وصلت خدا نہ کیا کرتا
جو ہوتا یار موافق زمانہ کیا کرتا

تلاش تھی درجانان کی ایک مدت سے
بہشت و خلد کا مین آستانہ کیا کرتا

جو بزمِ یار مین سنتا وہ چہچہے میرے
چمن مین بلبلِ شیدا ترانہ کیا کرتا

جلایا مزرعۂ دل برقِ حسن نے اُسکے
سمندِ ناز کو وہ تازیانہ کیا کرتا

نہ میکشی ہوئی ممکن نہ کوئی یار ملا
مین پڑھ کے شیخ نمازِ دوگانہ کیا کرتا

کلاہِ فقر اگر میرے ہاتھ آجاتی
مین اِس جہان کا تاجِ شہانہ کیا کرتا

نہ مارا تیرِ نگہ سے میرے ناتوان دلکو
ضعیف صید کو ظالم نشانہ کیا کرتا

عدم سے لایا مجھے اشکبار دنیا مین
زیادہ اس سے ستم آب و دانہ کیا کرتا

اُلجھ رہا دلِ صد چاک زلفِ جانان مین
زیادہ اس سے کہو اور نشانہ کیا کرتا

طالب ہون دل سے ساقیِ گلگون عذار کا
چسکا پڑا ہے مجکو مئے خوشگوار کا

پسیا ہوا ہون سرمۂ چشمِ نگار کا
مارا ہوا ہون مین کسی ابلق سوار کا

احسان ہے کمال دلِ داغدار کا
دکھلا رہا ہے رنگ ہمیشہ بہار کا

دل شیفتہ ہے گردشِ چشمِ نگار کا
ہون شہسوار ابلقِ لیل و نہار کا

پوچھو نہ حال اپنے دلِ خاکسار کا
پہلو مین ایک ڈھیر ہے مشتِ غبار کا

جس وقت زمزمون پہ کھلی ہے زبان مری
دم بند کر دیا ہے چمن مین ہزار کا

کاٹا نہ تو نے سختیِ شیرین کو کوہ کن
پھاڑا عبث کو یار جگر کوہسار کا

میرا جو شیفتہ تھا ہوا اسپہ دل فدا
مین خود شکار ہو گیا اپنے شکار کا

کب اس حسین کو عاشقِ مفلس کی چاہ ہے
صیاد آشنا نہین لاغر شکار کا

جسمِ گلی کو چھوڑ کے یہ روح چل بسی
بنتا نہین ہے ساتھ ہی پیدل سوار کا

موجِ ہوا ہے صورتِ زنجیر اندنون
شاید کہ عنقریب ہے موسم بہار کا

برسون سے شوقِ ساقیِ گلگون عذار ہے
مدت سے منتظر ہون مئے خوشگوار کا

اولٹا ہے آہِ سرد نے میرے سرِ نقاب
پردہ اوٹھا دیا ہے صبا نے بہار کا

جمیلی ہے تنگ چشمی احباب منتقی
معلوم بھی نہ ہوئے گا صدمہ فشار کا

بے اثر اشکون سے منہ دہوتا ہے کیا
آبرو اپنی عبث کہوتا ہے کیا

تخمِ اُلفت کا نہ ہوگا بارور
مزرعۂ دل مین آنسو بوتا ہے کیا

کب سے سنتا ہون عدم کی دھوم دھام
دیکھئے چل کر وہان ہوتا ہے کیا

ہاتھ کھینچا جسنے اس دنیا سے وہ
پاؤن پھیلائے ہوئے سوتا ہے کیا

معتقد کرتا ہے واعظ اک جہان
وہ مگر دجال کا پوتا ہے کیا

دل کو دیتا ہے بچے دنیائے دون
مزرعۂ ہستی مین تو بوتا ہے کیا

میری غفلت پر وہ بولا ناگہان — چیت او غافل پڑا سوتا ہے کیا
اشک یاد یار مین تھمتے نہین — دیدۂ تر چاہ کا سوتا ہے کیا
واعظا رندی پچھوڑونگا کبھی — اس ڈرانے سے ترے ہوتا ہے کیا
ناصحا دل دے چکا ہون یار کو — تیرے سمجھانے سے اب ہوتا ہے کیا
جمع کرتا ہے جو تو مال جہان — تو جمعہ کو بیگا رکھے ڈہوتا ہے کیا

ناکسون کو منتہی دیتا ہے جا
کانٹے اپنے حق مین تو بوتا ہے کیا

دل نور الٰہی کا جو کاشانہ بنیگا — اختر مری تسبیح کا ہر دانہ بنیگا
دل سکن نیرنگیئے جانانہ بنیگا — یہ خانہ ویران بھی پریخانہ بنیگا
گر ہوگا گذر ساقی سرشار کا آمین — یہ دل بھی مئے ناب کا پیمانہ بنیگا
وا ہونگے عقدے ابھی گیسو کے تمھارے — میرا دل صدچاک اگر شانہ بنیگا
دیکھے گا اگر آئینہ رخ کو تمھارے — وہ کونسا دل ہے کہ جو حیرانہ بنیگا
تحریر سے کب حرف مقدر کی خبر تھی — جسجا یہ ہے مسجد وہان میخانہ بنیگا
بوسہ لب معشوق کا ہویگا میسر — جسروز مری خاک سے پیمانہ بنیگا
واللہ وہ کونین کے جھگڑونسے چھٹیگا — اس منزل ہستی مین جو دیوانہ بنیگا
کل ہوگا میسر لحد تنگ کا پہلو — گو آج مکان آپ کا شاہانہ بنیگا

مارے گا تو کس وقت سگ نفس کو پیارے
اے منتہی کس روز تو مردانہ بنیگا

نئی ہے روح جسد ہے مکان خام نیا — مقیم اسکا نیا ہے یہ ہے مقام نیا
شراب سے میرے چلو کو بھر کے یہ بولا — یہ اسے اہل قناعت بنا ہے جام نیا
تلاش کر سمجھے فرمان پذیریا رکی ہے — ہوا ہے دل تجھے پیدا خیال خام نیا
قصور غیر پہ تعذیر ہو دے عاشق کو — نکالا تو نے بھی ظالم یہ انتقام نیا
عزیز رکھتے ہین دل سے جدید عاشق کو — وہ صید کرتے ہین ہر دن اسیر دام نیا

صفائے روئے صبیح اور لطفِ خطِ سیاہ — فروغِ صبح نیا ہے سوادِ شام نیا

اسیرِ زلف بہت دیکھہ کر لگے کہنے — کہا نئے روز بناؤن مین ایکدام نیا

کبھی ہین جیب کے ٹکڑے کبھی گریبان کے — جنونِ عشق مرا کر رہا ہے کام نیا

اسی سبب سے ہے دریا دلی تری ظاہر — کہ مثلِ موج ہے ہر دم ترا کلام نیا

مجال کیا ہے کوئی تیری بات کو سمجھے — ترا بیان نیا ہے ترا کلام نیا

ہمیشہ کرتا ہون پیدا نئی نئی مضمون — تمام کار ہے میرا علی الدوام نیا

کسی کے دل مین کرون جا بیان کی اپنے — بناؤن تیغِ زبان کے لئے نیام نیا

جدا تو منزلِ ہستی ہو دلِ نادان — لباس تجکو ملے گا نیا مقام نیا

کبھی مخبط و دیوانہ گاہ شیدائی
ہمیشہ رکھتا ہے اک منتہی کا نام نیا

عنصر ہر ایک جبکہ وہان مشتمل ہوا — آتش سے عشقِ یار کی تیار دل ہوا

تجھسے ہوا ہے خاک کے پتلے کو افتخار — تیری ہی ذات سے شرفِ آب و گل ہوا

شعلہ جو بھڑکا آتشِ عشقِ نگار کا — گاہ چراغِ طور گہے داغِ دل ہوا

اورون کا عیب جو تو رہا تا دمِ حیات — تو اپنے فعل سے نہ کبھی منفعل ہوا

رشتہ ہے ایک سبح و زنار کا ولے — جھگڑا نہ کفر و دین کا کبھی منفصل ہوا

سمجھے گے سب کہ پھر قیامت ہوا طلوع — شعلہ ہماری آہ کا گر مشتعل ہوا

آیا گیا ہون منزلِ ہستی مین بارہا — اکثر عدم وجود سے یہان منتقل ہوا

آتش سے ہجر کی دلِ مضطر ہے بیقرار — سیماب آگ پر نہ کبھی مستقل ہوا

بھولا ہمارا خلد و جنان یاد منتہی
نیرنگئے جہان سے تو مشتغل ہوا

یہ جسنے جان دی ہے نان دیگا — دیا ہے جسنے سر سامان دیگا

مروت سے اُسی کا ان اُٹھکر بچنا — وہ ناوک ہے کلیجہ چھان دیگا

مشقت سے وہ دستے پائے مشفق — بھر صورت بھر جو ان دیگا

وہ بوسہ دے کے دل لیکر یہ بولے
عیوض احسان کا کیا ان دیگا

ملیگا قدردانِ عشق ہمکو
خدا معشوق با ایمان دیگا

سنیں گے تب تبانِ ہند ا بہی
اجازت جب انھیں شیطان دیگا

فسانہ کوہکن کا سن کے بولے
جو عاشق ہوگا وہ ہی جان دیگا

نہ تھی امید تجھسے قاسم بخت
دلِ پر درد و پرارمان دیگا

رہِ اُلفت کا ہون کارآزمودہ
کسیکو دل کوئی انجان دیگا

چلیگا تیر جب اپنی دعا کا
کلیجے دشمنون کے چھان دیگا

مقدر سے زیادہ ایک لقمہ
گدا کیا لے گا کیا سلطان دیگا

لپٹ جاؤنگا اُنسے روزِ رحلت
اگر مجکو خدا اوسان دیگا

نہ پھیلا منتقی دستِ ہوس کو
وگرنہ یہ تجھے نقصان دیگا

جانتا قاتلِ عالم کو ہون درمان اپنا
ملک الموت کو سمجھا ہون نگہبان اپنا

جو کہ ہر حال مین رہتا ہے نگہبان اپنا
ہندو سمجھے اُسے اپنا نہ مسلمان اپنا

دیکھ لے گا جو مری وحشتِ دل کی وسعت
بھول ہی جائیگا مجنون تو بیابان اپنا

ہمسری اشکِ گہربار کی کرتا ہے مری
منھ تو بنوائیے ذرا موسمِ نیسان اپنا

رخِ رنگین کی سے اُس گل کے جدا گانہ بہا
رنگ دکھلاتا ہے ناحق تو گلستان اپنا

فصلِ گل آتے ہی گلشن مین جنون کیجا تو ن
نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان اپنا

عارضی جانتا ہون بسکہ لباسِ دنیا
فوق رکھتا ہے مگر جامۂ عریان اپنا

ہوئے گا گنبدِ گردون صفتِ تختۂ آب
موجزن ہوئے گا گر دیدۂ گریان اپنا

بے ثباتی زمانے پہ پڑی جبکہ نگہ
نظر آیا نہ کہین عالمِ امکان اپنا

آتشِ عشق نے اُس مہ کے دکھائی بہار
دل پر داغ ہوا سروِ چراغان اپنا

کوبہ کو کوچہ بکوچہ اُسے پھرواتا ہی
نفس کرتا ہے جسے طابعِ فرمان اپنا

منھ سے نکلے نہ کبھی حرف تعلی ہرگز
حال دیکھے جو کوئی غور سے انسان اپنا

منتھی جامۂ تن ہوگا کتان کے مانند
ہمکو دکھلائیگا منھ جب مہِ تابان اپنا

مانعِ نظارہ روئے منور ہو گیا — آئینہ حق مین مرے سکندر ہو گیا
جبکہ گھری مسکن ہوا اُس بحرِ حسنِ پاک کا — دل جو تھا ظرفِ گلی وہ جام کوثر ہو گیا
رنج و غم جور و الم کا اسمین رہتا ہے گذر — دل مرا پہلو مین جو راہی کا پتھر ہو گیا
دہشتِ جان سے نہ پہونچا کوچۂ سفاک مین — نامہ بر جسمین مرے جنگلی کبوتر ہو گیا
میکشی کی یا نماز پنجگانہ کی ادا — تھا جو واعظ اپنا تحریرِ مقدر ہو گیا
اشکباری نے مری پیدا کیا حسنِ قبول — قطرۂ ناچیز یہ پہلا سمندر ہو گیا
خواہشِ دنیا نے اسکو کر دیا ہے منتشر — اس ہوا سے دفترِ دل اپنا ابتر ہو گیا
تا فلک پہنچا قدم دیکھو تو منتِ خاک کا — اسقدر ذرہ بڑھا خورشیدِ انور ہو گیا
سایا پرور تھا غمِ جانان کا روزِ حشر کو — سائبان سر پر مرے یہ چرخِ اخضر ہو گیا
آتشِ گل صحنِ گلشن مین یہ بھڑکی اندنون — خانۂ صیاد جلکر خاکستر ہو گیا
دل مین اُسکے جا ہوئی اغیارِ ناہنجار کی — خانۂ اللہ مین شیطان کا گھر ہو گیا
خط نکلنے پہ پیامِ وصل بھیجا ہے ہمین — ذبح کرنے آتے ہین جب کند خنجر ہو گیا

لایا تھا تمکِ عدم سے صاف دل کا آئینہ
منتھی گردِ ہوس سے کیا مکدر ہو گیا

جلوہ گر بزم مین جب تک کہ مرا یار نہ تھا — دخترِ رز پاس نہ تھی ساقی سرشار نہ تھا
رنج سے غم سے زمانے کے سروکار نہ تھا — عشق کے حال سے جبتک مین خبردار نہ تھا
ابر تھا مے بھی چمن تھا مگر اک یار نہ تھا — سب مہیا تھا مگر طالعِ بیدار نہ تھا
صدمۂ دردِ جدائی نے تھکایا ورنہ — عشق کا بار اوٹھانا مجھے کچھ بار نہ تھا
کونسا روز نہ مر مر کے کٹا در پہ ترے — کونسی شب تھی مین گریان پسِ دیوار نہ تھا
کلۂ عشق دہری تھی مرے سر پہ جو دم — تیغ جی آکے یہ گنبدِ دستار نہ تھا
جز مرے ٹھیک نہ آیا یہ کسی کے قد پہ — خلعتِ عشق کا کوئی بھی سزاوار نہ تھا

سر پہ پڑتا نہ اگر ظلّ ہما کیا ہوتا | اس نشہ حسن کا کیا سایہ دیوار نتھا
تھا گریبان گریبان مرا دامن دامن | جبتلک اے دست جنون تجھسے سروکا
نہ کھلا راز محبت نہ کھلا کچھ ہمپر | اور کیا تھا وہ اگر عالم اسرار نتھا
راہ گر دیکا تجھے شوق نتھا اسدجہ | اتنا سودا مرا رسوا سر بازار نتھا

منتھی میکدۂ عشق کے اندر پیارے
تجسا غافل نہ تھا مجسا کوئی ہوشیار نتھا

ایسا ہی تو نے اسکو جب باغبان بنایا | بلبل نے اس چمن مین تب آشیان بنایا
تعمیر کی ارم کی باغ جنان بنایا | رہنے کو اپنے لیکن دلسا مکان بنایا
آپ کرم سے اپنے اسکو بھرا نہ اکدن | پہلو مین دل ہمارے اندھا کنوان بنایا
دود دلی سے کس کے سنبل ہوا چمن مین | خون جگر سے کس کے یہ ارغوان بنایا
عشاق کی غشی سے کی موت تو نے پیدا | غفلت سے ان بتون کے خواب گران بنایا
کس بیقرار دل کی مٹی سے یا آلٰھی | اسد رجہ تو نے حال برق طپان بنایا
اوڑتی ہے خاک یارب چار ونظر فسیے دلمیز | تو نے عجب طرح کا یہ خاکدان بنایا
خاکی نہادرا ہی دنرات ہین عدم کو | زنگ روئی سے شاید یہ کاروان بنایا
پیری ہین دیوی طاقت مجکو وہ کیا عجب ہے | جسنے تجھے زلیخا پھر نوجوان بنایا
محفل ہین میکشون کی جانکلے شیخ اکدن | رندون نے ملکے اُنکو کیسا ونان بنایا
راز نہان سے کس کے اُسکی کمر بنائی | وہم وگمان سے کس کے اُسکا دہان بنایا
ادنی سی بات کو بھی نا فہم سمجھے اعلے | بیچاری لومڑی کو شیر ژیان بنایا
کس مردہ دلکی لیکر مٹی زمین سنواری | دود جگر سے کس کے یہ آسمان بنایا

منصور منتھی کو گور وکفن ملا کب
ان بیکسون کا کس نے نام ونشان بنایا

اشکباری کا مری ملکون مین چرچا ہوگیا | یہ وہ قطرہ ہے بڑھا جسوقت دریا ہوگیا
ایک رتبہ آنکھون مین شاہ وگدا کا ہوگیا | قطع اپنا جس گھڑی دست تمنا ہوگیا

خال و زلف یار کا جا کر ہوا تو شیفتہ
بیٹھے بٹھلائے دل نادان تجھے کیا ہو گیا
چھو لیا بڑھ کر جو گیسو نے سر رُوئے صبیح
مینے جانا عنبر سا راسمن سا ہو گیا
کس کو دعوی عقل و حکمت کا زمانہ مین نہین
اپنی جانب مین مگر اک اک مسیحا ہو گیا
جلوۂ حسن صنم دیکھا جو اُسنے بام پر
رات کو ماہ فلک کا رنگ پھیکا ہو گیا
تیغ لوٹا دیکھ کر تیغ نگاہ یار کو
مفت مین لو ذبح گل مرغ مصلا ہو گیا
تیرے دیوانہ کو فرش خاک جب آیا پسند
سینہ بل وشت مین بالین کا تکیا ہو گیا
عاشق آئینہ رو کی سخت جانی دیکھکر
موت کو سکتا ہوا حیران مسیحا ہو گیا
حکم سے پھرتے ہین جسکے آفتاب و مہتاب
اُسکی حکمت سے روان مٹی کا پتلا ہو گیا
دل مین رہتا ہے تصور بحر حسن یار کا
بند اس کوزہ مین کس صورت سے دریا ہو گیا
جام مے بے یار شب نظرون مین چشم غول تھا
ساقیا گذرگران آنکھون مین مینا ہو گیا
جسگڑی زاہد مری چشم حقیقت وا ہوئی
ایک عالم میری نظرون مین تماشا ہو گیا

نعمت دنیا تھی ممکن جسکو ہر دم منتقی
خود وہ اکدن گور کے منھ کا نوالا ہو گیا

نالۂ دل سے مرے شہرہ ترا دلبر ہوا
شاہباز حسن کے خاطر مگر شہپر ہوا
آئے ہستی مین عدم سے ہم تلاش یار مین
یہان بھی اُس مہ کو نپایا مفت مین چکر ہوا
آبرو کھونے کو انسان کے ہوا دست طمع
آدمی کو زرد رو کرنے کو پیدا زر ہوا
دل سے بہتر کوئی منزل خانہ تن مین نہین
جو مکان اچھا تھا وہی یار تیرا گھر ہوا
لام ہے واللیل کا گیسوئے خمیدہ یار کا
نور کا نقطہ مگر خال رخ انور ہوا
صحبت نادر سے ہووے ابروانسان کی
واصل بطن صدف قطرہ ہوا گوہر ہوا
خلد کی خواہش رہی ہمکو نہ قصر خلد کی
جسگڑی پیارے تمہارے دلمین اپنا گھر ہوا
خلد سے لاکر یہان ہمکو پھرایا در بدر
تو کیا اچھا کیا جو کچھ ہوا بہتر ہوا
داغ عشق یار دلپر جب ہوا سوجھا نہ کچھ
آئینہ اندھا ہوا جبدم عیان جوہر ہوا
مبتلا دل ہو گا چشم مست ساقی کا ضرور
گر مقدر مین مری جام مئے کوثر ہوا

سرا دکھایا مثل مینا جسنے بزم دہر مین | سامنے آنکھون کے اکدن آنکا بچہ سر ہوا
عکس انگن جب ہوا اسمین لب شیرین یار | آب آئینہ برنگ شربت شکر ہوا
بدکھا کرتے ہین یہ رندان مے آشام کو | دیکھہ لیا واعظون پر جو سر منبر ہوا

آرزوئین بند ہین حسرت ہے اسمین منتہی
دل بغل مین اپنے گویا قلعہ بیدر ہوا

گلون سے جو بچہ گلستان ہوگیا | نہان راز دل پہ خیابان ہوگیا
ابھی [illegible] سے نکلا شفق سا کہکشان | زمین ہوگئی آسمان ہوگیا
نظر آیا ہونے میان یار کا | نہان راز مجہپر عیان ہوگیا
سر بزم شب آتش عشق سے | ہر اک عضو تن شمعدان ہوگیا
رہا معرکہ عشق کا اسکے ہاتھہ | یہ دل رستم داستان ہوگیا
صفائی دل یار سے ہوگئی | خدا مجھہ پہ خوب مہربان ہوگیا
ہوئی طاق طاقت ہر اک عضو کی | روانہ مرا کاروان ہوگیا
اوٹھا اکر مری طاقت ست پا | یہ پیر فلک نوجوان ہوگیا

ہوا عہد پیری تو کہسکا شباب
مرا منتہے گل خزان ہوگیا

زمانے مین وہ رشک جم ہوگیا | ترا جسپہ فضل وکرم ہوگیا
زمانے کی مجکو دکھاتا ہی سیر | مرا دل مجھے جام جم ہوگیا
کھینچی لوح دل پر جو تصویر یار | مین مشہور نادر قلم ہوگیا
وجود عدم مین مین آیا گیا | مین مشتق حدوث و قدم ہوگیا
نگا ہون پہ اسکے ہوا شیفتہ | مین شیدائے تیغ دو دم ہوگیا
دیا ملک جاوید کرکے شہید | حدوث اپنی خاطر قدم ہوگیا
یہ دل غم کا تھا دوست مدت ہوئی | مری جان کا اب دوست غم ہوگیا
نہ اٹھا گلی سے تری بے مٹے | ضعیفی سے نقش قدم ہوگیا

نمودار جب عہدِ پیری ہوا
تعشق حسینوں کا کم ہوگیا

نہ دامانِ مادر نہ دستِ کرم
مرا وقتِ ناز و نعم ہوگیا

ہوئی آمد و رفتِ انفاس یہ
وجود و عدم دو قدم ہوگیا

بہی سیلِ اشک اسقدر منتہی
ہر اک پاٹ جامہ کا نم ہوگیا

یار دکھلائے گا جب چہرۂ انور اپنا
منھ نہ دکھلائے گا پھر خسروِ خاور اپنا

سینہ و دل سے صفا چاہتا ہے آئینہ
منھ تو بنوائے کہیں جا کے سکندر اپنا

چل بسا لا بھی قاصد وہ کدہر کو یارب
اُوڑ گیا حیف جدائی کا کبوتر اپنا

بینوا ہوں وہ گدا جسکا نہیں مثل وجواب
نام لیوا ہے زمانے میں قلندر اپنا

فوجِ غم اسمیں رہا کرتی ہے محفوظ مدام
دل نہیں پہلو میں ہے قلعہ بیدر اپنا

جام پر جام مئے ناب کے دیتا ہے مدام
اندنوں اوج پہ کسدرجہ ہے اختر اپنا

نام لیوا ہے کوئی اپنا نہ پانی دیوا
کیا گلہ اسمیں کسی کا ہے مقدر اپنا

سجدہ کرتا ہے جہان جسکے لئے شام وسحر
جداعلے کی بدولت وہ چھٹا گھر اپنا

شوقِ دل لے چلا جدہر کو میں اودہر جا نکلو
پیشوا اپنا وہی ہے وہی رہبر اپنا

اپنی اپنی ہر اک انسان یہاں کہتا ہے
خویش اپنا نہیں کوئی نہ برادر اپنا

موسمِ گل تھا شباب اپنا تھا معشوق بھلا
زیرِ پائے خمِ مینا نہ تھا جب سر اپنا

قدر دان کوئی سخن کا نہ ملا وائے نصیب
خاک میں ملگیا افسوس یہ گوہر اپنا

منتہی صورتِ خورشید جہاں کے اندر
حال روشن ہے ذرا دیکھو تو گھر گھر اپنا

وہ ہوا خوب لباسِ تنِ عریاں پیدا
جسکا دامن ہے نہ اتک نہ گریباں پیدا

نورِ ایمان کا کرے گر یہ تن وجان پیدا
دل کے آئینہ میں ہو جلوۂ جاناں پیدا

جبکہ خالق نے کیا عالمِ انسان پیدا
ملک الموت ہوا اُسکا نگہبان پیدا

کتنے ہی گل ہوئے کتنے ہی گلستان پیدا
نہ ہوا ایک بھی شکلِ رخِ جاناں پیدا

تنگ تھا بر مین ازل ہی سے لباسِ ہستی
شمع کیطرح ہوا مین تنِ عریان پیدا

یار تھا مین تھا ہم نام نتھا غیرون کا
کس لئے تو ہوئی تیلا شبِ ہجران پیدا

بزمِ عالم مین دلا شمعِ شبستان کیطرح
مرے ہمراہ ہوا دیدۂ گریان پیدا

دیکھتا گر مِسی آلودہ دہن کو اُسکے
خضر کرتا نہ کبھی چشمۂ حیوان پیدا

کھائے جاتے ہین حسنیان جہان عاشق کو
دیو بھی ہونے لگے صورتِ انسان پیدا

وحشتِ دل کی مرے جسمین سمائی ہوتی
ایسا اتبک نہ ہوا کوئی بیابان پیدا

حسرتون کے لئے پہلو مین دیا خانۂ دل
پیسنے کو مرے منھ مین کئے دندان پیدا

منتفی یارِ موافق کوئی مل جائیگا
ہوگا مجھ بے سروسامان کا بھی سامان پیدا

کرتا ہون وصف شیخ کی ریشِ دراز کا
پتلا مین جانتا ہون اسے مکر و آز کا

پوچھو نہ حال عشق کے راز نیاز کا
محمود بادشاہ تھا بندہ ایاز کا

مانند موج کا رہے نیرنگ ساز کا
پہلو دکھا رہا ہے ہر اک ناز ناز کا

دار فنا مین زندۂ جاوید ہے وہی
کشتہ ہوا ہے جو کہ تری تیغِ ناز کا

دنیا کا مال مفت مین چکھنے کے واسطے
ہاتھ آیا خوب شیخ کو حیلہ نماز کا

عاشق ہون اُسکا جو کہ ہے معشوق لاکھ کا
بندہ ہون مین جہان کے بندہ نواز کا

مطلب نہ جا بجو نکا کبھی منکشف ہوا
ہم پر نہ وا ہوا کبھی پردہ حجاز کا

ہاتونے عشق یار کا کرتا ہے آشکار
پہلو مین دل نہین کوئی پردہ ہے راز کا

باغ جہان مین راست ہے آزاد کی مری
قمری منش ہون کب سے مین اک سرو ناز کا

باغ جہان مین کہتے ہین آزاد سرو کو
سایہ پڑا ہے اُسپہ کسی سرو ناز کا

کردی گدا کو شاہ گدا بادشاہ کو
ایسا ہے کاروبار مرے کارساز کا

شاہی کی آرزو نہ گدائی کا اشتیاق
مین ہون نیاز مند عجب بے نیاز کا

اہل وفا ہون اہل وفا کی تلاش ہے
ممتاز حال جانتا ہے امتیاز کا

شاہ و گدا کو ایک سمجھتا ہے منتفی

پابند کب ہے ایسے نشیب و فراز کا

در پر ہمارے یار وہ تب آ کے ہو گیا — افسوس اپنا طالعِ بیدار سو گیا

سو بار مین عدم سے یہان آ کے ہو گیا — تخمِ عمل کو مزرعۂ ہستی مین بو گیا

رونا مرا پسندِ دلِ یار ہو گیا — صد شکر ہے کہ نامۂ اعمال دھو گیا

نقدِ صفا عدم سے جو ہمراہ تھا مرے — اِس کشمکش مین دہر کی افسوس کھو گیا

یارانِ رفتگان کا لگے کس طرح پتا — ملکِ عدم سے پھر نہ پھرا یہان سے جو گیا

بحرِ جہان مین آ کے عدم سے ہر ایک یا — اس کشتیِ حیات کا لنگر ڈبو گیا

اُس بدگمان نے دیکھ کے میت مری کہا — جاگا کہین تھا رات کو بیہوش سو گیا

پیری مین ڈھونڈتا ہے وہ معشوقِ باوفا
شاعر جو منتہی تھا وہ دیوانہ ہو گیا

غیر سے وہان بزم مین تمنے اشارا کیا — تیر جگر پر مرے نہان کوئی مارا کیا

آہ و فغان کو کیا ضبط ترے حکم سے — جو کہ گوارا نہ تھا وہ بھی گوارا کیا

خالِ جبین کو ترے او مہِ خورشید رو — دل کا سودا کیا آنکھون کا تارا کیا

عالمِ اسرارِ غیب اوسپہ ہوا آشکار — پردہ نشین یار کا جسنے نظارہ کیا

حکم مین تھا کو سے عاشقِ شیدا کے یا — مملکتِ عشق مین کسنے اجارا کیا

جانبِ دنیا قدم جسنے نہ رکھا کبھی
دستِ ہوس مدتون مجکو اوبھارا کیا

شبِ وصال کا مژدہ اگر نہ آ جاتا — فراقِ یار مجھے دیو بنکے کھا جاتا

پیام وصل کا پیہم اگر نہ آ جاتا — ہزار مین ابتک تو زہر کھا جاتا

ہوا پہ اپنی اگر وہ شریر آ جاتا — چراغ زیست کا عشاق کی بجھا جاتا

مین چاہتا ہون کرون عرض حال کچھ اُس سے — یہ کیا سبب ہے کہ کچھ بھی نہین کہا جاتا

نہ کرتا دل جو مرے عشقِ یار سے توبہ — وہ اپنی جانسے جاتا کسی کا کیا جاتا

یہ تنگ آیا ہون اہلِ جہان سے تو نسیم — جو دوسرا کوئی ہوتا تو زہر کھا جاتا

شہیدِ آبِ دمِ تیغِ یار گر ہوتا ۔۔۔ یقین تھا چشمۂ حیوان مین مین نہا جاتا

جو زخم تیغِ زبان کا ہے نہ تھی دل پہ
نہین وہ سوزنِ عیسی بھی سیا جاتا

اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا سو ہوا ۔۔۔ صنم جو موردِ دامِ بلا ہوا سو ہوا

غریقِ بحرِ محبت دلا ہوا سو ہوا ۔۔۔ حباب وار جو اسمین فنا ہوا سو ہوا

نہ دیکھا پھر کے کبھی اوسنے باغِ عالم کو ۔۔۔ تمھارے حسن کا جو مبتلا ہوا سو ہوا

مسیح نبض مری دیکھکے لگا کہنے ۔۔۔ مریضِ عشقِ صنم لا دوا ہوا سو ہوا

بیان سن کے مرے رنجِ ہجر کا بولا ۔۔۔ کچھ اور ذکر کرو یہ سنا ہوا سو ہوا

نوشتۂ خطِ تقدیر پڑھ نہین سکتا ۔۔۔ جو کچھ دیا تھا برا یا بھلا ہوا سو ہوا

تمھارے در سے صنم جو گرا نہ پھر سنبھلا ۔۔۔ تمھاری بزم مین جو نا رسا ہوا سو ہوا

کھلا یہ سرِ منصور کی انا الحق سے ۔۔۔ تمھارے نام پہ جو سر فدا ہوا سو ہوا

چراغِ طور بنا گاہ نارِ ابراہیم ۔۔۔ فروغِ حسن ترا جا بجا ہوا سو ہوا

نہ منتہی سے گیا شوقِ عشقِ صادق کا
شرابِ ناب کا اسکو مزا ہوا سو ہوا

وہ شاہ ہون کہ مہر ہے زرین نشان مرا ۔۔۔ کہنہ سا ایک چتر ہے یہ آسمان مرا

پھکتا ہے سوزِ غم سے تنِ ناتوان مرا ۔۔۔ جلتا ہے مثلِ شمع ہر اک استخوان مرا

دل کو ہوا لے آتشِ عشقِ صنم نہ پھونک ۔۔۔ بادِ سموم تو نہ جلا آشیان مرا

ہر عضوِ تن کی طاق ہے طاقت پئے صنم ۔۔۔ اس راہ مین تھکا ہے مگر کاروان مرا

سو بار بارِ عشق کو مین نے اوٹھا لیا ۔۔۔ سو بار کر چکا ہے فلک امتحان مرا

ہر بار بھیجتے ہو جہانِ خراب مین ۔۔۔ کرتے ہو بار بار عبث امتحان مرا

وعدہ خلافِ یار کی فرقت مین روز و شب ۔۔۔ غم ہے انیس رنج ہے اک مہربان مرا

ہے زیست کی خوشی نہ مجھے رنجِ موت کا ۔۔۔ یکسان ہے اس جہان مین سود و زیان مرا

لکھہ تو رہے ہو کاتبِ اعمال نیک و بد ۔۔۔ دیکھا نہین مگر قلمِ دو زبان مرا

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون صبح تو — تنکا ہوا ہے گو کہ تنِ ناتوان مرا

اوصافِ گفتگوئے بیان سنکے خلق نے — رکھا ہے نام بلبلِ ہندوستان مرا

کھٹکا نظر مین کس کی مرا قالب نگلی — کس کا غبارِ چشم ہوا خاکدان مرا

گلدستۂ بہشت ہون جنت کا پھول ہون — باغِ جہان مین اور ہی ہو باغبان مرا

بے ہوش ہون مین بادۂ خمِ غدیر سے — ہوگا کسی سے دور نہ خوابِ گران مرا

جب سے ہے راہ راست مین پایا منتہی
دشمن ہوا ہے آپ سے آپ اک جہان مرا

توڑ کر پہلو کو برمایا جگر دلگیر کا — آزمایا توڑ جب اس نے نگہ کے تیر کا

کب اثر ہو دل مین اسکے آہِ بے تاثیر کا — ہی پہونچنا تو دہی تک مشکل ہوائی تیر کا

غلغلہ ہے دہر مین اس آہِ بے تاثیر کا — شور ہے عالم مین اس اپنے ہوائی تیر کا

جسکھڑی بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی — مین یہ سمجھا نقش لکھا ہے مری تسخیر کا

اس مرقع مین جہان کے جو ہے دستِ بیکرم — مین سمجھتا ہون اُسے وہ ابر ہے تصویر کا

صبر یا بی پر بچا ظالم کی او خانہ خراب — خون برسائیگا اکدن ابر ہے شمشیر کا

غیر پر فطرت ہے بندہ ہو مزاجِ یار ہے — ہو رہا ہے سامنا تقدیر سے تدبیر کا

دل بچا لینا نگاہِ یار سے اک کام ہے — فنِ اُستادی بڑا ہے کاٹنا تیر کا

جبہ سائی آستانہ یار پر بیجا نہین — وہ مٹاتا ہون جو لکھا ہے مری تقدیر کا

سینہ و دل مین جگہ دیتا ہون مین اسکو — حکم دیگا اپنے اوپر آپ کیا تعذیر کا

ذبح اپنے ہاتھ سے کرتا ہے خود صیاد اُسے — کیا نصیب اللہ اکبر ہے ترے نخچیر کا

بیعتِ دستِ سبو سے یہ ہمین ظاہر ہوا — سلسلہ ہے دستِ ساقی مین مرید و پیر کا

وا ہین آنکھین آ ہی پیری ہو گئی کافور بال
منتہی توبہ کر ... وقع نہین تاخیر کا

جب جہان مین کرتے ہوا اسکی نمود کیا — قطرہ اک آب کا ہون مری ہست و بود کیا

کھلتا ہے برنگِ غنچہ ہے دل گاہ مثلِ گل — باغِ جہان مین ہے مری پست و کشود کیا

پتلا ہوں مشتِ خاک کا قیدی ہوا کا ہوں　　میں کیا ہوں ورنہ اور بجز حبابِ وجود کیا
نکل گیا وہ دشت ہے انسان کی بود و باش　　کرتا ہے اتنی بود پہ اپنی نمود کیا
رندانِ پاکباز کی جوشش و خروش میں　　صوفی خیال کر تو ذرا رقص و سرود کیا
کوئی تو پھر کے آئے الٰہی عدم سے یہاں　　پوچھوں میں اس سے [illegible] بود کیا
کچھ بھی ہے تجکو اپنے پس و پیش کی خبر　　کچھ جانتا بھی تو ہے تری ماندہ بود کیا
صد شکر محتسب ہوں نہ قاضی نہ کوتوال　　مجھسے بگاڑ کرکے کرینگے حسود کیا
روزِ نشور دینگے گواہی تمام عضو　　جو یہ کرینگے داں وہ کرینگے حسود کیا
چل پھر میانِ کوئی خرابات زاہدا　　کرتا ہے مسجد میں قیام و قعود کیا

دو گز کفن کے واسطے اس کارگاہ میں
کرتا ہے منعمی تو عبث تار و پود کیا

دل میں اس بحرِ لطافت کا گذرا نہ ہوا　　یہ وہ قطرہ ہے کہ جو واصلِ دریا نہ ہوا
ممکن اس بحرِ محبت کا کنارا نہ ہوا　　دلِ نازک یہ حبابِ لبِ دریا نہ ہوا
نہ کبھی شربتِ دیدار پلایا اسکو　　تیرا بیمارِ محبت کبھی اچھا نہ ہوا
نہ کبھی ساقیٔ بدمست نے جا کی دلمیں　　مے سے لبریز ہمارا کبھی مینا نہ ہوا
نہ گئی پر نہ گئی دل سے مرے فکرِ معاش　　دہنِ گور کا جبتک کہ نوالا نہ ہوا
رنجِ فرقت کے سہے درد جدائی کے اٹھائے　　اک مری جان پہ یہ تو کہو کیا کیا نہ ہوا
شبِ فرقت میں میں کس روز نہ مر مر کے بچا　　ملک الموت کا کس وقت تقاضا نہ ہوا
بات پوچھی نہ مری اہلِ قناعت نے کبھی　　قطع جبتک کہ مرا دستِ تمنا نہ ہوا
وحشتِ دل ترے ہاتوں سے جہاں میں تب اب　　نہ کسی کی ہوئے ہم کوئی ہمارا نہ ہوا
آرزو رہ گئی بازارِ جہان کے اندر　　درِ معنی کا مرے دیکھنے والا نہ ہوا
زنِ قحبہ ہے یہ دنیا نہ پسند آئی سے مجھے　　دلِ شیدا مرا ہرجائیکا شیدا نہ ہوا
گردشِ چشم سے اس شوخ کی مانند فلک　　کب دلِ زار ہمارا تہ و بالا نہ ہوا
عشق میں تارِ نفس کی نہ رہی مجکو امید　　بحرِ امواج میں ہستی کا سہارا نہ ہوا

دست و پا وامق و منصور نے ماری کیا کیا — بحرِ اُلفت کا کنارا کہین پیدا نہ ہوا

منتھی ٹھیک ہوا پیرہنِ عریانی
جو لباس اور تھا تن پر تری زیبا نہ ہوا

حالِ تیرا حشر مین جب آئینہ ہو جائیگا — کس سے ہونگی چار آنکھین کس کو منھہ دکھلائیگا
شمع کا فوری جلاکر بام پر بیٹھا ہے آج — کل اندھیری گور کی تنھائیسے گھبرائیگا
سنبلِ باغِ جہان ہوگا پریشان دیکھکر — یار گیسو جب رخِ گلرنگ پر لہرائیگا
واعظا کیا جانتا ہے رازِ عشقِ یار تو — آپ تو سمجھا نہین اصلا کسی سمجھائیگا
صورتِ منصور ہوگا عاشقون مین سرفراز — کلمہ حق جسگھڑی تیری زبان پر آئیگا
عقدۂ تقدیر میری فکر سے کب وا ہوئے — ناخنِ تدبیر کیا یہ گتھیان سلجھائیگا
توڑ ہے تیرِ نگاہِ یار کا قہرِ خدا — توڑکر عاشق کے سینہ کو جگر برمائیگا
ہاتھہ جور و ظلم سے عشاق کے رکتا نہین — دیکھنا تو ایکدن اپنے کئے کو پائیگا
دلکے آجانے سے ہون مجبور ورنہ ناصحا — خوب مین سمجھا ہون اُسکو کیا مجھے سمجھائیگا

رنج و غم درد جدائی دور ہوگا منتھی
نام دل سے جسگھڑی اسکا زبان پر آئیگا

ہوتا ہے روز منت مین قاصد خراب کیا — دیتا نہین جواب وہ ایسکا جواب کیا
بھر بھر کے دے رہا ہے وہ جام شراب کیا — ساقی کا مجھہ پہ ہے کرم بے حساب کیا
راغب ہے میکدہ کا کبھی بزمِ عیش کا — بہکا رہا ہے مجکو یہ عہدِ شباب کیا
ہر ایک نشے جہان مین پئے نائو نوش ہے — زاہد عذاب کہتے ہین کس کو صواب کیا
جو کچھہ کہ لکھہ دیا تھا ازل مین وہی کیا — روزِ حساب ہوئیگا مجھسے حساب کیا
دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام کو — ہاتھہ آئیگا کوئی صنم انتخاب کیا
معشوق ہے بغل مین نہ جام شراب ہے — لیکر کرونگا آج مین عہدِ شباب کیا
داغ جگر ہے اپنا بڑے زور شور پر — جلوہ کرے گا گرم مرا آفتاب کیا
جاتا ہے آج کوچہ سفاک کی طرف — دشمن ہے جان کا مری جوشِ شباب کیا

دل مین ہے الفت می و معشوق آپ کے — یارون سے شیخ جی ہے تمھیں اجتناب کیا

مہتاب جانتا ہے طپش آفتاب کی — دیکھا ہے دل نے یار کا روئے عتاب کیا

دیر و حرم مین ڈھونڈہتا پھرتا ہے یار کو
کرتا ہے منتھی عمل ناصواب کیا

او جبکہ مرا نیّرِ اقبال آیا — بے طلب عقدِ شبِ ہجر کا حلّال آیا

محتسب خاک ہوئے جل گئے زاہد سارے — عید رندون کو ہوئی جب مہِ شوال آیا

تھا بہت گرمِ سخن باغمین وہ گل اندام — سنکے بلبل کو کہا لو مرا نقال آیا

ہلگیا خانۂ دل اُسکے اشارون مین مرا — جنبش ابرو کو ہوئی کیا ترے بھونچال آیا

جان کر مجکو شہیدِ ستمِ پاک نژاد — نہ کفن میرے لیے آیا نہ غسّال آیا

موسمِ گل مین یہ دعوت ہوئی دیوانونکی — سنگ ہاتھون مین لئے مجمعِ اطفال آیا

بے گنہ سارے گنہگار نظر آنے لگے — حشر مین جب مین لئے نامۂ اعمال آیا

ہنس پڑے سارے جوانانِ چمن وقتِ سحر — بلبل آیا کوئی گلشن مین کہ نقال آیا

بیدھڑک کھونے لگے دل ہم سے الفت پیشے
منتھی حیف ہے ایسا نہ کوئی سال آیا

خدا شاہد ہے مین جبتک جوان تھا — حسین ہر ایک میرا قدردان تھا

عجائب باغمین تھا میرا مسکن — عجب گلشن مین میرا آشیان تھا

چمن مین چاٹ تی تھی ہونٹ بلبل — مین جس ایام مین شیرین زبان تھا

وصالِ یار کب ہوتا میسّر — خلل انداز سر پر آسمان تھا

نہ ہوتا سہو گر آدم سے زاہد — تو پھر قصرِ جنان کسکا مکان تھا

عجائب باغِ عالم کو بنایا — الٰہی کون اسکا باغبان تھا

یہ رنگِ بوئے گل تھا اس چمن مین — مکان پوچھو تو میرا لامکان تھا

اوڑا کر لے گیئی بادِ خزانی — چمن مین بوئے گل کا کاروان تھا

حرم مین دیر مین کیا کیا نہ ڈھونڈھا — نہین معلوم وہ دلبر کہان تھا

زمین مین آسمان مین بحر و بر مین — عیان ہر سو ترا راز نہان تھا
مثال آئینہ تھا مین سراپا — نہان جو راز تھا ہر سو عیان تھا

غزل

عاشق لحد سے جبکہ ہم آغوش ہوگیا — سنکر کہا کہ ہم سے وہ روپوش ہوگیا
جس وقت یار ہم سے ہم آغوش ہوگیا — رنج فراق جو تھا فراموش ہوگیا
خطِ سیاہ زیبِ بناگوش ہوگیا — جلوہ تمہارے حسن کا روپوش ہوگیا
دنیائے دون پرست کے درپے ہوا اک آہ — جسکو مین دیکھتا ہون بلا نوش ہوگیا
سنکر خبر بہار کی خود رفتگی ہوئی — بوئے گل سمن سا ہوا پوش ہوگیا
بوسے شبِ وصال جو اس زلف کے لئے — ہنسکر کہا کہ تو تو بلا نوش ہوگیا
جبہ پہنکے گنبدِ دستار باندھ کے — کیا خوب شیخ جی کا تن و توش ہوگیا
دل سے ہمارے داغ محبت نہین مٹا — یعنے چراغ زیست کا خاموش ہوگیا
کی توبہ عاشقی سے تو آنکھین مری کھلین — بیہوشی مین کمال مجھے ہوش ہوگیا
دل پہ ہے رعب یار کی تیغ نگاہ کا — آئینہ جوہرونسے ذرہ پوش ہوگیا
قصرِ جنان دھرے ہے پھر کس کے واسطے — میری طرف اگر وہ خطا پوش ہوگیا
تکلیف ہجر کی جو اٹھاتا ہون رات دن — شاید مین دل سے اسکے فراموش ہوگیا

کیا کیا عدم مین کہکے تم آئے تھے منتقی
اس باغ کی ہوا سے فراموش ہوگیا

فلک کے تیرِ جفا کا وہی نشانہ ہوا — بلند نخل کے اوپر جو آشیانہ ہوا
غمِ فراق کو برسون ہوئے فسانہ ہوا — شبِ وصال کو مدت ہوئی زمانہ ہوا
غبارِ دشت ہوا خیمہ خاکسارونکا — بلند دودِ جگر ہو کے شامیانہ ہوا
حواس و ہوش گئے اپنے عہدِ پیری مین — سحر کے ہوتے ہی یہ قافلہ روانہ ہوا
زوالِ حسنِ صنم آیا منڈ گئی کاکل — وہان نہ مار رہا صرف جب خزانہ ہوا
خزان کے آتے ہی ویران ہوگیا گلشن — عجب بہار کا برباد کارخانہ ہوا
حسین جوان جو ہوا مبتلا بنا اسکا — کہین سے تیر چلا دل مرا نشانہ ہوا

جو قافلہ تھا یہاں عاشقانہ صادق کا — سُنا ہے خلد کو مدت ہوئی روانہ ہوا
ہوئی نہ قدر سخنہائے خشک و تر کی مری — حرام مجکو مرے منھہ کا آب و دانہ ہوا
ذلیل ہوگئی آنکھون مین مسندِ شاہی — سرِ فقیر کا تکیہ وہ آستانہ ہوا

سنا ہے دیوِ غمِ ہجر کھا گیا اُسکو
جو منتہی کو فقط موت کا بہانہ ہوا

اُٹھایا بار نہ بدر نے سر پر تیری الفت کا — جہان مین ہوگیا شہرہ نہایت میری ہمت کا
ہمیشہ خاکساری پر تیرے کوچہ کی مرتا ہون — نخواہش حور کی مجکو نخواہان ہون مین جنت کا
کھلی ہے آنکھ تیری دست و پا چلتے ہین او غافل — ملے گا کب غنیمت جان یہ ہے وقت جست کا
خیالِ زلفِ جانانہ نہین سر سکو کسی ہو طغیانی — نہایت ابر چھایا ہے برستا مینہ ہے شدت کا
بہار آئی ہے گلشن مین جنون کا ہاتھ ہے لب پر — گریبان پہ ہمارے وقت آیا ہے مصیبت کا
مکان تھے عرش سے جنکے ہوائے تند دنیا سے — نشان تک نام و باقی نہین ہے انکی تربت کا
عطا کی حور دی جنت گناہون کو مرے بخشا — بیان کس منھہ سے ہو تیری سخاوت اور عنایت کا
نہین پیراہن یوسف کو پھاڑا فرطِ الفت سے — ہوا ہے چاک دامن اے زلیخا تیری عصمت کا
جداگانہ نہین نقشین زمانے کے مرقع مین — طلسمِ زندگانی کھیل ہے اک اسکی قدرت کا
خطِ جانان ہی لایا ہے پیامِ وصل بھی قاصد — مین سمجھا وحی اُتری یا فرشتہ آیا رحمت کا
نہ برسے گا اگر تربت پہ تا صبحکی او زاہد — تو پھر کس لئے پیدا ہوا ہے ابر رحمت کا
عیان ہو جاتا ہے نور اُس سنہ جوبلی کا کیا کہنا — ہمارا داغِ دل شعلہ ہے اک شمع ہدایت کا
تمہارے شربتِ دیدار کا پیاسا ہون اے پیارے — نخواہان ہون مین دولت کا نہ بھوکا نانِ نعمت کا

صفاتِ دیدہ و دل منتہی کی کیا بیان ہوئے
وہ چشمہ ہے محبت کا یہ قبلہ ہے مروت کا

منصور و کوہکن گئے افسانہ رہگیا — دنیا مین نامِ ہمتِ مردانہ رہگیا
جو حسن تھا گیا خطِ جانانہ رہگیا — جاگیر ضبط ہوگئی پروانہ رہگیا
داغِ دلی رہا نہ رہا عالمِ شباب — جنسِ گران بہا گئی بیعانہ رہگیا

جھک جھک گئے کرم سے ترے زند قیا
مین ایک مانگتا ہوا پیمانہ رہگیا

شب آتے آتے رہگیا آغوش مین مری
ساقی سے بھرتے بھرتے یہ پیمانہ رہگیا

وہ ولولہ گیا دلِ خانہ خراب کا
جو گنج تھا سرک گیا ویرانہ رہگیا

دل سے خیال اپنے بتون کا نکل گیا
جائے عجب ہے ثبت گئے تنہا نہ رہگیا

جو داغ تھا مٹا نہ مٹا عشق یار کا
خاموش شمع ہو گئی ویرانہ رہگیا

دل پاس رہگیا نہ رہے ہوش منتہی
ہوشیار لوگ گم ہوئے دیوانہ رہگیا

نظر پڑا جو مجھے روئے یار تھوڑا سا
بہت نہین تو ہوا بیقرار تھوڑا سا

ابھی ہے عشق ترا زلفِ یار تھوڑا سا
ابھی چڑھا ہے مجھے زہر مار تھوڑا سا

دیا ہے مجکو اگر عشق یار تھوڑا سا
عطا ہو صبر بھی پروردگار تھوڑا سا

جو دل دیا تو بہت پیار سے لگے کہنے
یہ منتہی ہے مرا دوستدار تھوڑا سا

کوچ مجنون نے کیا دہر سے فرہاد آیا
ایک ناشاد گیا دوسرا ناشاد آیا

صاف ہوکر مرے آگے ستم ایجاد آیا
آئینہ بن کے مرے سامنے فولاد آیا

پھنسکے جو دام چھوٹا ہے چمن مین بلبل
سایۂ گل کو سمجھتا ہے کہ صیاد آیا

فصلِ گل مین کوئی بلبل جو چہکتے دیکھا
ولولہ عہدِ جوانی کا مجھے یاد آیا

عہدِ طفلی تھا ستم قہر ہوا اُسکا شباب
ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

پھر گیا آنکھون مین شب عمر گذشتہ کا خیال
خواب بھولا ہوا مدت کا مجھے یاد آیا

لبون پہ نالۂ پُر درد لائیگا پھر کیا
کسیکا دل دلِ محزون دکھائیگا پھر کیا

کسی کے دلمین جنون گھر بنائیگا پھر کیا
کسی کے کوزے مین دریا سمائیگا پھر کیا

چلا ہے گورِ غریبان پہ یار بن ٹھنکے
کسی کو خواب اجل سے جگائیگا پھر کیا

مری طرف سے صبا اُس سوار سے کہنا
اوڑا کے خاک کو میری اوڑائیگا پھر کیا

وہ جان بوجھ کے پوچھے گا حال کیا میرا — جو ممتحن ہے اسے آزمائیگا پھر کیا ۂ
کیا ہے وعدۂ دیدار مجھکو حیرت ہے — ترے تو چشم نہین ہے دکھلائیگا پھر کیا

عمارتِ تنِ خاک کو ہے ثبات نہین
اگر تو قصرِ فریدون بنائیگا پھر کیا

عاشق فروغِ شمع کا پروانہ ہوگیا — شیدہ بھی حسنِ یار کا دیوانہ ہوگیا
دل مین خیالِ صورتِ جانانہ ہوگیا — جو خانۂ خدا تھا پریخانہ ہوگیا
خالی نہین ہوا صدفِ دندان سے منھہ مرا — لبریز لطفِ زیست کا پیمانہ ہوگیا
خالی پڑا ہے تختِ شہنشاہِ ہند کا — جسجا پہ گنج تھا وہان ویرانہ ہوگیا
ایسا ہوا ہے غلبۂ کفار ہند مین — جس جا خدا کا گھر تھا صنم خانہ ہوگیا
پیکر شرابِ ناب کو منصور دہر مین — کیا معرکہ مین عشق کے مردانہ ہوگیا

دلمین خیال نرگسِ مستانہ ہوگیا
جو گھر خدا کا تھا وہ صنم خانہ ہوگیا

بولا پیامِ وصل مرا سن کے حیلہ جو
افسوس منتھی مرا دیوانہ ہوگیا

نہ ہونا مائل دلا کسیکا کہ آہین کھینچتا ہی تیری جیکا — کیا ارادہ جو دلگی کا بھروسا کرنا نہ زندگیکا
نظر جو آتا ہی ماہِ انور یہ حال روشن ہی میری دلبر — فلک کے خیمہ مین کوئی دلبر جلا رہا ہی چراغ گھیکا
نہ ایک لحظہ مین شب کو سویا کمال اشکونسے منھہ کو دھویا — یہ بحرِ غم نے مجھے ڈبویا خیال آیا اگر کسیکا
کہے کوئی شمع رو سے جاکر نہ ہونا دیکھہ آپسے تو باہر — کبھی نہ بزمِ جہان کے اندر ارادہ کرنا جلی کٹیکا
کیا جو ہی کام اسنے اکثر وہ نقش ہے اپنے لوحِ دلپر — جہان ہے اعجازِ حسنِ دلبر وہان کہان سحر سامریکا
جہانمین آیا ہی موسمِ گل چہک رہی ہین تمام بلبل — رخِ صنم کے حضور یا بکل گلِ چمن کا ہی رنگ پھیکا
نہ ہوگا مائل جو اس حسین کا رہیگا زاہد نہ تو کہین کا — نشان سجدہ تری جبین کا کلنکا یہ ہیگا ٹیکا ۂ
نہیں ہے ہیچا ہمارا کہنا سمجھہ کے اس بات پر ٹھہرنا — دلِ حزین اتنا یاد رکھنا جہان مین کوئی نہین کسیکا
نہ ہوتا اے دل کسیکا مائل نہ کرتا تو عقل اپنی زائل — کیا ہی تمکو خدا نے عاقل نہ تھا دشمن تو اپنی جیکا

خدا نے دکھلائے وصل کی شب بر آیا مدت مین اپنا مطلب
امید تقدیر سے تھی یہ کب جو وقت آیا مری خوشی کا

تھا جو پہلو مین اپنے وہ گل تھی خار آنکھون مین خستہ دل
رہا پریشان برنگ سنبل عجیب عالم تھا بے کلی کا

کھلے ہین گلشن مین لالۂ و گل بھرے ہین گویا کہ ساغر دل
چھلک رہے ہین تمام بلبل مزہ ہے ان روزون کی کشتیکا

ذرا نہ تھی کہہ سے نسبت فقط ہو یہ دل خدا کی قدرت
اٹھائے بار غم محبت کہان تہا یہ کام آدمیکا

یہ زہد مشرب کو مار رہا ہو جہان سے وہ سدھار رہا ہو
ہر اک حسین کو سنوارتا ہے یہ عشق دشمن ہو متقی کا

کسی کو دینا نہ مزرعۂ دل کمال نقصان ہے اسکا حاصل
اگر ہے دانا نہ ہونا بیدل ہو سب کو پیغام منتقی کا

ردیف بائے تازی

ہر حرف میرا ہے خطِ تقدیر کا جواب
ہر بات ہے مری اُسے تحریر کا جواب

جانباز دل ہے یار کی ہے تیز تر نگاہ
ہے تیر کا جواب نہ نخچیر کا جواب

اے صانعِ ازل تری صنعت کے مین نثار
ابتک ہوا نہ یار کی تصویر کا جواب

آہِ شرر فشان پہ ذرا دل نہ بھولیو
برقِ غضب ہے یار کی شمشیر کا جواب

یارب کس کا کون ہے ایسا جہان مین
لائے جو میرے نالۂ شبگیر کا جواب

آئینہ دیکھکر مجھے حیرت سی ہو گئی
تصویر اور ہے مری تصویر کا جواب

کہتا ہے فصل گل مین یہ دیوانہ عشق کا
ہان زلف یار ہے مری زنجیر کا جواب

کندہ کیا ہے لوحِ جبین پہ ہر ایک کے
سمجھین جو دیوین آپ کی تحریر کا جواب

جو کچھکہ لکھدیا تھا مجھے روز ابتدا
رکھتا ہون پاس مین خطِ تقدیر کا جواب

کہتے ہین جسکو موت زمانہ مین زاہدا
خوابِ عدم کی ہے یہی تعبیر کا جواب

کرتا ہون وصف خطِ رخِ یار کا رقم
لکھتا ہون آج حاشیۂ تیر کا جواب

روز جزا مجھے یہی حیرت ہے منتقی
دیگا تو کون کون سی تقصیر کا جواب

غنچے بھی سربستہ تھی سب کار روائی عندلیب
گل کھلے عقدے کھلے ساری برائے عندلیب

اوس پڑ جائے چمن پر یا ستم صیاد پر
دیکھئے کرتی ہے کیا یہ ہائے ہائے عندلیب

پردۂ شبنم مین رہتا ہے یہ شب بھر اشکبار
بعد مدت کے کھلا ہے ماجرائے عندلیب

چلمیون کو ہے زہرِ گل دید کو روئے چمن
راحتین کیا کیا ہین ان روزون برائے عندلیب

کہہ گئی ہے آج مجھسے صبحدم بادِ بہار — چترِ گل تیار ہوتا ہے برائے عندلیب

اپنے عاشق کا نہیں معشوق کو ہرگز خیال — دل ہیں گل کے میں نہیں پاتا ہوں جائے عندلیب

چار تنکے رکھکے بے منت بنایا آشیان — میں سمجھتا ہوں اُسے دولتسرائے عندلیب

ایک تو مدہوش کرتی ہے مجھے بادِ بہار — دوسرے بدمست کرتی ہے صدائے عندلیب

عشق بازی جان بازی ہے اگر منظور ہو — آشیان صیاد کے پہلو میں چھائے عندلیب

مِلتی جُلتی ہے یہ کچھ کچھ گفتگوئے یار سے — ہے پسند اسواسطے مجکو صدائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کو چمن سے دُور کر — دُور کر بہرِ خدا یہ ہیں بلائے عندلیب

دیکھکر کنجِ قفس کو یہ کہا صیاد نے — حیف ہے صد حیف ہے خالی ہے جائے عندلیب

ہر گھڑی کرتا رہے وصفِ رخِ رنگینِ یار — عطرِ گل سے آشیان اپنا بسائے عندلیب

کون بیٹھی بزم میں گر قلقلِ مینا نہ ہو — دل لگی کیا ہو چمن میں بے صدائے عندلیب

جوہر ذاتی پہ اُسکے لوٹتا ہوں منتہی
گو نہیں ظاہر میں ہے خوش رو لقائے عندلیب

بوئے گل کے ساتھ آتی ہے صدائے عندلیب — ہمرہِ بادِ بہاری ہی ہوائے عندلیب

آشیان میں فرشِ برگِ گل بچھائے عندلیب — جسقدر چاہیے زرِ گل کو اوڑھائے عندلیب

خونِ دل صیاد و گلچین کا بہائے عندلیب — جوشِ گل میں ایکی ایسا رنگ لائے عندلیب

ایکدن صیاد و گلچین دیکھتے رہ جائینگے — تا کجا اثباتِ گل تا کے بقائے عندلیب

بزمِ عشرت میں نہ جاؤں خواہشِ دل گر نہ ہو — کب قدم رکھوں چمن میں بے رضائے عندلیب

جورِ گلچین زحمتِ صیاد و خوفِ باغبان — آفتیں کیا کیا ہیں افزون برائے عندلیب

کون عاشق اسکا ہے دلسے کسی ہو اسکی چاہ — کون ہو ذی حق زرِ گل کا سوائے عندلیب

جوشِ گل چلتا ہوا راہی ہوئی بادِ بہار — آشیانہ ایک باقی ہے برائے عندلیب

گل گئے آئے اسے عشق کی جو ہی سو ہے — کس زبان سے میں کرون وصفِ وفائے عندلیب

بے اثر ہے کاسہ گر کیا ہو دلِ صیاد میں — اندنون تیر ہوائی ہے نوائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کے بگڑ جائینگے ہوش — تا فلک پہونچی گی جسدم ہائے ہائے عندلیب

باغباں حیراں ہے جلتا نہیں گل کا چراغ ‫ / ‫ اندنوں ایسی بندھی ہے کچھ ہوائے عندلیب

خسرو گل نے بلا یا لے اوڑا صیاد ہے ‫ / ‫ ابتدا وہ تھی ہوئی یہ انتہائے عندلیب

وہ رخ رنگیں سے گلشن میں اگر اولٹیں نقاب ‫ / ‫ رنگ گل اوڑتا پھرے ہر سو بجائے عندلیب

کیا تماشا ہو جو ابکی جوش گل میں منتھی

یار بیٹھے جائے گل گل ہو بجائے عندلیب

جہاں میں ہوئیگی ساقی بہت خراب شراب ‫ / ‫ جو دیگا مجھسے تنک ظرف کو جناب شراب

نکال خم سے کوئی رشک آفتاب شراب ‫ / ‫ بہار آئی ہے لا ساقیا شتاب شراب

خیال دل میں مرے مست ناز کا جو رہا ‫ / ‫ تمام رات میں بکتا رہا شراب شراب

بہار زیست ہے معشوق یار گر ہووے ‫ / ‫ کہ جس طرح سے کہ ہے رونق شباب شراب

سجائے دور کی جو ساقیا پلا ایسی ‫ / ‫ اوٹھائے خانہ دل سے مرے حجاب شراب

جو دیکھا روئے عرق ناک میرے ساقی کا ‫ / ‫ ہوی ہے مارے خجالت کے آب آب شراب

دل برشتہ و خون دل و جگر میرے ‫ / ‫ یہی ہیں رند خرابات کے کباب شراب

ہے اندنوں نہیں تنک ظرف قابل عشرت ‫ / ‫ طلب کریں نہ کبھی کا نہ حباب شراب

کرینگے کاتب اعمال کیا رقم اسکو ‫ / ‫ ہمارے صرف میں رہتی ہے بے حساب شراب

کمال تجھسے میں منت پذیر ہوں ساقی ‫ / ‫ عطا وہ کر کہ جو پیتے ہیں شیخ و شاب شراب

کمال مبطل ایمان ہے عیش نا لائق ‫ / ‫ کرے کہیں نہ تنک ظرف کو خراب شراب

خدائے پاک جسے منتھی عطا فرمائے

جہاں میں عیش کے ساماں ہیں کباب شراب

آن میں جل تھل بھری پل میں بہری دریا سحاب ‫ / ‫ دامن مژگان تر کے روبرو ہے کیا سحاب

گیسوئے شب رنگ چھوڑی جبکہ رخ پر یار نے ‫ / ‫ دل پکارا باغ کی جانب سے لو اوٹھا سحاب

بال بکھری دن کو دیکھی ہیں بت سفاک کے ‫ / ‫ رات بھر کالی بلا مجکو نظر آیا سحاب

باغ ہے سبزہ ہے می ہے ساقی گلفام ہے ‫ / ‫ ایک تیری جا فقط باقی ہے جلدی آ سحاب

میکدہ کی آب پاشی کے لئے کل رات کو ‫ / ‫ جا بجا گلیں پانی کی کیا بھر بھر کے آیا سحاب

نالہ گرم اپنا جب دمِ سرد و شہائی اے فلک — خشک ہو جائے برنگِ دامنِ صحرا سحاب
ہی دمِ گریہ تصورِ چشم و گردن کا مجھے — یاد دلواتا ہے کیا کیا ساغر و مینا سحاب
بال بھیگی دن کو دیکھے تھے مرے محبوب کے — رشک سے گردون پہ شب کیا کیا ہوا نیلا سحاب
گر نظارہ زلف و رخ کا ساقیا ممکن نہو — می ہے کیسی باغ کیسا اور ہے کیسا سحاب
گیسوئے شبرنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے — مین یہ سمجھا باغ پر فردوس کے چھایا سحاب

گو ہے مفلس منتہی ہمارا ہے دریا دلی
دلکا اجلا ہے اگر ظاہر مین ہے میلا سحاب

جمع میخوار ہین گلزار مین اب — بھیڑ ہے حسن کے بازار مین اب
گھر ہے غیرونکا دلِ یار مین اب — کعبہ ہے قبضۂ کفار مین اب
چھا گیا رخ پہ تمھارے خطِ سبز — آئینہ ڈوبا ہے زنگار مین اب
خون چٹا کر وہ مرا رکھتے ہین — کاٹ تو ہے مری تلوار مین اب
بند ہے آنکھ تری عاشق کی — کچھ نہین ہر دم بیمار مین اب
آتے جاتے ہین جوانانِ چمن — رنگ کچھ اوچھلے گا گلزار مین اب
سر بھی حاضر ہے جگر بھی دل بھی — کو سنی تجھے نہین سرکار مین اب
خال سرمہ کا بنا کر رخ پر — فتنہ پیدا کیا گلزار مین اب
درگذر حلقۂ گیسو سے دلا — رکھہ نہ انگلی دہنِ مار مین اب
حلقۂ زلف مین ہے روئے صبیح — شیر بھر دون دہن مار مین اب
دم نہین مارتے مرغانِ چمن — باغبان کون ہے گلزار مین اب
دہنِ زخم مرا چھکے کا — ہے نمک لالِ شکر بار مین اب
دیکھئے کون ہو منظورِ نظر — تیغ ہے دستِ جفا کار مین اب
فصل گل ہے ترے دیوانونکی — دہوم ہے کوچہ و بازار مین اب
کیسی سفاک نے پیدا کی ہے — چال تلوار کی رفتار مین اب
باندہی جب موئے کمر مین جانا — بال آیا تری تلوار مین اب

وصف اس سبزہ خط کا پیار سے
منتھی لکھ خطِ گلزار مین اب

ہے سحر وصلت کی نکلا آفتاب — ساقیا جلدی سے بھر لا آفتاب
جانتا ہون اسکا سایا آفتاب — جسکے گہنے سے بھر آیا آفتاب
اس سے روشن دل ہون اُس سحر روئے خلق — جام مے کے سامنے کیا آفتاب
شب کٹی فرقت کی آیا روز وصل — شکر ہے بدلی سے نکلا آفتاب
جام مے اکثر جوانی مین اوڑائے — دوپہر کو خوب چمکا آفتاب
داغ سودا ہو گیا دل سحر عیان — تو خم گردون سے نکلا آفتاب
خاکساری اُسکے در کی کر قبول — جسکے کوچے مین ہو ذرہ آفتاب
جام مے سے آنکھ برسون ہی لڑی — ہر بارا دیکھا بھالا آفتاب
روئے آتش رنگ سے لڑتی ہے آنکھ — حشر کے دن کیا کریگا آفتاب
جان کا گاہک جوانی مین ہوا — دوپہر کو سر پہ آیا آفتاب
عاشق روئے صنم کے واسطے — چتر زرین بنکے آیا آفتاب
اُس عرق آلودہ رخ کے شرم سے — ہوگیا پانی سے پتلا آفتاب

کام آئیگی مری روشن دلی
منتھی جب ہوگا میلا آفتاب

ردیف بائے فارسی

ہنسنے لگتا ہے جو وہ رشکِ قمر آپ سے آپ — پھٹنے لگتے ہین مرے زخم جگر آپ سے آپ
دید بازی کا پڑا ہے مجھے جب سے لپکا — جا ہی پڑتی ہے حسینون پہ نظر آپ سے آپ
ناصحا تو ہی بتا دے اسے کیا کہتے ہین — پاؤن پر اُسکے جھکا جاتا ہے سر آپ سے آپ
سات پردون مین چھپے یار تو کیا ہوتا ہے — تاڑ لیتے ہین اُسے اہل نظر آپ سے آپ
بے سکھائی نہین آتی کوئی شئے اے دلِ زار — قتلِ عاشق مگر آیا ہے اُسے آپ سے آپ
نالے کس طرح نہ پیری مین کرے یہ دلِ زار — بول اٹھتا ہے ہر اک مرغِ سحر آپ سے آپ

بے طلب خانہ ویران مین ہمارے شب و روز | آ ہی جاتے ہین فلک شمس و قمر آپ سے آپ
ہون وہ دیوانہ کہ جس وقت بہار آتی ہے | ہو ہی جاتی ہے مرے دل کو خبر آپ سے آپ
جبکہ چلتا ہے ترا تیر نگہ او ظالم | ہو ہی جاتا ہے مرا سینہ سپر آپ سے آپ
کشش دل مری لائے تو کہون گا اس سے | آج آ نکلے کدہر رشک قمر آپ سے آپ
مے گلرنگ وہ جب پیتا ہے وان غیر کے ساتھ | جوش کہاتا ہے یہان خون جگر آپ سے آپ
ہجر مین ابر بہاری جو نظر آتا ہے | پھوٹ پڑتے ہین مرے دیدہ تر آپ سے آپ
منتھی جسکو ہے کچھ لطف سخن دنیا مین | آ ہی جاتا ہے مرا پوچھتا گھر آپ سے آپ

ردیف تای فوقانی

کشادہ ہے عالم پہ خوان محبت | ہر اک ہے یہان میہمان محبت
کھلا آہ دل سے نشان محبت | یقین ہو گیا ہے گمان محبت
پھٹکین تا کجا عاشقان محبت | کہین جل سنکے بجھے خاندان محبت
پڑھا کرتا ہون قصہ قیس و لیلے | سنا کرتا ہون داستان محبت
نہین دار پر تجھکو منصور کھینچا | کیا یار نے امتحان محبت
نہین نغمہ کرتے ہین مرغان گلشن | پڑھا کرتے ہین داستان محبت
بہت جنس دل کی ملے مجکو گاہک | نہ پایا مگر قدردان محبت
صنم قیس و منصور و وامق تو گذری | ہمارا بھی ہو امتحان محبت
کہین کر چکے قتل عشاق ظالم | کہین ہو چکے امتحان محبت
مین عاشق ہون مژگان کا مدت سے اسکی | چبھی دلمین ہے یہ سنان محبت
مٹے قیس و فرہاد و وامق جہان مین | لٹے راہ مین کاروان محبت

فرشتہ نہ پہونچا وہان یار پہونچا
ذرا منتھی دیکھہ شان محبت

آتی ہے یاد یار جو مجکو فضائے دشت | بے اختیار منھہ سے نکلتا ہے ہائے دشت
دیوانگان عشق کے خاطر ہے جائے دشت | پیدا کیا ہے اسکو خدا نے برائے دشت

اک روز چل کے مجنون نے بیدل سے پوچھے | ہوتا ہے کس طرح سے کوئی آشنائے دشت
ہموارہ منتشر ہے پریشان حال ہے | شاید ہوئے ہے خاک سے میری بنائے دشت
ہوتا ہے جب ہجوم گل و لالہ باغ مین | آباد کچھ نظر نہین آتا سوائے دشت
آلائش حیات سے رہتی ہے دور دور | کس درجہ پاک صاف نظر آہی جائے دشت
کھولے گلون کے کان نسیم بہار نے | ایکبار ریلے اوڑہی مرے دلکو ہوائے دشت
مداد باد سے جو بگولہ ہوا بلند | ہم خاکسار سمجھے کہ ہے یہ ہمائے دشت
دیوانگان عشق کے جوش و خروش کو | کہتا ہے سُن کے یار یہ ہین خوش نوائے دشت
فرہاد ہے نہ قیس نہ وامق ہے اندنون | کس طرح سے کھلے گا مجھے ماجرائے دشت
عاشق کو اپنے کس لئے دیوانہ کر دیا | کس واسطے جہان مین ڈالی بنائے دشت
دنیائے دون کو چھوڑ کے یکبار قصد ہے | مانند قیس چلکے بنون پادشائے دشت
سودا اگر نہین کسی آہو خصال کا | پھرتی ہے میری آنکھون مین پھر کیون فضائے دشت
شاید کہ دلمین پھر مری وحشت نے گھر کیا | کچھ سوجھتا نہین مجھے ناصح سوائے دشت
ترغیب دے رہی ہے مجھے وحشت دلی | سبزہ ہے آبشار ہے خوش ہے ہوائے دشت
سودا مرے لئے ہے مین سودکے واسطے | ہے دشت میرے واسطے مین ہون برائے دشت
انجام کار عشق نے دیوانہ کر دیا | آخر سما گئی مرے سر مین ہوائے دشت
دیوانگان عشق کی مٹی عزیز ہو | ایسی چلے کوئی مرے یارب ہوائے دشت
وحشت مین کس لئے کہین آوارہ مین پھرون | پہلو مین ہے مرے دل ویران بجائے دشت

وحشت لئے پھری اُسے غربت مین مدتون
پائی نہ منتہی نے کبھی انتہائے دشت

کیا اگر کہ مجھپہ چھپٹے پاسبان کوئے دوست | پھاڑ کھانے کے لئے دوڑے سگان کوئے دوست
ہین جداگانہ جہان سے ساکنان کوئے دوست | ہین الگ سب سے زمین و آسمان کوئے دوست
صور پھونکا جائے کہ ہو پھر قیامت آشکار | سر اٹھاتے ہی نہین افتادگان کوئے دوست
طور پہ موسی سے ہے افلاک پر عیسی رہے | جانتا ہون انکو مین افتادگان کوئے دوست

خون بہا ہوگا پر ہونگے کبوتر کے پرزے
قاصدا یہ ہے پتا یہ ہے نشانِ کوئی دوست

بادشاہی ہفت کشور کی میسر ہو اگر
دیکھتے ہرگز نہین ہن رہروانِ کوئی دوست

چہچہے کرتے ہین گلشن مین کھلے ہین گل تمام
کہ رہی ہے یعنے بلبل داستانِ کوئی دوست

فہم سے جو دور ہو ادراک سے جو ہو بری
کیا بیان ہوئے کسی سے عزو شانِ کوئی دوست

ذکرِ رضوان جسگھڑے آیا ہے میرے سامنے
مین یہ سمجھا یہ بھی ہے اک پاسبانِ کوئی دوست

بارہا دیکھا ہے ہمنے خاکسارونکا ہجوم
بارہا ہمنے کیاہے امتحانِ کوئی دوست

رند کہتے ہین جسے پیرِ خرابات اے فلک
جانتا ہون اسکو مین اک نوجوانِ کوئی دوست

کر رہے ہین مسجدون مین وصفِ جنت کا بیان
کہ رہے ہین آج واعظ داستانِ کوئی دوست

چلتے رہتے ہین وہان جامِ مئے عشرت مدام
رنگ رہتا ہے ہمیشہ درمیانِ کوئی دوست

دم نکلتا ہے تیرا حور و جنان پر زاہدا
رندِ مے آشام ہم ہین عاشقانِ کوئی دوست

بیچکر جانِ گرانمایہ کو راہِ عشق مین
چلدیا جنت کو سیدھا کاروانِ کوئی دوست

حور و غلمان سے صبا کہیو پیامِ منتہی
جا ہماری بھی رہے اے ساکنانِ کوئی دوست

معرکہ مین دیکھئے کرتی ہے بدخوئے دوست
سخت جانی ہے ادہر ناوک ادہر بازوئے دوست

باغِ جنت کو نہ دیکھون گر مین دیکھون روئے دوست
جامِ جم ہرگز نہ لون پاؤن اگر زانوئے دوست

تھوڑے تھوڑے پھنستے جاتے ہین دلِ سودا زدہ
رفتہ رفتہ بڑھتے جاتے ہین ابھی گیسوئے دوست

جھانکتا ہے جسگھڑی برقے کی جالی سے مجھے
جانتا ہون دام مین شاید پھنسے آہوئے دوست

دیر مین لیجائے وہ چاہے حرم مین بھیجدے
دل نہین قابو مین اپنے دل یہ ہے قابوئے دوست

بھولتا دم بھر نہین دیکھا ہے جب سے زاہدا
حافظِ قرآن ہون یعنے یاد ہے وہ روئے دوست

ڈہونڈہتا پھرتا ہون مانندِ صبا مین دربدر
باغِ عالم مین کہین پاتا نہین ہون بوئے دوست

نیم جان کتنے ہی کتنے نیم بسمل ہو گئے
خیر مانگو تا کمر پہونچے نہین گیسوئے دوست

فصلِ گل مین اسطرحکا ہوگیا سودا مجھے
دیکھتا ہون صورتِ گل گاہ گاہے روئے دوست

دیکھئے کیونکر بر آئے اپنا حرفِ مدعا
سخت ہین اعمال اپنے اور نازک خوئے دوست

پیرِ صد سالہ وہان ہوتا ہے جا کر نوجوان
یہ اثر رکھتی ہے زاہد سرزمین کوئے دوست

پہلے اسکو فرشتے جسگھڑی بہر غذا
دیکھتا تھا منتہی پھر پھر کے ہر دم سوئے دوست

توسمجھتا ہی نہین پیرِ خرابات کی بات
نقش ہے دلبہ مرے قبلہ حاجات کی بات

یاراتبک ہے مجھے پیرِ خرابات کی بات
اُسکی ہر بات ہے اے شیخ کرامات کی بات

جسکو کھتا ہے ہر اک قلقل مینا ساقی
اُسمین ملتی ہے بہت پیرِ خرابات کی بات

دیجئے بوسہ کوئی آپ کے گھر آئے ہین
کیجئے ہم سے کوئی آج مدارات کی بات

نقد بوسہ کے طلب کرنے پہ کھتا ہو وہ شوخ
ہم حسینون مین اسے کہتے ہین خیرات کی بات

نقدِ دل مانگتا ہے مجھسے بڑی اُلفت سے
آج کس لطف سے کرتا ہے وہ گھات کی بات

سرِ ممبر وہ برا کھتا ہے رندون کو کبھی
کون سنتا ہو یہان واعظ بدذات کی بات

حرف فرقت کا مٹا دیجئے لوحِ دل سے
کیجئے ہمسے کوئی ابتو ملاقات کی بات

جانتا کب ہے کوئی میرے دماغ و دلکی
کب سمجھتا ہے کوئی ارض و سماوات کی بات

وصف جنت جو بیان کرتا ہے واعظ ہر روز
ہے وہی اصل مگر کوئے خرابات کی بات

اُسکی کیا بات جسے دولت وصلت ہو نصیب
معتبر ہوتی ہے کیا صاحب اوقات کی بات

نشۂ جوشِ جوانی کا بیان کیا مین کرون
خواب کیطرح رہا پاس مرے بات کی بات

یار سے ہوش تھا مدہوش تھا ساقی مے سے
منتہی یاد ہے کچھ آپکو اس رات کی بات

رنج فرقت نے دئے دلکو مرے ساری رات
زور بیمار پہ کرتی رہی بیماری رات

صدمہ ہجر سے گذری یہ بدشواری رات
ملک الموت رہا ساتھ مرے ساری رات

ماہ رویون سے نرکھنا مرا پھلو خالی
یا الٰہی نہ دکھانا مجھے اندھیاری رات

سو دِ تیرہ کا ہر چند قیامت ہو عذاب
قہر ہے عالم تنہائیکی اندھیاری رات

دلکو غمخوار کیا گاہ دیا رنج فراق
خوب کی خوب کی تونے مری غمخواری رات

روز وصلت کا تو ہنس ہنس کے گذرجاتا ہے
کٹتی ہے ہجر کی اے شمع بدشواری رات

جب سنا غور سے ذکرِ فلکِ شعبدہ باز — یاد آئی مجھے کیا کیا تری عیاری رات
رنجہ کرتا ہے قدم جبکہ سرِ شام سے وہ — عید کے دن سے بھی ہوتی ہے مجھے پیاری رات
آیا جس وقت نقابِ رخِ روشن کا خیال — سر کو دیوار و نسے پٹکا میں کیا ساری رات
جلوہ گر ہوتا ہے جس دن کہ وہ ماہِ انور — صبح جنت سے مجھے ہوتی ہے وہ پیاری رات
وعدہ وصل کیا ہم سے گیا غیر کے پاس — کھل گئی او بتِ کافر تری مکاری رات
شدتِ دردِ جدائی کے سبب او ناصح — تھی مری سوئے عدم کوچ کی تیاری رات

روزِ وصلت کا سکبتر ہے نہایت لیکن
منتہی ہجر کی ہوتی ہے بہت بھاری رات

کھتے ہو تجکو رہا کیوں خفقان آجکی رات — یہ تو فرمائیے صاحب تھی کہاں آجکی رات
جلوۂ حسن ہے ہر سو شبِ وصلت بھی ہے — نظر آتی ہے مجھے صبحِ جنان آجکی رات
پی کے مے ہو گئے جامے سے سراپا باہر — وا ہوا آپکا کیا رازِ نہان آجکی رات
یار ساقی ہے مئے ناب کا ہے دور یہ دلو — تیز تر چلتی ہے شیشے کی زبان آجکی رات
آپ سے آپ وہ بگڑا شبِ وصلت مجھسے — ہو گئی آفتِ جان راحتِ جان آجکی رات
نالے سنکر دلِ پر داغ کے بولا وہ شوخ — کیا کہیں شیر ڈکارا ہے یہان آجکی رات
رعب ہے حسن کا یا ہے ملک الموت کا خوف — بند کسواسطے ہے مری زبان آجکی رات
ندیا تو ندیا صدمۂ فرقت ورنہ — کوچ کر جائیگی یہ روحِ روان آجکی رات
شمع مینا کو دیا خوب ہی صاحب نے فروغ — خوب روشن کیا عاصی کا مکان آجکی رات
ماہ ہو باغ ہے سبزہ ہے شبِ ماہ بھی ہے — مہربان تو بھی ہوا اے پیرِ مغان آجکی رات
میری تقدیر سے ممکن ہوئی مجکو ورنہ — میں کہان یار کہاں اور کہاں آجکی رات
شادیِ وصل میں ہے دغدغۂ رنجِ فراق — ایک ہے حقمیں مرے سود و زیان آجکی رات

مہربان یار سے شکوہ نکرو ہر شبِ وصل
منتہی بند کرو اپنی زبان آجکی رات

کھوں کیا فراقِ صنم کی حقیقت — بیان کیا کروں مرتے دم کی حقیقت

کھلی یہ وجودِ عدم کی حقیقت — جدا اگانہ ہے بیش و کم کی حقیقت

بسا جب سے نیرنگِ حسن اپنے دلمین — گری آنکھوں سے جامِ جم کی حقیقت

غرض شاہ سے ہے نہ مطلب گدا سے — نہ ہے پیشِ دل بیش و کم کی حقیقت

دلِ پاک سے پر اثر آہ سے اب — کھلی مجکو لوح و قلم کی حقیقت

ہوئی صحبتِ گلرخان جب میسر — نگھ مین نہ ٹھری ارم کی حقیقت

رگِ ابرِ باریدہ دیکھے اگر تو — دلا وا ہو دستِ کرم کی حقیقت

پھرا کوچۂ عشق مین کون جا کر — کھلی کس کو ملکِ عدم کی حقیقت

یہ دہو بیٹھے گی نامۂ بد عمل کو — کھلے گی کبھی چشمِ نم کی حقیقت

اوٹھا دیدہ و دل سے پردہ دوئی کا — سمجھ ایک دیر و حرم کی حقیقت

نشان جب سے کوئے قناعت مین گاڑا — گری دل سے جاہ و حشم کی حقیقت

صفا خیر ہین سکۂ داغِ الفت — یہان کیا ندیم و ندم کی حقیقت

خدا جانے پیرِ خرابات کا حال — خدا جانے میرِ اُمم کی حقیقت

مری آتشِ عشق کا حال لکھے

کہان منتہی یہ قلم کی حقیقت

ترے عاصی کو بھی کیسی ہے تمنائے بہشت — تجھسے کہتا ہون یہی آ او چمن آرائے بہشت

شاید آ جائے کبھی وہ چمن آرائے بہشت — اپنے در نرات کھلے رکھتے ہین درہائے بہشت

کون سے دلکو نہین عفوِ گنہ کی خواہش — کون وہ سر ہے کہ جسمین نہین سودائے بہشت

کثرتِ دستِ کرم جب نظر آتی ہے مجھے — مین سمجھتا ہون اُسے موجۂ دریائے بہشت

کافرِ عشق ہو یا مردِ مسلمان زاہد — کون سے قوم کو رہتا نہین دعوائے بہشت

کوچۂ یارِ گل اندام اگر ہاتھ آئے — نہ رہے پھر نہ رہے کچھ مجھے پروائے بہشت

کوچۂ عشق مین جا عاشقِ صادق تو ہو — حورِ عین کس کی ہے پھر کس کی ہے یہ جائے بہشت

ہو میسر جو ترے عارضِ گلرنگ کی دید — پھر نہ دیکھون طرف لالۂ حمرائے بہشت

تجھسے کہتا ہون جب سے مین ترے کوچے مین — لوگ کہتے ہین مجھے بلبلِ شیدائے بہشت

کوچہ یار مین مدت سے پڑا ہون زاہد
خواہش حور کسی کس کو ہے پروائے بہشت

دوڑتا دیر کو کوئی ہے حرم کو کوئی
ڈھونڈتا پھرتا ہے ذرات ہر اک جائے بہشت

وصل سے رہگیا محروم مین اُس گل رو کے
ہاتھہ آئے نہ مرے دولت زیبائے بہشت

لب شیرین کے تصور نے یہ جا کی اے عین
دل مین پیدا ہوئی شیرینئے خرمائے بہشت

قصر جنت سے زیادہ تو سمجھ لے اُسکو
منتہی گر تجھے تھوڑی سی ملے جائے بہشت

ردیف تائے فارسی

عجب کیا گر کرین یہ مال و زر چٹ
حسینون نے کئے ہین گھر کے گھر چٹ

کرین مال جہان کو بے ہنر چٹ
کرین اس کشت کو دنیا کی خر چٹ

تمہارے حسن کی دولت کو پیارے
اوڑالین گے عدوئے مفت بر چٹ

نہ غربت بر زمین کی بھول دل مین
کئے ہین اسنے کتنے نامور چٹ

بتو ڈریو عدو کے گھورنے سے
نظر کرتی ہے پتھر مین اثر چٹ

اگر ہو ساتھہ پردون وہ مہوش
نظر کر لیتے ہین اہل نظر چٹ

قدم رکھتا ہے جسدم ناز سے یار
نزاکت کرتی ہے اُسکی کمر چٹ

تری تلوار کا ہے پیٹ خالی
جو ہو سیری کرے عاشق کے سر چٹ

اودہر نغمہ کیا بلبل نے آکر
اِدہر غنچہ نے واکی منت زر چٹ

بہار گل ہے کاوش پر جنون ہے
کریگا خون عاشق نیشتر چٹ

دہان گور نے لقمہ سمجھ کر
سر انسان کئے ہین کسقدر چٹ

جو ہین مردار خوار اس سرزمین کے
وہ کر جاتے ہین مال بے پدر چٹ

فرشتہ لکھہ رہے ہین پاس تیری
کیا ہے جو کہ تو نے عمر بھر چٹ

گرانی سے تری او حیدرآباد
سپاہی کرچکے تیغ و سپر چٹ

جولا وارث نہال بارور ہو
کرین حارص مع برگ و ثمر چٹ

نہ رکھتا ایک کوڑی تا کفن کو

ملی جو منتھی تو اسکو کر چٹ

لڑائی آنکھہ کھائی جان پر چوٹ ۔ بچایا دل کو کھا بیٹھا جگر چوٹ
بغیر از وصل دیدی جان شیرین ۔ ہے ذکر کوہکن بھی مجکو سر چوٹ
کبھی فرقت کا غم گہہ ہجر ذلت ۔ یہ دل کھاتا رہا ہے چوٹ پر چوٹ
اوٹھاتا دل نہ پھر بارِ محبت ۔ نہ کھاتا پھر کبھی بار دگر چوٹ
یکایک آگئی اوسپر طبیعت ۔ کدھر مین تھا کدھر دل تھا کدھر چوٹ
یہ دل فقرون پہ اوسکے آگیا ہے ۔ یہ نادان کھا گیا ہے بیشتر چوٹ
لگا کر دل کو آنکھین پھیرتا ہے ۔ الگ ہوتا ہے مجکو مار کر چوٹ
جسے تاکا اوسے جینے سے مارا ۔ غضب کی رکھتے ہین یہ خوش نظر چوٹ
شباب آیا ہے جوبن زور پر ہے ۔ نہایت اندنون ہے بار ور چوٹ

نہ دے دل عہدِ پیری مین بتون کو
نہ کھا اے منتھی وقتِ سحر چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

ملتِ شیخ و برہمن مین ملاتے ہو عبث ۔ گاڑتے ہو مجھے ناحق کو جلاتے ہو عبث
دل زمانیکے حسینو نسے لگاتے ہو عبث ۔ بیوفائون کے غم و رنج اوٹھاتے ہو عبث
صفتِ نقشِ قدم کوچہ دلدار مین ہون ۔ بے مٹے مین نہین اوٹھنے کا اوٹھاتے ہو عبث
مجکو معلوم ہو جیسا کہ مین تر دامن ہون ۔ زاہد و نارِ جہنم سے ڈراتی ہو عبث
دھر ہے بار محبت مجھین مال و زر کی ۔ زہر ہے یہ غم دنیا اسے کھاتے ہو عبث
طاقتِ جست نہین قوتِ پرواز نہین ۔ سوئے دیوار چمن مجکو اوڑاتے ہو عبث
لکھتے ہو کاتبِ اعمال جو اعمال میرے ۔ تہمتین مفت کی بندے کو لگاتے ہو عبث
سنکے افسانۂ غم یار مرا کھتا ہے ۔ جو کھانی کہ سنے ہے وہ سناتے ہو عبث
چمن کوچہ دلدار کا مین بلبل ہون ۔ دوستو خلد مین مجکو لیے جاتے ہو عبث
خاک انجام ہے اس نشو نما کا اے دوست ۔ شعلہ خس کی طرح مجکو بڑھاتے ہو عبث

بارہا آ آ گیا ہون چمن عالم مین — پھر مجھے ملک عدم کو لئے جاتے ہو عبث
بوجھ یہ مین نے اٹھائین ہین جہان میں اکثر — پھر مجھے بار محبت مین دباتے ہو عبث

منتہی زہر ہے اس مال جہان کی لذت
ایسے موذی کو مرے یار کھلاتے ہو عبث

رہگیا کھینچ کے تلوار ہوا کیا باعث — رک گیا یار جفا کار ہوا کیا باعث
کون مانع تھا تری جلوہ گری کا ای دوست — ہین کھڑے طالب دیدار ہوا کیا باعث
بزم مین رکھا ہے مینا لئے تھی کیون ساقی — آج گلشن مین نیا خار ہوا کیا باعث
لطف نظارہ ان آنکھون نے اوٹھائے مری — مفت مین دل یہ گرفتار ہوا کیا باعث
نظر آیا نہ مجھے موئے میان دلبر کا — نہ کھلا عالم اسرار ہوا کیا باعث
وصل شیرین نہ میسر ہوا تجھکو فرہاد — تو عبث دشمن کہسار ہوا کیا باعث
بیقراری کے سبب سے یہ ہمارا دل زار — صفت سایۂ دیوار ہوا کیا باعث
کشش دل مری گذرا مین کشش سے ایسی — یار آیا سر بازار ہوا کیا باعث
اوڑ گئی روح پھڑک کر قفس تن سے مری — چھٹ گیا مرغ گرفتار ہوا کیا باعث
طبع رنگین سے مری جوش جوانی کا مٹا — اوڑ گیا بلبل گلزار ہوا کیا باعث
رحم اے کاتب قدرت جو ہوا تھا سو ہوا — کیون کیا مجکو گنہگار ہوا کیا باعث

منتہی ہاتھ سے اس ساقی دریا دل کے
سب چھکے تو نہین سرشار ہوا کیا باعث

کسطرح پوشیدہ ہوئے راز نہان الغیاث — قابل بخیہ نہین چاک گریبان الغیاث
بل بہت کرتی ہے دل سوز زلف جانان الغیاث — کاٹنے کو دوڑتا ہے مار پیچان الغیاث
عاشق جانباز پر تیور چڑھاتا ہے وہ ترک — بیگنہ پہ کھینچتا ہے تیغ بران الغیاث
کون پہونچے جز صنم میرے سخن کی دادکو — کون غیر از گل ہے بلبل کا زباندان الغیاث
کھو دیا ہے رونق بزم یار کا اغیار نے — دیو نے لوٹا ہے یہ ملک سلیمان الغیاث
وصل سے فرقت مین کیا مجکو ڈراتا ہے مسیح — زہر دیتا ہے بجائے قند درمان الغیاث

ٹچکیون مین ہی اوڑادین گے اُسے ایکدن یہ بُت | رنگ سمجھین ہین حسین خونِ شہیدان الغیاث

منتظم ہے غیر بزمِ یار کا افسوس ہے
دیو کے قبضے مین ہو ملکِ سلیمان الغیاث

ردیف جیم عربی

یون پوچھتا ہے عاشقِ بیمار کا مزاج | اچھا تو ہے قدیم گنہگار کا مزاج
کل ہاتھ سے گیا یہ دلِ زار کا مزاج | پوچھا کیا کھڑے سے در و دیوار کا مزاج
باریک یار سے ہے دلِ زار کا مزاج | نازک ہو تندرست سے بیمار کا مزاج
مفلس کا اور اور ہے زردار کا مزاج | گل کا ہے اور اور ہے کچھ خار کا مزاج
سنتا نہین جو عاشقِ صادق کی اندنون | ملتا نہین ہے آجکل اغیار کا مزاج
آئی ہے کیا بہارِ گل لالہ باغ مین | ہو آسمان پہ بلبلِ گلزار کا مزاج
سکّے پڑے ہین اسکے جہانِ خراب مین | ہے جسکے ہاتھ درہم و دنیار کا مزاج
حسرت ہے ربط دیکھ کے اغیار و یار کا | کیونکر ہے ایک کافر و دیندار کا مزاج
اسکو ہوا ہے کس بتِ مغرور کا خیال | ملتا نہین جو مجھسے دلِ زار کا مزاج
دو چار سول لیتے ہین سودائی زلفِ یار | جاتا ہے روز ہاتھ سے دو چار کا مزاج

جسکا مریض عشق ہون مدت سے منتہی
پوچھا کبھی نہ اُسنے گنہگار کا مزاج

عاشقِ شیدا کو ہے داغِ جگر کی احتیاج | جس طرح ہوئے سپاہی کو سپر کی احتیاج
بند آنکھین ہوگئین منھ مین ہوئی ساکت زبان | اکدم مین مٹ گئی ساری بشر کی احتیاج
اشک پر تاثیر میرے جلد تو پہنچا صبا | گوش کو معشوق کے ہوگی گہر کی احتیاج
جذبہ عشق دلی جس شخص کا ہو پیشوا | ناصحو اُسکو نہین کچھ نامہ بر کی احتیاج
حرص گھٹ سکتی نہین ایسے کسی عنوان سے | کم نہین ہوتی کسی صورت بشر کی احتیاج

شمع سان کٹوا دے سر بزمِ عشق مین منتظم
منتہی گر ہوئے تجکو اور سر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

ہوئی پیری جہان سے یار کر کوچ | مسافر کرتے ہین وقتِ سحر کوچ
عدم سے آیا ہون منزل بہ منزل | چلا جاؤنگا یون ہین کوچ در کوچ
یہان سے دو قدم مُلکِ عدم ہے | کرونگا ایک دن یہ مختصر کوچ
نہ وامق ہے نہ ہے فرہاد و منصور | جہان سے کر گئے اہلِ نظر کوچ
جوان بھی مرتے ہین بوڑھے بھی ایدل | لگا رہتا ہے یہان شام و سحر کوچ
نہ آؤنگا عدم سے سوئے ہستی | نہین کرنیکا پھر بارِ دگر کوچ
اوٹھا کر پردۂ غفلت دلا دیکھ | نہین دنیا مقام اپنا ہے کر کوچ
جو عاشق ہے تو مرنے سے پہلے | دلا کر کوچ سے تو پیشتر کوچ
پئے دنیا عبث مرتا ہے نادان | عبث کرتا ہے تو سوئے سقر کوچ
قدم رکھنا سنبھل کر جانبِ عشق | نکرنا بے محل او بیخبر کوچ
عدم کا راستہ مر کر ہوا طے | عبث کرتا رہا مین عمر بھر کوچ
بہت مُلکِ عدم آباد ہوگا | ادہر کو کر گئے ہین نامور کوچ
ہوئی پیری چلو دنیائے دون سے | مسافر کرتے ہین وقتِ سحر کوچ
عدم مین بن پڑے گی پیری ایدل | کہ ہیگا باعثِ فتح و ظفر کوچ
نشانِ منزلِ مقصود پایا | کئے جب منتہی نے کوچ در کوچ

ردیف حای مہملہ

آئی گل کی بہار ناصح | دل سے گیا اختیار ناصح
ایک ایک کا ہزار ناصح | اپنا نہین کوئی یار ناصح
یہ گوشت بہ رنگ گوشِ گل ہین | جاتے ہین بتنا پکار ناصح
شاید گل کی بہار پہونچی | کچھ دل کو ہے اضطرار ناصح
اوڑ جائینگے صبر و طاقت و ہوش | آئی بادِ بہار ناصح
الفت ہے بتون کی جب سے یہ دل | غم کا ہے کوہسار ناصح

تیری اوس حال مین سنو نمین | دلبر جو ہوا اختیار ناصح
اس نالۂ دل نے سر اوٹھایا | بلبل سے نہ کی پکار ناصح
کہتا ہے بدی تو ان بتون کی | اللہ کی تجھکو مار ناصح
وہ کیف شباب ہی یہ جسکا | پیری بھی سہے اک خمار ناصح
ہنیا وہ مرغ جان کا ہے | جسکا ہون مین شکار ناصح

یہ کیف شباب منتقی کا
لایا ہے بڑا خمار ناصح

برسے تو ابر دیدۂ پر آب کیطرح | تڑپے تو برق اس دل بیتاب کیطرح
جوش شباب کا مرے عالم نہ پوچھیے | آیا گیا اک آن مین سیلاب کیطرح
ساقی سے جو بہار مین فرقت نصیب ہے | پیتا ہون خون دل کو مے ناب کیطرح
آرایش اس جہان کی ہی حسن عارضی | بھاتی نہ مجھکو عالم اسباب کیطرح
ہے جستجو اسی بھی کسی بحر حسن کی | چکر مین ہے فلک جو یہ گرداب کیطرح
چاہ ذقن جو دیکھ کے آیا ہے یار کا | دلکو پسند آئی ہے دولاب کیطرح
اپنا بھی جن دنون مین کہ عہد شباب تھا | جاتی تھی بزم یار مین نواب کیطرح
قاصد یہی ہے کوچۂ سفاک کا پتا | بہتا ہے خون خانہ قصاب کیطرح

کھویا بہار عمر کو غفلت مین منتقی
گذرا جہان نظر مین تری خواب کیطرح

جگہ دی پہلو مین کیون عشق کو جگر کیطرح | مگر مین باندھ کے رکھا عبث گہر کیطرح
نہ پوچھو عالم شوق دلی مرا ناصح | جہاز کا قصد کیا جانب نظر کیطرح +
یقین ہے مجھے احوال مرگ عاشق کو | وہ دل لگا کے سنین فتح کی خبر کیطرح
مثال آب روان ایک جا رہا نہ قرار | بسر ہوئی مری دنیا مین رہگذر کیطرح
مسافرانہ رہا اس سرائے ہستی میں | چلا پھرا مین زمانہ مین رہگذر کیطرح
تعلقات زمانہ سے جسکو ہی چھوٹا | لحد مین چین سے سویا مین رہگذر کیطرح

ہمیشہ در پئے دنیائے دون رہا یہ دل | عزیز اسباب کو رکھا کیا ہنر کیطرح
مدام عالم ہستی مین حسرت و حرمان | رہے ہین پاس ہمارے دل و جگر کیطرح
دکھائے دیگا اُسے جسکی چشم بینا ہے | سمایا ہے وہ ہر اک رنگ مین نظر کیطرح
تمھارا موئے میان دلمین جبسے ہو یار | کھٹک رہا ہے رگ جان مین نشتر کیطرح

یہ داغ عشق صنم منتہی ترے خاطر
رہیگا سر پہ ترے حشر مین سپر کیطرح

زر فشان نیچہ خورشید سے ہے ہمت صبح | ہفت اقلیم نے لوٹی ہے بڑی لوٹ صبح
نور رخ سے ترے ملتی ہے بہت صورت صبح | اسلیئے ہوتی ہے دنیا مین فقط عزت صبح
قلقل شیشۂ مے زمزمۂ مرغ چمن | یار ساقی تھا مجھے یاد ہے کیفیت صبح
ہے جوانی سے سوا نالہ پیری کا مزا | نوبت شام سے خوشتر ہے بہت نوبت صبح
بزم مین رند قدح خوار کی سن او ساقی | جام دنیا مے گلرنگ کا ہو زینت صبح
سر کے بل نشہ مین گرنا طرف میخانہ | صحبت رند مے آشام مین ہو طلعت صبح
عجز پیری کا عجب کیا جو اُسے ہوئے پسند | سبح ہے مقبول خدا ہوتی ہے کیا طاعت صبح
روز فرقت کا تو مر مر کے بسر کرتا ہون | شام سے ہوتی ہے پھر وصل کی شب دہشت صبح
خود فراموش نہ ہو پھر خدا پیری مین | قہر انسان کی خاطر ہے دلا غفلت صبح

جلد آ ہجر کے دن منھ نہ دکھا وصل
منتہی اب کے یہی کھکے کرو منت صبح

ردیف خای معجمہ

یون کیف مے سے ہین رخسار یار سرخ | جس طرح گل کھلاتی ہے باد بہار سرخ
روتا ہون یاد مین لب لعلین یار کے | آنکھین نہ کسطرح ہون شب انتظار سرخ
ہوتا ہے خون دیکھئے کس کس کا اندنون | مہندی لیسے ہاتھ رہتے دست نگار سرخ
لاکھون کے خون سر پہ ہین تیرے چڑھے ہوئے | کیونکہ نہو لباس ترا شہسوار سرخ
خون جگر ٹپکتا ہے دن رات آنکھ سے | دامن نہ کسطرح ہو مرا اے نگار سرخ

ردیف دال مہملہ

نگاہِ یار کا مارا ہے ہر بند — کیا ہے عشق نے مجکو نظر بند

ہوئے طوق کمر کب ہاتھ میرے — ملا کس دن مجھے ایسا کمر بند

یہی کہتا ہے مجھسے ضعفِ پیری — اب آنکھین دید سے دنیا کی کر بند

میرے دیوان کو گوردون نے پھاڑا — مرا کتون نے توڑا ہے جگر بند

نہین کھلتا ہے مجپر راز اسکا — ہمیشہ رہتا ہے کیون اوسکا در بند

میرے دل مین ہو جا طفل حسین کی — میری مٹھی مین ہے اچھا گہر بند

نگاہ یار کے آگے ہے یون دل — حضور طفل جیسے مرغِ پر بند

مئے جوشِ جوانی سے یہ آنکھین — رہی ہین بیشتر دو دو پہر بند

نہ دے ضبطِ فغان کا حکم مجکو — نہ کر صیاد مجکو مرغِ پر بند

ہزارون یار صندوقِ لحد مین — کئے دست اجل نے نامور بند

کہین چھپتے نہین ہین اہلِ جوہر — کہین ہوتے نہین صاحب ہنر بند

تصور مین رخ و زلفِ صنم کے — یہ آنکھین رہتے ہین شام و سحر بند

نہ پھنستا دام الفت مین وہ زنہار — نکرتا منتہی کو گر نظر بند

کی کسنے میری دل مین محبت کی ہوا بند — اس کوزی مین کس شخص نے دریا کو کیا بند

خاموش نہ ہوتا لبِ توبہ کی طرح شیشہ — للہ کہا مان کر راہ خدا بند

منعم پئے دنیا ہے گدا درپئے عقبا — وہ انتر بدمست ہے یہ ہے ہی کرجا بند

شب دیکھ لیا صبح قیامت کا تماشا — جسدم کہ نقاب رخ ترسا کا کھلا بند

چھپتے نہین دل مین کبھی اسرار محبت — رہتی نہین مٹھی مین کبھی موج ہوا بند

ارمان ہے بہت صبح شب وصل نہ ہو پیدا — اے مرغِ سحر چونچ کو رکھیو تو ذرا بند

کب سے دل محزون مین ہی انجمن زلف کا سودا — مدت سے ہے اس خانہ زندان مین بلا بند

منہ پھیرا جو دنیا سے تو عقبیٰ نظر آئی — احوال کھلا غیب کا آنکھین ہوئین کیا بند

بے ذکر صنم وجد مین کب آئے دلِ زار ‏ پتّا نہین ہلتا ہے جو ہوتی ہے ہوا بند

جب دن سے ہوا دستِ توکل کا سہارا
اے منتہی اکدم نہ رہا کام مرا بند

دلا لامکان ہے مکانِ محمدؐ ‏ ہے بامِ فلک آستانِ محمدؐ
ہے فرمان حق کا بیانِ محمدؐ ‏ زبانِ خدا ہے زبانِ محمدؐ
بدل جو کہ ہے رازدانِ محمدؐ ‏ وہی ہین وہی وارثانِ محمدؐ
وہ معشوق بے شبہ اللہ کے ہین ‏ جو ہین زاہدا عاشقانِ محمدؐ
خدا کا ہون بندہ خدا کی قسم ہے ‏ محمدؐ کا عاشق بجانِ محمدؐ
سعیدِ ازل کو ہے شمعِ ہدایت ‏ ہر ایک عضو ہر استخوانِ محمدؐ
نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا ‏ خداوندِ عالم بہ شانِ محمدؐ
گیا کر بلا ہو کے خلدِ برین کو ‏ جو تھوڑا سا تھا کاروانِ محمدؐ

قطعہ

جسے لوگ کہتے ہین معراج زاہد ‏ مین سمجھا اُسے عزوشانِ محمدؐ
حجابِ محبت اِدہر کو تھا حائل ‏ اُدہر کو تھا رازِ نہانِ محمدؐ
نہ دیکھا قدم کوئی طاعت سے باہر ‏ ہُوا جب کبھی امتحانِ محمدؐ
وہ جنت کے ہین اور جنت ہے انکی ‏ جہان تک کہ ہین دوستانِ محمدؐ
اُسے ملگیا قصرِ خلدِ برین کا ‏ جسے مل گیا آستانِ محمدؐ

نمایان جو یہ منتہی کہکشان ہے
فلک پر چڑہی ہے کمانِ محمدؐ

کسن کی ہوئی تجکو چاہ قاصد ‏ بدلی ہے تری نگاہ قاصد
راہی ہوا صبحدم وہ مہوش ‏ ہو روئے سحر سیاہ قاصد
پتّا جو کسی جگہہ پہ کھڑکا ‏ تیرا ہوا اشتباہ قاصد
ماہِ کنعان سے ہے وہ خوشرو ‏ جسکی تجکو ہے چاہ قاصد
سنتا نہین وہ کسی کی خودسر ‏ اچھین تیرا کیا گناہ قاصد

ٹھرایا وصل بعدِ مدت — رکھیو تا دیر گاہ قاصد

داغِ دل و نالۂ سحرگاہ — عاشق کے ہیں دو گواہ قاصد

فقروں سے جو لائے اُس صنم کو — کیا ہو تری واہ واہ قاصد

نقدِ دل ہے گرہ مین اپنی — دونگا تجھے زادِ راہ قاصد

قاصد قاصد پکارتا ہون — آتا ہے گاہ ماہ قاصد

شاید لایا پیامِ وصلت — آتا ہے جو کج کلاہ قاصد

نامہ ناخواندہ اُسنے پھاڑا — مارا گیا بے گناہ قاصد

پوچھے جو وہ حال منتہی کا
دکھلانا تو برگِ کاہ قاصد

جاکر بہ نشستِ نگار قاصد — رونا تو زار زار قاصد

دکھلا دے رخِ نگار قاصد — آئی گل کی بہار قاصد

میری ہی سے کہی جو اُس سے جاکر — ایسا نہین کوئی یار قاصد

سودا ہوا زلف دیکھکر کیا — کرتا ہے جو مار مار قاصد

جاتا ہے عدم کو تیرا عاشق — در پر اُسکے پکار قاصد

ہے موت سے سخت تر زیادہ — مجکو ترا انتظار قاصد

بلبل سے ہے خوش بیان و خوشگو — بھیجے مینے ہزار قاصد

جو ہووے مناسب اُس سے کہنا — تجکو دیا اختیار قاصد

اوس آئینہ رو صنم کو سمجھ کہہ — مجھ سے تو نہین غبار قاصد

آیا نہ وہ ساقیِ گل اندام — گذری یہ بھی بہار قاصد

اِس پیک نظر نے منتہی سے
بھیجے ہین بیشمار قاصد

سہل ہو سہین کہ ہووے اُسے دشوار پسند — ہے پسند اپنے وہی جو کہ کرے یار پسند

ماہ مرغوب ہی مہر خوش اطوار پسند — جب سے اس دل کو ہوئے درہم و دینار پسند

دو قدم ساتھہ جنازی کے نہ آیا صد حیف ۔ جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند
عشق کا راز عیان کس لئے منصور کیا ۔ حق تو ہے تجکو ہوا آپ سرِ دار پسند
دہن تنگ کا مضمون رقم کرتا ہون ۔ اندنون مین ہے مجھے عالم اسرار پسند
قیصرِ روم کو ہو ظلِ ہما کی خواہش ۔ ہون گدا یار کا ہے سائہ دیوار پسند
کھیچکر رہگیا سو بار وہ قاتل شمشیر ۔ ملک الموت نے مجکو کیا سو بار پسند
دلکو بھائی ہے نقابِ رُخِ رنگین صنم ۔ جب سے کرتا ہون مین گلزار کی دیوار پسند
بُرا اثر اشک کسی خوش نہین آتے ایدل ۔ کون کرتا نہین سچ ہے دُرِ شہوار پسند
مردِ بے فیض سے رغبت نکر اے کوئی لنتبر ۔ اس سے بہتر ہے کرے گر کوئی دیوار پسند
دم بھرا کرتے ہو پیری مین حسینونکے مدام
منتہی ہم کو نہین آپکے اطوار پسند

نہ ہوا اہل جنون مجھسے سوا میرے بعد ۔ رہ گئی دشت مین خالی مری جا میرے بعد
خارِ صحرائے جنون نے نہ اُٹھایا سر کو ۔ نہ پھر آکے کوئی آبلہ پا میرے بعد
بیگنہ قتل تو کرتے ہو کھے رکھتے ہین ۔ یاد آئی گی تمھین میری وفا میرے بعد
خاکساری کو مری پھر نہ کسی نے پایا ۔ عشق کا راز کسی پر نہ کھلا میرے بعد
یاد آئیگا یہ عاصی تمھین اُسدم صاحب ۔ یون کسی اور پہ جب ہوگی جفا میرے بعد
کھینچکر لائیگا اُس شوخ کو تربت پہ مری ۔ کام آئیگا مرا دستِ دعا میرے بعد
نہ رہیگا یہ ترے حسن کا بیار سے شہرہ ۔ نہ رہی گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
مرے دم تک مرے صفاک کی صفائی ہے ۔ ٹھوکرین کھائینگے پھر جور و جفا میرے بعد
نکہتِ گل کی صفت اس چمن عالم مین ۔ ماری ماری پھیریگی بوئی وفا میرے بعد
خاکساری کو مری یاد کریگی جسدم
منتہی خاک اُڑائیگی صبا میرے بعد

بناتا باغمین بلبل کبھی نہ گھر صیاد ۔ اگر وہ جانتا ظالم ہے اسقدر صیاد
نمود قتل سے عاشق کے ہوگئی اُسکی ۔ ہوا ہے مار کے بلبل کو نامور صیاد

نہین ہے قدر اُسے اپنی زلفِ پیچان کی — کہان دام سے رہتا ہے بےخبر صیاد
اُڑا دون نالونسے مین ہوش بلبل و گل کے — خدا جو دیوے زبان مین مرے اثر صیاد
نگاہ یار ہے غمزہ ہے مرغِ دل کے لیئے — ہزار دام ہین یہ ایک منت پر صیاد
پڑے جو عکس کبھی بلبل خوش الحان کا — جلائے آتش گل برگ تیرا گھر صیاد
سرِ غرور اُسے دل مین عجز عاشق کے — زمین پہ صید ہے ہو آسمان پر صیاد
کرون گا موسمِ گل مین مین زمزمے عجیب — دکھاؤن گا تجھے اکروز مین ہنر صیاد
نہ بھول موسمِ گل پر خزان کا بھی رکھہ دھیان — بنائے صانعِ قدرت نے خشک و تر صیاد

وہ عندلیب ہون بےمنتہی مین جسکے لیئے
پھرا تلاش مین جسکی ہی عمر بھر صیاد

قفس مین جبکہ کھلے گی مری زبان صیاد — نہ پھر سنے گا تو بلبل کی داستان صیاد
حرم مین شیخِ دغل دیر مین برہمن زور — نظر پڑے ہین جہان مین کہان کہان صیاد
الٰہی بلبل بیدل کا تو ہی حافظ ہے — چمن کا آج ہوا ہے نگاہبان صیاد
زمانا اہل سخن کا کمال دشمن ہے — ہوا ہے بلبلِ خوش گو کا آسمان صیاد
چمن مین لاکے بسایا ہے دام دارونکو — ہوا ہے جان کو بلبل کی باغبان صیاد
اسیر کرنے کی اسکے کسی نہین خواہش — اکیلا بلبلِ دل اور اک جہان صیاد
مذاقِ نغمۂ بلبل سے آشنا نہ ہوا — ہوی ہے عمر تری مفت رائیگان صیاد
ہمیشہ برگِ گلِ تر سے آشیان بھرتا — جو عندلیب کا ہوتا مزاجدان صیاد

جو ہوئے خسروِ گل منتہی سرِ انصاف
بغل مین گل کے ہو بلبل کا آشیان صیاد

ڈوب کر نکلا رگِ جان مین رخِ نشتر سفید — ہو گیا فصاد مجکو دیکھکر یکسر سفید
اسقدر پرنور رہتا ہے رخِ دلبر سفید — دیکھتے ہی جسکو ہوتا ہے مہِ انور سفید
تشنۂ دیدار ہین اسکے حسینانِ جہان — یا الٰہی جلد تر ہو روئے آبِ زر سفید
چہرۂ گلرنگ جانان کی عجائب ہے بہار — دیدۂ بد مین ہو یا رب صورتِ مرمر سفید

سایۂ پرور ہون غمِ جانان کا کب سر ا پا لئے | صبحِ صادق کی طرح مُنھ ہو دمِ محشر سفید
شخص ظاہر بین کا بد باطن کا یہ احوال ہے | گھر کے اندر ہے اندھیرا اور با ہر در سفید
شدتِ گریہ نھین بے وجہ میری زاہدا | ہو گا اس سے نامہ اعمال کا دفتر سفید
عارض گلرنگ کی دیکھی جو گلشن مین بہار | کیا عجب ہو جائے رُوے لالۂ احمر سفید
دیکھکر اُجلا مرے دلکو لگا کہنے وہ شوخ | اِسسے بہتر کوئی دنیا مین نھین ہے گھر سفید
بارہا میرے گلوئے خشک پر پھیرا کیا | رنگ کچھ لایا نہین آبِ دمِ خنجر سفید
غور سے دیکھے اگر روئے صبیحِ یار کو | مُنھ ترا ہو جائے غیرت سے مہِ انور سفید

ریش اپنے ریشِ قاضی سے نھین کم منتقی
شکل ماہِ چاردہ گو ہو گیا ہے سر سفید

رہین خلدِ برین مین یارِ احمد | جہنم مین پڑین اغیارِ احمد
پڑا ہے آیۂ لولاک ہمنے | سُنا ہے برسون ہی اخبارِ احمد
نہ جاؤن گا درِ خلدِ برین تک | رہون گا مین پسِ دیوارِ احمد
مجھے ظلِ ہما سے ہے فزون تر | آلہی سایۂ دیوارِ احمد
سُنا ہے ہینے وشتِ کربلا مین | تما ہی کٹ گیا گلزارِ احمد
فرشتے پاؤن رکھتے تھے ادب سے | عجب رتبہ کی تھی سرکارِ احمد
نہ ہفت اقلیم کی لوّن پادشاہی | ملے گر دولتِ دیدارِ احمد
طلب کرتے رہے اُمّت کی بخشش | رہے جبتک رہا یہ کارِ احمد
پیمبر پھر نہ آیا بعدِ حضرت | نہ اُٹھا پھر کسی سے بارِ احمد
رہین گے حشر تک قدمونسے لپٹے | رہے ہین جو جہان مین یارِ احمد
نہ کھا دین گے غمِ روزِ قیامت | جہان مین جو کہ ہین غمخوارِ احمد
نکالو میم احمد کا اگر تم | کھلے اسدم مقین اسرارِ احمد

زبانِ حق تعالےٰ جانتا ہون
سُنا کرتا ہون جب گفتارِ احمد

جو تھا شبِ وصال دلِ زار کا گھمنڈ — ایسا نہ ہوگا بلبلِ گلزار کا گھمنڈ
ساقی ہے یار ہے شبِ ماہِ تمام ہی — زیبا ہے آج طالعِ بیدار کا گھمنڈ
حسنِ دو روزہ پر ہے اُسے اسقدر غرور — اتنی سی بات پر ہے عبث یار کا گھمنڈ
کعبہ کنشت ایک ہے حق بین کے سامنے — بیجا نہیں ہے کافر و دیندار کا گھمنڈ
پھولے نہیں سماتے ہین جوشِ بہار مین — مین کیا بیان کرون گل و گلزار کا گھمنڈ
اے شاہ تجکو ظلِ ہما کا غرور ہے — ہمکو ہے اُسکے سایۂ دیوار کا گھمنڈ
تیرے سرِ غرور پہ ہووے جو بارِ عشق — مٹجائے شیخ گنبدِ دستار کا گھمنڈ
اس معرکہ مین کون صنم فتحیاب ہو — جانبازی کا مجھے تجھے تلوار کا گھمنڈ
سرکش زیادہ یار سے ہے غیر کینہ جو — گل سے فزون مین دیکھتا ہون خار کا گھمنڈ
شاہون کو گر سایہ بالِ ہما پہ ہو
ہے منتقی کو سایۂ دیوار کا گھمنڈ

ردیفِ ذالِ معجمہ

وہ پری یار اگر مجھسے منگائے تعویذ — بھیجدون اس دلِ شیدا کو بنائے تعویذ
کششِ عشق اگر دل نے مرے کی پیدا — باندھ دونگا تیرے بازو پہ بنائے تعویذ
مر مٹین دور رہون اغیار تری صحبت سے — اسلئے ہمنے تہِ خاک دبائے تعویذ
دل نہ اُس بت کا پسیجا نہ پسیجا آخر — ہمنے اکثر اُسے دھو دھو کے پلائے تعویذ
دستِ نقاشِ ازل حیف کی جلبے تونے — سیکڑون خاک مین لکھ لکھ کے ملائے تعویذ
نخلِ مطلب نہ ہوا ایک بھی نقشِ دلِ یار — ہمنے ہر روز بہت لکھ کے مٹائے تعویذ
جگر و دل نہین اوس بت کی کئے نذر مگر — ہمنے پتھر کے تلے جا کے دبائے تعویذ
کر کے مفتون جگر و دل نہین بھیجے تجکو — ہمنے دریاے محبت مین بہائے تعویذ
جلوۂ حسن ہوا وہ رخِ روشن کا بلند — غزل چاند سورج ترے سر کے نظر آئے تعویذ
طرفہ تر یہ ہے جب اُس یار کو بھیجا کاغذ — لے پڑے سامنے قاصد کے جلایا کاغذ
لے اوڑا جبکہ کبوتر مرا لکھا کاغذ — صورتِ کاغذِ بادی نظر آیا کاغذ

وحی آئی کہ مرے یار کا آیا کاغذ
قاصد آیا کہ فرشتہ کوئی لایا کاغذ

صاف سمجھا مثبتِ عیّار نے دہوکا کھایا
جسگھڑی سے یار نے بھیجا مجھے سادا کاغذ

رازِ دل یار کا جسوقت ہوا مجھپہ عیان
مین یہ سمجھا کہ لفافے مین سمایا کاغذ

حالِ الفت جو سنا کاتبِ قدرت نے مرا
دفترِ عمر سے عاصی کے نکالا کاغذ

عمر بھر کاتبِ اعمال نے لکھا تھا جسے
بات مین دیدۂ تر نے وہی دہویا کاغذ

حسنِ نیرنگِ صنم کی جو ہین کھنچی تصویر
ہوگیا دیدۂ حق بین مین تماشا کاغذ

صفتِ فندقِ پا تھی جو رقم کچھ اسمین
چٹکیون مین مرا اس گل نے اوڑایا کاغذ

اشکباری کا جو لکھا ہے کسیدن احوال
ہوگیا ہے صفتِ دامنِ دریا کاغذ

شوقِ دیدار تھا لکھا کبھی بوسہ کا سوال
اُسنے چوما کبھی آنکھون سے لگایا کاغذ

حال لکھنے کے لیے یار کے دیوانون کا
چاہیے یہ کہ بنے دامنِ صحرا کاغذ

ایکدن کاتبِ قدرت سے کہونگا چلکر
کس لئے آپ نے لکھا مرا ایسا کاغذ

منتہی یار جسے کہتے ہین فردِ قسمت
ساتھ میرے وہ بڑی دور سے آیا کاغذ

خوانِ کرم کی ہے ترے شاہا چشنک لذیذ
ہے اس گدائے دہر کی نان نمک لذیذ

قند و نبات و شہد مبارک ہو شاہ کو
چکّھے بھر اس فقیر کو بھی ہے نمک لذیذ

اس دیرِ بے ثبات مین دانا کے واسطے
نانِ جوین مزے کی ہے آب و نمک لذیذ

اے دل عزیز ہے کفِ دستِ سخا ہسنو
خوانِ کرم جہان مین ہو آجتک لذیذ

خواہش ہے میری باغِ جہان مین ہو قیمتی
سیب ذقن ہے تیرا مجھے آجتک لذیذ

اہلِ کرم کو ہووے سرِ انکسار بھی
ہوتا نہین طعام کبھی بے نمک لذیذ

دل آتشِ فراق سے پیدا کرے اثر
ہو لطف یہ کباب اگر جائے تک لذیذ

لقمہ حلال کا نہ ملا منتہی کبھی
ممکن ہوی غذا نہ مجھے آجتک لذیذ

رای مہملہ

مبتلا ہوا بت کا دل بہت صفا ہو کر — سنگ سخت سے ٹوٹا لعل بے بہا ہو کر

آبرو اگر چاہے رہ یہاں صفا ہو کر — ہو گیا عزیز دل آئینہ جلا ہو کر

بارہا ترے در تک آکے پھر گیا قاتل — بارہا مری حاجت رہ گئی روا ہو کر

زخم بھی ہوئے آلے جانکے پڑے لالے — کھائے آہوں کے بہالے دلنے مبتلا ہو کر

قتل کر کے قاتل نے رنج و غم سے دی فرصت — بد دعا لگی مجکو یار کی دعا ہو کر

یار اٹھ گیا ناحق مجھ غریب سے یہ کہہ کر — جسم زار سے نکلا دم مرا خفا ہو کر

خوبی زبان اپنی جان کی ہوئی دشمن — قید مین پھنسا بلبل حیف خوشنوا ہو کر

یار ہو گیا دشمن موم ہو گیا آہن — رہبر ہوا رہزن کیا ہوا ہے کیا ہو کر

گر صفا ہے دل ترا جام جم کی حاجت کیا — دیکھ حال دنیا کا اپنا آشنا ہو کر

مین مجاز سے پہونچا کعبۂ حقیقت کو — وا کیا در معنی صورت آشنا ہو کر

بحر عشق مین اے دل رہ حباب کی صورت — کام ہے ترا ملنا ذاتمین فنا ہو کر

جبکہ یار سے چھٹا حال دل ہوا تبلا — خاک مین ملا پتا شاخ سے جدا ہو کر

میں بھی ہو چکی ایدل دام بھی نہین باقی — چند روز مسجد مین بیٹھہ پارسا ہو کر

سیر کوہ و صحرا کی ہو اگر تمھین منظور — منتقی نفسین کچھہ اوڑ چلو ہوا ہو کر

مجھسے بیکس کا بھلا ہوتا ہے سامان کیونکر — دیکھوں طے کرتا ہے خالق یہ بیابان کیونکر

پھاڑ ڈالوں مین نقاب رخ جانان کیونکر — پھینکدوں کھود کے دیوار گلستان کیونکر

باغبان یار نہ ہے طاقت پرواز افسوس — دیکھئے جلکے بہار چمنستان کیونکر

بل یہ ہے دست جنون زور یہ ہے فصل بہار — بچ رہیگا مرے ناخونسے گریبان کیونکر

کس طرح خال سیہ ہو گیا پیدا اس پر — کھا گیا داغ ترا سیب زنخدان کیونکر

دیکھ کر اس دل پہ داغ کو بولا وہ شوخ — آدمی زاد ہوا سرو چراغان کیونکر

چھوڑ کر نعمت فردوس کو ایصاحب من — آپ دنیائے دنی کے ہوئے مہمان کیونکر

رغبت بوس و کنار آپ کو زنہار نہین — یار نکلین گے ہمارے کہو ارمان کیونکر

کس طرح شربت دیدار میسر ہو گا — دور ہونگی ہماری تپ ہجران کیونکر

نقدِ دل نذر کیا دولتِ ایمان بھی دی — اور کرتا ہے کسی پر کوئی احسان کیونکر
عاشقِ زار سے کہنے لگا ہنسکر شب کو — کہیے صاحب کا ہوا حال پریشان کیونکر
کس طرح ترک کرون دل سے ہوائے دنیا — پھینک دون پہاڑ کے مین دامنِ عصیان کیونکر
وصف کرتے ہین ترے خالِ سیہ کا عاشق — کلمہ پڑھتے ہین کافر کا مسلمان کیونکر
ہو ویگی اُس بتِ کافر سے صفائی کسطرح — یا خدا ہو ویگی مشکل مری آسان کیونکر
ہو گیا قبضۂ اغیار مین جا تا کسطرح — دیو کے ہاتھ لگا ملکِ سلیمان کیونکر
دلکو خوش کیون نکرے تذکرۂ صبحِ وصال — گل نسیمِ سحری سے نہ ہو خندان کیونکر

دیر مین وہ نظر آیا نہ کبھی کعبے مین
منتہی کو مین کہون صاحبِ ایمان کیونکر

ٹوٹے ہی پڑتے ہین عاشق لوگ حسنِ یار پر — لوٹ سی ہے لوٹ اُسکی دولتِ دیدار پر
جان دیتا ہے ہر اک عاشق نگاہِ یار پر — اندنون کیا بھیڑ ہے اُس ترک کی تلوار پر
لوٹ ہے دل آجکل اپنا نقابِ یار پر — آشیان بلبل کا ہے گلزار کی دیوار پر
برق کا عالم ہے چتون پر نگاہِ یار پر — آجکل تلوار پڑتی ہین وہان تلوار پر
پھر کھنچا سُرمہ کا ڈورا لو نگاہِ یار پر — خیر ہووے باڑہ پھر رکھی گئی تلوار پر
چھا گیا ہے گیسوئے شب گون رخِ دلدار پر — شام کا ڈاکہ پڑا ہے دولتِ دیدار پر
بارِ اُلفت جب نہ اوٹھا شش جہت مین ایک سے — بوجھ یہ رکھا گیا بندے کے جسمِ زار پر
کوئی سرکش اُسکو کہتا ہے کوئی اہلِ غرور — باندھنو باندھے ہین کیا کیا یار کی دستار پر
زندگانی کا بھروسا عہدِ پیری مین نہ کر — جا ٹھئے تکیہ نہین گرتی ہوئی دیوار پر
آمد و رفتِ نفس سے ہے ثباتِ زندگی — یہ خبر ہے ڈور کی آتی ہے ہر دم تار پر
چشمِ جانان کو محبت کی نظر سے دیکھئے — رحم لازم ہے بشر کو مردمِ بیمار پر
رد ہی بیٹھے گا صنم آخر بہارِ حسن کو — آ دِس پڑ جا یگی تیرے تختۂ گلزار پر
یار تل بھر جو کہ ہے نورِ مروت سے تہی — آنکھ وہ منہ پر نہین اک نقش ہے دیوار پر

عہدِ پیری مین پیامِ وصل بھیجا ہے اوسے

منتھی مین لوٹتا ہون آپ کے کردار پر

موئے مژہ سے ہے کہین باریک تر کمر
کرتی ہے مجھسے کار سر نیشتر کمر

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان
زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر

گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو
موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر

ستر خفی ظہور نہ پکڑے تو خوب ہو
اے منتھی خموش رہو دیکھکر کمر

بہار آئی ہے بلبل لوٹتے ہین گلکو دامان پر
خوشی دست جنون کو ہے مصیبت ہے گریبان پر

جہان نیرنگ حسن یار کا جلوہ ہے اوزاہد
مسلمان کرتے ہین ہندو یہ وہان ہندو مسلمان پر

ولہ

کہتا ہون جو درد ہجر جا کر
کہتا ہے کہ ضبط کی دوا کر

پیا سنے مجھے عاشق جتا کر
مارا سنے مجھے یار نے لگا کر

مسند کیسی کہان کے قالین
اس یار کے دل مین اپنی جا کر

چلتے ہوئے مجھکو دیکھے مٹی
راہی ہوئے خاک مین ملا کر

پھر دیکھہ جمال یار آسیمن
آئینۂ دل کو تو صفا کر

کہدے کوئی صانع ازل سے
مجھکو نہ بگاڑ تو بنا کر

بوسہ دو بار زلف کا یار
مر جاؤنگا ورنہ زہر کھا کر

کہتا ہے مسیح تجھکو عالم
درد فرقت کی کچھہ دوا کر

گو یہان نہین وہ نظر مین آیا
دیکھونگا عدم مین اسکو جا کر

چونکے نہ عدم کے سونے والے
نتانہ مین تھکا ہلا ہلا کر

رخصت کیا جامہ گلی سے
بھیجا مجھے خاک مین ملا کر

شبنم کی طرح مجھے رولایا
غنچے کی طرح سے مسکرا کر

دنیا سے دلی نے تجھے بھی ہنس
چھوڑا سو بار آزما کر

ولہ

کیا خوش ہین حسین مجھے ستا کر　　سمجھون گا عدم مین انسے جا کر

گو سے سبقت جو چاہے لیجائے　　سر کو رہِ یار مین فدا کر

بیٹھے ہین منتظر عدم کے　　سرمایۂ عمر کو اٹھا کر

قاتل نے شکل زخم تازہ　　رلوایا خون سے مجھے ہنسا کر

پیری مین ہتون سے خواہش وصل
اے منتہی اب خدا خدا کر

یہی مقبول ہو میری دعا کر　　جوانی ایک بار ہی پھر عطا کر

قدم پر اُسکے رکھدے سر جھکا کر　　نماز پنجگانہ یون ادا کر

کیا جب عرض حالِ دردِ فرقت　　کہا منھ پھیر کر اُسنے لجا کر

نظر تا آسکے تجکو صورت یار　　صفا آئینہ سے دلکو صفا کر

تو کرتا ہے گدا کو شاہ اکثر　　کبھی میری بھی حاجت کو روا کر

وہ ایسا کون تھا سحر پرداز　　لے آیا جو یہان مجکو لگا کر

غم فرقت ہو یا ہو شادیِ وصل　　دلا ہر حال مین شکرِ خدا کر

جوانی سے لیکے کیون پیری عطا کی　　اُگا ڈالا کس لئے مجکو بنا کر

خفا ہو کر بگڑ کر مل گیا یار　　چراغِ زیست ٹھہرا جھلملا کر

پسندِ یار ہونگے گر مرے اشک　　ملین گے چشمۂ کوثر مین جا کر

اگر جویا ہے یارِ باوفا کا
خدارا منتہی اپنی دوا کر

تم سو و پھیل پھیل کے سارے پلنگ پر　　ہم بھی پڑے رہین گے کنارے پلنگ پر

دیکھا کیا مین ذرۂ افشان کو تا سحر　　گنتا رہا مین رات کو تارے پلنگ پر

ہوگا یقین تختِ سلیمان کا بیگمان　　آئیگا وہ پری جو ہمارے پلنگ پر

تیرے فروغِ حسن کے باعث سے ماہ وش　　گل تکیہ بن گئے تھے ستارے پلنگ پر

دلکو یقین تختۂ سنبل کا ہوگیا　　پھیلائے تمنے بال جو سارے پلنگ پر

کم سن ہے چپ کے غیر سے آیا ہے رات کو — سویا نہ میرے خوف کے مارے پلنگ پر
ایسے ہی نالے اس دلِ پر داغ نے کئے — گویا ہزار شیر ڈکارے پلنگ پر
کیا حال ہوگا اسدل امیدوار کا — جب وہ کہین گے آؤ ہمارے پلنگ پر
بوسے لئے ہین عارض عالی دماغ کے — توڑے ہین آسمان کے تارے پلنگ پر
نہرے ہنسکی چلتا ہون شب بھر کھلے کھلے — کھانے لگا ہے اب تو سہارے پلنگ پر

رکھنے دیا نہ ہاتھ نہ کی بات **منتقی**
ایسی ہی اسنے پاؤن پسارے پلنگ پر

رہ الفت کی چال ہے کچھ اور — اس روش کا مال ہے کچھ اور
یار کی بول چال ہے کچھ اور — عندلیبون کا قال ہے کچھ اور
زلف پر خم مین جو پھنسا اسکی — بخدا اُسکا حال ہے کچھ اور
موسم گل ہے جوشِ سودا ہے — اندنون اپنا حال ہے کچھ اور
کر نہ اظہارِ عشق اسے دلِ زار — اس سخن کا مال ہے کچھ اور
قامتِ یار باغِ ہستی مین — باغبان وہ نہال ہے کچھ اور
یار کی گر روش ہے سبسے جدا — اپنی بھی چال ڈھال ہے کچھ اور
سرو و مہ سے کبھی ندون تشبیہ — وہ تو صاحب جمال ہے کچھ اور
حالِ منصور سے کھلا یہ حال — عاشقی کا کمال ہے کچھ اور

قاصد یار جب سے آیا ہے
منتقی تو نڈھال ہے کچھ اور

کوئی کہئے صانعِ ازل سے یہ اتنا پیغام میرا جاکر
بگاڑا کیا مینے تیرا پیارے بگاڑا مجکو عبث بنا کر
بشر تھے کیا چیز زندگی تھی یہ بات پوچھون مین کس سے جاکر
جو گنج قارون کیطرح رکھا زمین اندر چھپا چھپا کر
یہی تقاضائے شوقِ دل ہے تو کہئے قاتل سے سر جھکا کر

ہے نقدِ جان دینِ تیغ الفت تو اپنے ہاتون اسے ادا کر

یہ قول ہے رند مشربان کا جو ملک رکھتے ہین جاویدان کا
فروغ چاہے جو دو جہان کا تو دل سے حرص و ہوا ہوا کر

ہے اسقدر زندگی کا وقفہ تو سن لے بھر حباب مین شانا
ہزار تجھسے حباب آسا مٹے ہین سر کو اٹھا اٹھا کر

کہا جو پیری مین رازِ الفت تو ہنسکے بولے تری حماقت
بتون سے اب ہے وفا کا طالب خدا خدا کر خدا خدا کر

جہان مین آیا ہے موسم گل بھرے ہین ہر سمت شیشۂ مُل
مین سن رہا ہون صدائے قلقل حرم مین زاہد پڑا بکا کر

جوانی لیکر عطا کی پیری وہ ایسی تقصیر مینے کیا کی
کہون گا محشر مین کیا دغا کی بگاڑ ڈالا مجھے بنا کر

تلاش دنیا مین عشق بازی اسی کو کہتے ہین جانسازی
جو تو ہے فاسق و یا نمازی دماغ بگڑا ہے جا دوا کر

لحد مین رکھکر نہ پھر کے دیکھا بہت سنا ہینے انہین پکارا
عجب تھے یہ آشنا جہان کے چلے گئے خاک مین ملا کر

ادہر جو قاصد گذر ہو تیرا تو اُس سے پیغام کہیو میرا
جو تیرا بیمار منتظر تھا معاف اوسکا کہا سنا کر

کمر کو باندھا کس لئے اموالِ دنیا پر — چڑھا ہستا آستین منعم ہے کیون دست تمنا پر
چُنی افشان ہے پیشانی پہ آئینہ مقابل ہے — یقین ہے چاندنی دیکھوگے کیا جا جا کی دریا پر
شراب لالہ گون جب سے بھری ہے اسمین ہر ساغر — مجھے گلدستہ کا عالم نظر آتا ہے مینا پر
خزان نے دامن گل کی اوڑائین دھجیان کیا کیا — چمن مین نوچی ہین صیاد نے بلبل کے کیا کیا پر
بہارِ گل ہے زورون پر جنون پھر کر رہا ہے بل — چڑھائے پھرہوئے دیوانو نگی دامانِ صحرا پر
نہ ڈر تہا روز محشر کا نخواہش تھی کسی شی کی — لے آیا آپ وانہ حیف ہے کسجاسے کس جا پر

یہان جو جو کہ ہین خدمتگذار اُس یار جانی کے — رہین گے باغ رضوان مین حکومت ہوگی رضوان پر
نہ کی تاثیر پیدا آج تک اشکِ مسلسل نے — نہ پہونچا ہا تھہ اپنا آجتک عقد ثریا پر
اُسے بہکا کے دی ایذا مجھے ابلیس خصلت نے — خدا کا قہر ٹوٹیگا کسیدن میری اعدا پر
دلِ آگاہ ہے آگاہ ہفتاد و دو ملت سے — عیان ہے رازِ حسن یار لیکن چشم بینا پر

وله

عشق کی رہ نہ ملی طالبِ دنیا ہوکر — رتبہ اعلیٰ کا نہ حاصل ہوا ادنا ہوکر
دل صفا جب ہوا یار کا شیدا ہوکر — قطرہ بنتا ہے گہر واصل دریا ہوکر
بگڑی اُس سے شبِ وصلت نہوا بوس و کنار — تشنہ تر رہ گیا مین واصل دریا ہوکر
حالِ قارون پہ نظر کر تو ذرا او منعم — خاک حاصل نہ ہوا مائل دنیا ہوکر
خاکساری تری کوچے کی پسندِ دل ہے — آرزو ہے کہ رہون نقشِ کفِ پا ہوکر
کوڑی کوڑی پہ کبھی دانت نہ رکھنا اپنا — ہڈیان تو نہ چبا نا سگِ دنیا ہوکر
حسنِ نیرنگِ صنم کا تجھے تا حال کھلے — غور سے دیکھہ ذرا دیدۂ بینا ہوکر
گردشِ چشمِ صنم کا تو ہوا آوارہ — کیون دلِ زار مرے پس گیا دانا ہوکر

منتهی جلوۂ جانان نظر آسے اُسوقت
شکل آئینہ رہے دل جو مصفا ہوکر

عاشقِ زار کو قتل اور ستم ایجاد نکر — کام کا جو کہ ہو بندہ اُسے آزاد نہ کر
تنگ فرقت سے جوانی مین نہ کر او ظالم — موسمِ گل ہے قفس مین مجھے صیاد نہ کر
مجکو محروم اُٹھانا نہ درِ جانان سے — گلشنِ خلد برین گلشنِ شداد نہ کر
وصل کے بعد نہ ہو درد جدائی یا رب — شادمان ہو کہ ہوا انسان اُسے ناشاد نکر
نقش کر صورتِ دلدار کو لوحِ دل پر — ہاں عجز مانی سے نہ کر منتِ بہزاد نہ کر

نہیں جائیگا کبھی دل سے جنون پختہ
منتهی ہان کہا منتِ فصاد نہ کر

ردیف زاے معجمہ

جو گرد رخ ہے خطِ یار سبز | ہوا ہے پہلوئے گلزار سبز
وہ ہے اُس یار کا گلزار سبز | گلون پر ہین جہان کے خار سبز
تمھارے عشق گیسوے سیہ سے | نہین ہوویگا زہرمار سبز
رخِ سادہ حسینون پر ہے غالب | گلون پر ہے گل بیخار سبز
شباب آیا اوسے اغیار ہین خوش | کھلے ہین گل ہوئے ہین خار سبز
حضورِ چشمِ مستِ یار ناصح | نہ ہوگا خانۂ خمار سبز
یہ بُت باتون سے میری اوڑ چلا ہین | ہوا سے ہوتے ہین اشجار سبز
کبھی اُس سبزۂ خطِ صنم سے | نہ ہوگا سبزۂ زنگار سبز
اگھی قدر ہوا اہلِ سخن کی | رہین اشجار میوہ دار سبز
رہین آبادا سے دل اہلِ ہمت | رہین اشجار سایہ دار سبز
سُنے یارب نہ وہ اعدائے دون کی | زمانیکے نہ ہون بدکار سبز
بتون کی باغِ عالم مین ہوا ہے | ہوئے ہین صاحبِ زنّار سبز
بہار آئے چمن مین جوشِ گل ہو | رہین یارب ترے میخوار سبز
پئے عشاق مہ کی چاندنی سے | ہے اُسکا سایۂ دیوار سبز

پڑھا ہے سبزِ حسنِ یار کا وصف
ہوا ہے منتہی ہر بار سبز

سایہ کی طرح رہا منزلِ دلدار کے پاس | در کھلا تو مین ٹھہرا کبھی دیوار کے پاس
حلقۂ زلف کے نزدیک ہر وہ روئے صبیح | قدحِ شیر دھرا ہے وہین مار کے پاس
حال فرقت جو کبھی اُس سے کہا رو رو کر | رک کے کہنے لگا چل جا کسی غمخوار کے پاس
دو رہین چشم ہے جسکی اسے ہوگی معلوم | وہ نزاکت جو ہے ایدل کمرِ یار کے پاس
حال کھلتا نہین کچھ دل کی گرفتاری کا | پوچھئے چل کے کسی مرغِ گرفتار کے پاس
گرمیِ عشقِ صنم جب سے خوش آئی دل کو | ہوکے نکلا نہ کبھی سایۂ دیوار کے پاس
بیوفا یار کے نزدیک نہ پھٹکے زنہار | اس سے بہتر ہے جو بیٹھے کسی دیوار کے پاس

اپنی قسمت کا نوشتہ نہین سمجھا جاتا
اسکو لے چلئے کسی عالم ہوشیار کے پاس

منتہی بلبل شیدا کا خدا حافظ ہے
جسنے ڈیرا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

ردیف شین

ہمیشہ رہتی تھی کیون زلفِ فتنہ زا کی تلاش
یہ کیا سمائی ہے دلمین کہ ہے بلا کی تلاش

ملا نہ ایک بھی معشوق نیک خواب تک
تمام عمر رہی یار با وفا کی تلاش

گئی نہ دیر مین بھی جستجو حرم کی کبھی
بتون کے عشق مین بھی یہان رہی خدا کی تلاش

خدا دکھائے گا وصلت کا دن شفا ہوگی
عبث ہے اس دلِ بیمار کو دوا کی تلاش

نہین ہے اور کوئی فکر منتہی مجکو
جہان کی بحر مین لیکن ہے آشنا کی تلاش

کر رہا ہے پیشِ مینا بزم مین پیمانہ رقص
یا حضور شمع کرتا ہے کوئی پروانہ رقص

کو بنی زہرہ جبین رشک پری کی میتین
کر رہا ہے ایک مدت سے دلِ دیوانہ رقص

صاف ہوگا کوچہ گیسو اسے آیا شباب
اب دلِ صد چاک کی جا پر کریگا شانہ رقص

ساغرِ مینا سے اپنے ساقیا ہو ہوشیار
ہو مئی الفت چڑھی کرتا ہو مین مستانہ رقص

دیکھکر بولا برہمن بتکدی مین محو مست
آج کرتا ہے یہ کافر کیا ہی استادانہ رقص

وجد مین یہ دل ہے چشمِ یار نگران ہے کمال
بزم مین کرتا ہے گویا شیشہ و پیمانہ رقص

کھینچکر تلوار لپکا ہر طرف عشاق کے
ہنسکے پھر کہنے لگا ہے یہ مرا مردانہ رقص

ہر طرف دوڑا یہ دل آآکے وجد و شوق مین
مین یہ سمجھا کرتا ہے شاید کوئی دیوانہ رقص

چلتی ہے باد بہاری مست ہین مرغانِ باغ
کیا عجب کرنے لگے وہ ساقی مستانہ رقص

کودتا ہے آج زاہد وجد مین ہین شیخ و شاب
کس کی خاطر کر رہے ہین عاقل و فرزانہ رقص

دیکھنے لگے جسگھڑی وہ نورِ حسنِ یار کو
شمع محفل مین کریگی صورتِ پروانہ رقص

شاخ گل جسدم ہلاتی ہے صبا گلزار مین
مین سمجھتا ہون کہ کرتا ہے کوئی جانانہ رقص

فصل گل ہے بزم مین جام سبو کا دور ہے
کر رہے ہین ساقیا پھر ساکنِ میخانہ رقص

دل سے کرتا ہون طواف خانۂ پیرِ مغان | یاد رکھہ ساقی اسی کو کہتے ہین زندانہ رقص
آج کس رشکِ فلاطون کی ہے آمد منتظی | کر رہے ہین شوق دل سے عاقل و فرزانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

ساتھہ پردون مین یہ اُس مہ نے چھپایا عارض | تا قیامت نہ دکھایا نہ دکھایا عارض
اُس بھبھوکے کو ہوا جب نشۂ صبحِ وصال | گلِ خورشید کی صورت نظر آیا عارض
گر گیا دل سے مرے مہرِ فلک ماہِ منیر | جگھڑی یار کا روشن نظر آیا عارض
ماہ ہے داغ بدل مہرِ فلک جلتا ہے | دستِ قدرت نے ترا ایسا بنایا عارض
مین یہ سمجھا کہ نہان ابر مین ہے ماہِ منیر | سبزۂ خط مین جو مجکو نظر آیا عارض
سامنے اُسکے یہ بیرنگ ہین گلہائے چمن | ایسا رنگین یدِ قدرت نے بنایا عارض

ردیف طائے مہملہ

کیونکر کرون نہ قاصدِ دلبر سے ارتباط | کس کو نہین ہے اپنے پیمبر سے ارتباط
سودے کو کیا بڑا ہے مرے سر سے ارتباط | لڑکون کو ہے جہان کے پتھر سے ارتباط
دلکو نہین ہے قامتِ دلبر سے ارتباط | قمری کو ہو گیا ہے صنوبر سے ارتباط
سنتا ہے منعمون کی بہت ہی وہ لالچی | شاید ہے اندنون مین اُسی زر سے ارتباط
ہوئیگی میرے رشکِ موثر کی آبرو | ہوئے تو گوشِ یار کو گوہر سے ارتباط
کچھ دھیان اندنون مین ہے ابروے یار کا | شاید گلی کو ہے مرے خنجر سے ارتباط
دنیا کے مال و زر سے عاشق کو کیا غرض | ہوتا نہین گدا کو تونگر سے ارتباط
اُس حال کی نہین ہے فرشتے کو بھی خبر | جو کچھ رہا ہے یار و پیمبر سے ارتباط
اُلفت ہے اندنون بتِ سفاک سے مجھے | رکھتا ہون ایک مرد دلاور سے ارتباط
دنیائے دون پرست کو مجھسے گریز ہے | کیا ہو زن خبیث کو شوہر سے ارتباط
کیونکر حسین نہ حسن کی دولت کرین عزیز | ہوتا ہے ممسکون کو بہت زر سے ارتباط
وہ دل تعلقات زمانے سے دور ہے | جسکو ہے کچھ مذاقِ قلندر سے ارتباط

رکھا ہے جب سے گوشۂ توکل مین پاؤن کو

رہتا ہے شمعی کو مقدر سے ارتباط

وصل مین ہے قدم یار سے ربط ... سر کو ہے ہجر مین دیوار سے ربط
تجکو جام مئے گلنار سے ربط ... مجکو ہے دیدۂ خونبار سے ربط
سادہ رو یار سے ممکن ہے وصال ... آجکل ہے گلِ بیخار سے ربط
حلقۂ دامِ بلا ہیں دو نون ... دل نہ رکھ سبحہ و زنار سے ربط
زمزمے کرتا ہون بلبل کے پسند ... ہے مجھے یار کی گفتار سے ربط
عاشق روئے صنم ہے جو یہ دل ... اسلئے ہے گلِ گلزار سے ربط
بیٹھے ہین سر کو جھکائے عاشق ... ہے جو سفاک کو تلوار سے ربط
حسن نیرنگ پہ ہے زیبا زلف ... کیسا طاؤس کو ہے مار سے ربط
اُس مسیحا سے یہ کہنا قاصد ... ہے دوا کو ترے بیمار سے ربط
دہن یار پہ دل ہے مائل ... ہے مجھے عالم اسرار سے ربط
مفلسون کی نہین سنتا ظالم ... جب سے ہے درہم و دینار سے ربط
زیف ہے مصحف رخ کے نزدیک ... ہے عجب کافر دیندار سے ربط
دل کو ہے چشم خماری مرغوب ... ہے مجھے خانۂ خمار سے ربط

قاصدو لکا مین کرون منہ میٹھا
ہو جو اُس لعلِ شکربار سے ربط

ردیف ظای معجمہ

ہے آپ کو ضرور دلِ زار کا لحاظ ... کیسے مسیح ہو نہین بیمار کا لحاظ
عاشق ہین ایک گل بھی نہ توڑینگے باغ مین ... دل مین رہیگا بلبلِ گلزار کا لحاظ
دم بھر رہا ہے دل مرا حسنِ ملیح کا ... تمکو بھی ہے ضرور نمکخوار کا لحاظ
نالون سے آسمان کو ملا دیتے خاک مین ... ہوتا نہ اپنے دل مین اگر یار کا لحاظ
آنسو جو ٹپکا چشم سے دامن مین لے لیا ... پیش نظر رہا دُرِ شہوار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

حدِ ادب کی جا ہی یہ وہ بارگاہ ہے ... شکوی کا حرف لب پہ نہ آئے شب فراق
کیونکر نہ رکھون عشق کی سرکار کا لحاظ ... اے منتقی ضرور ہے اُس یار کا لحاظ

کل کی شب اک بزم مین مطرب تھو خوش آہنگ و شمع
آج وہان ٹوٹے پڑے دیکھے رباب و چنگ و شمع

رکھ کے آنگلے جو ہر آئینہ پہ بولا وہ بت
گر نہ دیکھا ہو تو دیکھو موج بحر گنگ و شمع

گردن مینا مین دست ساقی گلفام تھا
شام سے دیکھا کیا تا صبح بندہ چنگ و شمع

کس طرح تشبیہ دون مین فرق نور زنار ہے
کس طرح مین ایک سمجھون وہ رخ گلرنگ و شمع

وہ سیہ بازار عریان بزم مین ہے بے حجاب
ایک پانی کے گھڑے ہین عاشق بے ننگ و شمع

زمزمے کیا کیا کئے ہین دل نے پیش روے یار
شام سے تا صبح تھا اک شخص خوش آہنگ و شمع

دیکھ کر انگشت فندق اپنی یہ کہتا تھا وہ
ہے عجب اک شاخ سے نکلا گل او رنگ و شمع

ہجر کی شب داغ الفت سطرح تنہا گوار
عالم تنہائے مین جیسے کوئی دل تنگ و شمع

برق و انجم ہو میسر تجکو اے گردون دو
ہے ہماری بھی بغل مین یار شوخ و شنگ و شمع

کہتے ہین شیشے کو شاعر شمع مینا تھی
سخت حیران ہون یہ سمجھے ایک کیونکر سنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عنصر یہ چار پاس مری ہین وہ چار باغ
صدقہ کرون جہان کے جن پر ہزار باغ

ہلتے نہین ہین شاخ گل و لالہ متصل
شاید کسی کے واسطے ہے بیقرار باغ

بکھرا ہوا ہے یار چمن سے ہرا بھرا
کیسا ہی اند نون مین ہے باغ و بہار باغ

شبنم جو چشم گل سے ٹپکتی ہے صبحدم
یا رب یہ کس کے واسطے ہے اشکبار باغ

صیاد کی گزند سے گلچین کے جور سے
چھاتی پہ اپنی رکھتا ہے ہر دم غبار باغ

ہر اک چمن مین طرۂ شمشاد ہے بلند
رکھتا ہے اند نون مین سر افتخار باغ

رنگین اداؤن سے تری کیا مثال دون
یکسو تری ادائین ہین یکسو ہزار باغ

آنکھین کھلین گلون کی ہوائے بہار سے
خواب عدم سے گویا ہوا ہوشیار باغ

آئی بہار گل کی جو ہین جانب چمن
راز نہان کو کرنے لگا آشکار باغ

جسدم خیال اوس رخ رنگین کا آگیا
منہ سے نکل گیا مری بے اختیار باغ

فردوس و خلد و حور مبارک ہو شیخ کو
کافی ہے منتہی کو ترے رخ کا یار باغ

ردیف فا

کھل گیا مجھپر یہ چرخِ پیر صاف
ہون عدم کے خواب کی تعبیر صاف

فصلِ گل کی دہوم ہے او شاہِ حسن
حکم دے ہون خانۂ زنجیر صاف

چودہوین کا چاند کہتے ہین جسے
ہے جوانی کی تری تصویر صاف

دل نے سن کر نغمۂ بلبل کہا
ہے اسی گلرو کی یہ تقریر صاف

ناوکِ مژگان جسے کہتے ہین لوگ
ہے قضا کا عاشقون کے تیر صاف

لوگ کہتے ہین جسے ماہِ تمام
ہے تمھارے حسن کی تصویر صاف

وله

دیکھے گا کب وہ عالمِ ایجاد کیطرف
دیکھا ہے جسنے حسنِ خداداد کیطرف

کھینچا اس آب و دانہ نے صیّاد کیطرف
تقدیر لے گئی مجھے جلاد کیطرف

گلشن مین عکسِ قامتِ جانان کو دیکھکر
دیکھا کیا مین پھرون ہی شمشاد کیطرف

آئینہ دیکھکر صنمِ بے مثال نے
دیکھا غضب سے مانی و بہزاد کیطرف

زاہد کو اپنے کنجِ عبادت پہ ناز ہے
اپنی نگاہ ہے تری امداد کیطرف

ناصح سوائے نالہ و افغان و آہ کے
ہوئے گا کون عاشقِ ناشاد کیطرف

حورِ جنان بغل مین سمجھتے ہین رند پاک
کرتے ہین دہیان جب تری امداد کیطرف

گر جانتا کہ یار ہین نا آشنا تمام
آتا کبھی نہ عالمِ ایجاد کیطرف

دل خط و خالِ قاتلِ عالم پہ لوٹ ہے
ہم دیکھتے ہین جوہرِ فولاد کیطرف

تجویز گر لباس کرون مین برائے زلف
کالے کی کینچلی سے بناؤن قبائے زلف

ہوشیار ریار مصحفِ رخ تک نہ آئے زلف
حداد ہے دیکھ کہین بڑہ نجائے زلف

اے یار زیرِ پا کہین بڑھکر نہ آئے زلف
بگڑی تیرا بہو کی کہین بن نجائے زلف

مقراض سے سوا مرے منھ مین زبان ہے
معلوم ہو جو بڑھکے ذرا دم ہلائے زلف

اندہیر کے سوا نہین کچھ سوجھتا انھین
ناآشنا جہان کے ہین آشنائے زلف

وہ باندھے ہوا نہ جلین کالون کے چراغ
وہ پیچ ڈالئے کہ بہت پیچ کھائے زلف

دیکھین ہین ایسے پیچ بہت سے جہان کی   ایسی لگی ہوئی ہے بہت سے ہوا ہی زلف
مار سیہ کو گنج کے قربت ضرور ہے   اسواسطے ہے پاس تری رخکے جا ی زلف
ہین اسکے دام مین دل پر داغ سیکڑون   ہر روز چاہیئے کہ نیا گل کھلائے زلف
دل سے نکل رہے ہے جو یہ آہ پیچدار   یعنے میان نی مین کرون گا ثنائے زلف
دیکھے بہار سنبل تر گر یہ باغبین   رخپر تمھارے سرکی قسم لوٹ جائے زلف
چھاتی پہ سانپ سا جو مرے لوٹتا ہی آج   شاید کہ دل ہوا ہی مرا مبتلائے زلف

طرار نبکے یہ جو اگر چرخ پہ چڑھے
دود دلی سے مرے کہان اوڑ کی جائے زلف

پھر بہار گل گئی شاید گلستان کی طرف   کھینچتی ہے پھر مجھے وحشت بیابان کیطرف
دیکھتا ہے دل مرا یون روی جانان کیطرف   دیکھتا ہے جسطرح بیمار درمان کیطرف
ہاتھ دوڑے موسم گل مین گریبان کیطرف   پاؤن پھر وحشت نے پھیلائے بیابان کیطرف
گل شگفتہ دیکھکر گل کو چمن مین یار نے   پھر یون ہی دیکھا ہے میری زخم خندان کیطرف
موسم گل کیا ہوا چکر مین ہے دست جنون   سوے دامان گاہ ہے گاہے گریبان کیطرف
اے دل پر داغ مین کثرت ہی جیسی آہ کی   دیکھتا ہے غور سے نیستان کیطرف
زہرے بھولا ہے دل آہ و فغان کا ورد ہی   لیچلو اکدن اسے مرغ خوش الحان کیطرف
کیا کسی کے روی رنگین کا مجھے ہوتا ہی عشق   دل کھنچا جاتا ہی کیون از خود گلستان کیطرف
کیا خوشی ہوتا ہی ظالم کرکے کار ناصواب   دیکھکر ہنستا ہے میرے زخم خندان کیطرف
اوڑ گیا ہے وہ پری وش پاس سے مدت ہوئی   ڈھونڈنے چلکر اسی ملک سلیمان کیطرف
حلقہ ہاے سبحہ و زنار سے دل یہ ڈرا   جا نہ نکلا پھر کبھی گبر و مسلمان کیطرف
محو ہوتا دل سے اسکے حضرت یوسف کا داغ   ایکدن جاتا اگر تو پیر کنعان کیطرف
خاک بھی پایا نھین یاران رفتہ کا پتا   بارہا بندہ گیا گور غریبان کیطرف
دیکھ اپنے گیسوے پر پیچ کی جانب صنم   دیکھتا کیا ہے مرے حال پریشان کیطرف
وامق و فرہاد و مجنون بیستی کے ساتھ تھا

یہ سنڑی دوڑے ہوئے جاتے تھے زنداں کی طرف

جسکو ہی تجکو ہوئی حسن کی جاگیر معاف | پھر عشاق ہوا خانہ زنجیر معاف
وہ جنون مانگتا ہون خرد وگل سے چلکر | عمر بھر جس سے کہ ہو زحمت زنجیر معاف
دار منصور کو فرہاد کو تیشہ بخشا | پھر عشاق نہ کی عشق کی تعذیر معاف
کونسی تھی وہ نہین حکم مین تیرے دلبر | رنج و راحت ہے تیری ذات سے تقصیر معاف
تیرے لکھنے سے اٹھاتا ہون مین ایذا ناحق | نہ کروگا بخدا اکا تب تقدیر معاف
غیر مرضی تری کچھ منھ سے جو نکلا میرے | کیجیو اسکو تو اے بانئے تقریر معاف
سینہ حاضر ہے مرا دل بھی ہے حاضر بخدا | تجکو اے دستہ مژگان کئے سو تیر معاف
عشق بازی نہ گئی دل سے مرے تا دم زیست | نہ ہوئی پر وہ سوئی یہ مری تقصیر معاف

نقد طاعت ہی ترے پاس نہ ہو دولت عجز
منتھی ہووے گی کیونکر ترے تقصیر معاف

دیر و کعبہ یون اگر ہے دو طرف | حق تو یہ ہے ایک ڈر ہے دو طرف
گیسو و ابرو پہ وہ خود لوٹ ہے | یار کی تہ نظر ہے دو طرف
سوئے گلشن گاہ سوئے دشت ہو | بلبل بے بال و پر ہے دو طرف
جسکو کہتے ہین کف جود کرم | رو سکنے کو یہ سپر ہے دو طرف
جاؤن کعبے کو یا مین سوئے دیر | آج کل قصد سفر ہے دو طرف
شوق ہے صحرا کا یا گلزار کا | مجھ سے دیوانہ کا گھر ہے دو طرف
دھیان ہے دنیا کا عقبے کا خیال | اندنون اپنا گذر ہے دو طرف
گاہ ابرو کا کبھی گیسو کا دھیان | یار کی مد نظر ہے دو طرف
خوف عالم اسکو اسکو خوف جان | قتل عاشق ایک ڈر ہے دو طرف
گاہ عاشق پر گاہی غیر پر | یار یکتا کی نظر ہے دو طرف
دیکھتا ہے دل مرا گاہی جگر | یار کی تیغ نظر ہے دو طرف

جھکتا ہے کعبے پر گاہی دیر پر

منتھی کا ایک سر ہے دو طرف

ہو نہ انسان کو یہان خدا کا خوف | گر نہ ہوئے وہان جزا کا خوف
کر دلا اُس سے انتھا کا خوف | جس شقے کو نہ ہو خدا کا خوف
ہوگی اکروز پرسشِ اقرار | اس خبر مین ہے مبتدا کا خوف
جی مین یہ ہے پکارتے پھرئے | ان بتون کو نھین خدا کا خوف
تھرٔ ری نظر و سنتے ترچھی چتون سے | دہشت جور ہے جفا کا خوف
ڈر ہے فرقت کا تیرے عاشق کو | جیسے انسان کو ہو قضا کا خوف
پیش عاشق ہے قہر ذکرِ صنم | جیسے بیمار کو ہوا کا خوف
جب سے دیکھا ہے مارگیسوئے یار | دلکو ہے میرے کس بلا کا خوف
ہنین لیتا ہون جذب دلسے کام | یار کرتا ہون مین خدا کا خوف
استخوان گرہین دعوتِ سگِ یار | دلپہ چھایا ہے پر ھما کا خوف
تھی جوانی مین دہشتِ پیری | ابتدا مین تھا انتھا کا خوف
دشمن صعب سے نہ ڈر ایسا | کر غریبون کے بد دعا کا خوف
گور کا روزِ حشر کا ناصح | دل کو رہتا ہے جا بجا کا خوف

دشمنون سے کوئی ڈری لیکن
منتھی کو آشنا کا خوف

تیر کا ہے نہ وہ تبر کا خوف | یار جو ہے تری نظر کا خوف
قہر چتون غضب ہے تیغ نگاہ | یار رکھون کدہر کدہر کا خوف
ڈر ہے دنیا کا دہشتِ عقبےٰ | مجکو تو ہے ادہر اودہر کا خوف
نام ہے اپنا عاشق جانباز | ڈر کسی کہتے ہین کدہر کا خوف
کوچہ تیغ زن مین عاشق کو | پاؤن کا ڈر ہے کچھ نہ سر کا خوف
مرضی یار سے ہے کام مجھے | خیر کی ہے خوشی نہ شر کا خوف
گھورتے ہین عدوئے بدطینت | تمکو بیا رسے ہنین نظر کا خوف

دیکھئے کیا جواب خط لائے دلکو رہتا ہے نامہ بر کا خوف
بڑھ چلین گیسوے رسا جو ترے یار رکھہ تو ذرا کمر کا خوف
لب شیرین سے دلکو وحشت ہے اس مگس کو ہے کیا شکر کا خوف
بھیگ جاے نہ دامن عصمت رکھیو میری بھی چشم تر کا خوف
منتھی بخشے اُسنے جرم مرے
مٹ گیا دم مین عمر بھر کا خوف

ردیف قاف

اک فقط یار سے جدا ہے عشق ورنہ عالم کا آشنا ہے عشق
دشمن رند و پارسا ہے عشق ایک کافر ہے بد بلا ہے عشق
آب ہے آگ ہے ہوا ہے عشق ہم سمجھتے نہین کہ کیا ہے عشق
مجھسے پوچھے کوئی کہ کیا ہے عشق مرض الموت کی بنا ہے عشق
گہہ انا الحق کبھی انا لیلے کہتے ہین جسکا بے ریا ہے عشق
عاشقون کا ہے دشمن جانی ان حسینونکا مبتلا ہے عشق
عہد طفلی سے ہون فدائے صنم میرا بچپن کا آشنا ہے عشق
نان نعمت جو ڈھونڈھتے ہین یہان واسطے اُنکے بدمزا ہے عشق
اہل بینش کے واسطے اے دل صاف اک جلوہ خدا ہے عشق
اس جہان خراب کے اندر سب فنا ہین مگر بقا ہے عشق
زہد و تقوے ہو زاہدونکو نصیب یہان فقط اپنا مدعا ہے عشق
ہجر حسن صنم کا حال نہ پوچھہ اُسکا مدت سے آشنا ہے عشق
وہ حسین ہمسے خلاف رہتا ہے اندنون ہمسے کچھہ خفا ہے عشق
مارا خسرو کو جان شیرین نے ایک مفسد ہے فتنہ زا ہے عشق
بھیجتا ہے پیام وصل حسین اندنون ہم سے کچھ لا ہے عشق
جس سے رغبت نہو حسینون کو

منتھی اوسکو نا روا ہے عشق

جہان مین یوں تو ہین بسیار معشوق
مگر اُس سا کہان ہے یار معشوق

تصدق جن پہ ہون بسیار معشوق
ہمارے پاس ہین وہ چار معشوق

چھپا رہتا ہے میرے دلکے اندر
نہایت ہے وہ پردہ دار معشوق

جوانی مین سمجھتے تھے جنھے گل
مگر اب جانتے ہین خار معشوق

نہین سنتا ہون قتل عاشق زار
کچھ ان روزون مین ہے بیکار معشوق

بہار آئی ہے پھر اہلِ جنون کا
ہوا ہے لالہ وکہسار معشوق

گیا جوش جوانی آئی پیری
کہان ہے یار خوش اطوار معشوق

اگر بینائی ہو آنکھون مین میرے
نظر آئین در و دیوار معشوق

رخ رنگین پہ دل کیونکر نہ لوٹین
ہر اک بلبل کا ہے گلزار معشوق

رہا جبتک زر و زورِ جوانی
لگی ہی رہتے تھے دو چار معشوق

جوانی منتھی جبتک تھی اپنی
کیا کرتے تھی ہمکو پیار معشوق

سر کرے نذرِ جنون کون دیوانہ عشق
کس سے دیکھین ہوا داسجدۂ شکرانہ عشق

بیگنہ قتل ہوا کرتے ہین دیوانہ عشق
صرفِ بیداد رہا کرتے ہین پیمانہ عشق

شور و شر حشر کا جبدن کہ ہوا عالم مین
مین یہ سمجھا کہین بگڑا کوئی دیوانہ عشق

پیشوا منزلِ مقصود کا ہے پیرِ مغان
ساغر مے ہے چراغ رہِ کاشانہ عشق

یہ وہ دل ہے کہ جہان بزم بتان کا ہے خیال
یہ وہ شیشہ ہے کہ جسمین ہے پریخانہ عشق

گوش زد ہوتے ہی اوصافِ صنم دم نکلا
آگئی نیند مجھے سنتے ہی افسانہ عشق

یار پر حسن جوانی نے کرم فرمایا
ہی اُلفت سے لبالب ہوا پیمانہ عشق

دلِ بیمار نہ اچھا ہو مسیحا سے کبھی
نہ اُگے آبِ بقا سے جو بچے دانہ عشق

شاد و آباد رہین رندِ خرابات مدام
مے عشرت سے لبالب رہے خمخانہ عشق

ڈر ہے نالہ نہ کرے ہجر مین دل گھبرا کر
خوف یہ ہے کہ چھلک جائے نہ پیمانہ عشق

نہ کیا قتل بہت سر کو جھکایا ہم نے — مفت برباد ہوی ہمت مردانہ عشق
داغ سودا ہے مداوائے دلِ زار — سنگ طفلان ہے علاج سر دیوانہ عشق
شمع رو یار کا جبدن سے ہے سودا دلکو — بزم زندان مین لقب ہے مرا پروانہ عشق
منتہی ہے یہ سمجھتا ہون مذاق کو مین
منھ لگا ہے مرے جبسے لب پیمانہ عشق

شاید اُس دل مین اثر کر گئی آہِ عاشق — آج کچھ کج نظر آتی ہے کلاہِ عاشق
دل مین اُس شوخ کی ہوتی نہین پرواہ عاشق — کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے گناہ عاشق
نخوت و کبر او سے اسکو سر عجز و نیاز — ہے الگ جادۂ معشوق سے راہِ عاشق
مصر سے دیکھا زلیخا نے سر کنعان کو — ناصحا دور پہونچتے ہے نگاہِ عاشق
داغِ سودا و سر عجز جسے کہتے ہین — یہ دو داغ دل نظر آتے ہین گواہِ عاشق
تیغ سے تیز اگر ہے نگہِ یار رہے — تیر کا کام بھی کر جاتی ہے آہِ عاشق
غم و اندوہ و الم حسرت و حرمان افسوس — ہر گھڑی رہتی ہے تیار سپاہ عاشق
جلوۂ حسن رخِ یار کرے گا روشن — گیسوئے یار رسا ہے روز سیاہ عاشق
کششِ عشق و دلِ زار ہے رہبر جسکے — عقل پہنچے نہ جہان پر وہ ہے راہِ عاشق
پیروی تو نے نہ کی حضرت منصور کی یار
منتہی تو نہ چلا حیف ہے راہِ عاشق

ردیف کاف

چڑھی رہتا ہے مری داؤن پہ یار ایک نہ ایک — ہاتھ آجاتا ہے ہر روز شکار ایک نہ ایک
مر ہی مٹتا ہے ترے کوچہ مین یار ایک نہ ایک — اٹھتا رہتا ہے ترے در سے غبار ایک نہ ایک
داغ ابھرتے ہین کبھی زخم جگر کھلتے ہین — رنگ دکھلاتی ہے ہر سال بہار ایک نہ ایک
قتل عشاق ترے کوچے مین ہوتے ہین مدام — بنتا رہتا ہے ترے در پہ مزار ایک نہ ایک
اشکِ خون روتا ہون گاہی گہہ لختِ دلِ زار — اٹھتا ہی رہتا ہے اس دل سے شرار ایک نہ ایک
ایسے کہتے ہین مجھے لوگ سکندر طالع — رہتا ہے آئینہ رو مجھسے دوچار ایک نہ ایک

بےب

نالہ دل سے گھے گاہ ہے آہ و افغان
کھل ہی جاتا ہے اُسے اپنا شعار ایک نہ ایک

چھپتا ہے کبھی دل گاہ جگر وہ ظالم
لٹتا رہتا ہے یہان اپنا دیار ایک نہ ایک

صورتِ لالہ و گل باغِ جہان کے اندر
آہی جاتا ہے ترا سینہ فگار ایک نہ ایک

نالہ کرتا ہے کوئی کوئی فغان اپنا رہے
اُٹھتی ہے تیرے ہی کوچے سے پکار ایک نہ ایک

فکرِ دنیا ہے گھے دہشتِ عقبےٰ گاہی
رھتا ہے سینہ پہ عاصی کے غبار ایک نہ ایک

گھے غمازِ تہرے پاس ہر گاہ ہے اغیار
گل کے نزدیک رہا کرتا ہی خار ایک نہ ایک

روز و شب مجکو طلسماتِ جہان کے اندر
نظر آتا ہے نیا نقش و نگار ایک نہ ایک

منتفی ہوئے کہ ہو وامق و فرہاد حزین
ہو ہی رھتا ہے ترا عاشقِ زار ایک نہ ایک

کون لایا عالمِ ایجاد تک
کس نے کھینچا یا مجھے جلاد تک

کون تیری دید کا مائل نہین
دل سے لے آئینۂ فولاد تک

تا صحو مجکو تلاشِ یار مین
لائی قسمت عالمِ ایجاد تک

ہون وہ لاغر صید باغِ دہر مین
رُخ نہین کرتا ادھر صیاد تک

جاہ و حشمت شاہی و طبل و علم
یہ فقط ہے یار کی امداد تک

شکوۂ جور و جفا اُسکے حضور
کھل نہین سکتے لبِ فریاد تک

فکرِ وصلت مین بتانِ ہند کی
بھول جاتا ہون خدا کی یاد تک

اُسکا مین طالب ہون جسکے حکم سے
موم ہو وے کوہ سے فولاد تک

ہمتِ عالی کا اپنی ہون غلام
جو نہین تکلیف دی اُستاد تک

روح کے باعث فروغِ حسن ہے
روشنی ہے خانۂ آباد تک

کون تیری دید کا طالب نہین
مہر و مہ سے کورِ مادرزاد تک

ہون وہ مجنون ناتوان اس دہر مین
پوچھتے مجکو نہین فصاد تک

سخت جانی گر کرون اپنی رقم
ٹوٹ جائے خامۂ فولاد تک

گیسوے پرپیچ کا لکھون جو وصف
بل اُٹھا ہے خامۂ فولاد تک

منت و زاری کی بھی حد ہو چکی
کر چکے ہم نالہ و فریاد تک

منتھی عشق بتان ہند مین
بھول جاتا ہے خدا کی یاد تک

وہ پلا دی می جو پہونچون ساقی سرشار تک
منکشف ہو جائے جتنے عالم اسرار تک

کیا بیان ہو گردش چشم صنم کا ناصحو
دیکھکر چکر مین ہے گردش دوار تک

گھات مین صیاد و گلچین باغبان ہر طرف
آجکل مشکل ہے جانا باغ کی دیوار تک

کون دکھلائے گا مجکو دیدۂ مخمور یار
کون لیجائے گا مجکو خانۂ خمار تک

اس دل بیمار کی صحبت نے وہ تاثیر کی
ہو گئے بیمار تیرے نرگس بیمار تک

اسطرح آیا عدم سے ہو مین ہستی کیطرف
جسطرح جاتا ہے کوئی سیر کو بازار تک

قیس کے فرہاد کے ماتم سے اتبک وہ ہین
خاک بر سر دشت مین روتے ہین کہسار تک

اس شراب ناب سے مجکو چھکا دے ساقیا
یار جس سے رہتے ہین بیہوش یہان ہوشیار تک

دور تر ہے اسقدر رستہ دیار عشق کا
جا نہین سکتا وہان پیدل سے لے اسوار تک

جان پر کھیلا ہون اکثر بھر دنیائے دنی
ناصحو اکثر پیا ہے مینے زہر مار تک

تیرے ہے جانب ہر اک نیک و بدکی بازگشت
منہ کئے ہین تیرے جانب گل سے لیکر خار تک

حلقۂ دام محبت مین اسیکے ہین پہنسے
صاحب صبحہ سے لیکر صاحب زنار تک

حلقۂ کاکل مین کب آیا ترا روئے صبیح
کب پیالہ شیر کا پہونچا دہان مار تک

وا تو ہو وین عقدہ ہائے گیسوئے عنبر فشان
دوڑتے آئینگے بو پر آہوئے تاتار تک

کس نے بھیجا ہے یہان دم دیکھئے تجکو منتہی
کون لایا ہے تجھے اس عالم غدار تک

نصیب ہوگا مجھے یار نیک خو کبتک
مٹے گی دیکھئے اس دل کی آرزو کبتک

پھرونگا صورت خورشید کو بکو کبتک
رہے گی یار مجھے تری جستجو کبتک

چلیگی باد خزان گلستان مین تو کبتک
اوڑیگا رنگ گل و لالہ مثل بو کبتک

رہیگا یار مرے نوجوان تو کبتک
دھرا رہیگا یہ آئینہ رو برو کبتک

جو تیرے تیغ کے قاتل یہی روانی ہے — بجا رہیگا مرا گو یہ گلو کبتک

بہار دیکھئے کب تک چمن مین آئیگی — دکھائے دینگے مجھے شیشہ و سبو کبتک

شراب سرخ کے ساغر لڑینگے کب گل سے — بہیگا شیشۂ ساقی ترا لہو کب تک

کرون مین تا بکجا احتیاط چار عنصر — دعا خیر کرون بھر چار سو کبتک

بہار آئیگی پیر مغان چمن مین کب — نصیب ہوگی مجھے بیعت سبو کبتک

وصال یار ملیگا اگر مقدر ہے — پھرے گا ساتھ مرے آسمان تو کبتک

بہینگے صورت خاشاک رنج و غم دلسے — بغل مین آئے گا وہ بحر آبرو کبتک

کھلے گا کب چمن روزگار کا وہ گل — دماغ مین مرے آئیگی اوسکی بو کبتک

حرم مین ڈہونڈہون تجھے یا کہ دیر کے اندر — کہان کہان مین کرون تیری جستجو کبتک

وصال یار کی صورت نظر نہین آتی — پڑہون نماز کرون شیخ یون وضو کبتک

بہار آئے گی دست جنون کا ہوگا زور — رہیگا جامۂ تن قابل رفو کبتک

نشان و نام مٹائے گا مصحفی گر
رہیگا یہ تو بتا آسمان تو کبتک

ردیف لام

آیا مگر کسی پہ ہے بے اختیار دل — پہلو مین ہے بہت جو میرے بیقرار دل

ہوتے اگر بغل مین ہمارے ہزار دل — جاتا اسی طرح سے ہر اک بار بار دل

یون تو ہزار صید فگن ہین جہان مین — صیاد ہے وہ ہے کہ ہے جسکا شکار دل

شداد کو بہشت دے قارون کو گنج زر — مجکو عطا کر اے پروردگار دل

دیکھے کسی حسین کو رہے اپنے حال پر — اسباب مین ہے کس کو ترا اعتبار دل

کھا کھا کے داغ عشق حسینون کے اندنون — پہولا ہے کسقدر مرا باغ و بہار دل

بیہوش جو کہ ہوئے سر جوش یار سے — خمخانۂ جہان مین ہے وہ ہوشیار دل

نیرنگ حسن یار کے کھا کھا کے داغ عشق — دکھلا رہا ہے مجکو عجائب بہار دل

دیکھا ہے جب سے اوس بت مہوش کو بزم مین — جاتا رہا ہے ہاتھ سے بے اختیار دل

جوشِ وحشت میں کیسے میرا اوڑ گیا قباب — ہر سمت تو جہان مین یہ جا کر پکار دل
مانندِ برگِ کاہ ہے روزِ وصال مین — فرقت کی رات ہے صفت کوہسار دل
معلوم ہو نہ اپنی کدورت سے زینہار — کرتا ہے آئینہ کو صفا تر غبار دل
بھایا ہے جب سے وہ بُتِ خورشید وش اسکو
رہتا ہے شکل صبح مرا بیقرار دل

سب سے بدتر ہے زمانہ مین گرفتاریِ دل — ہووے یارب نہ کسی شخص کو بیماریِ دل
وہ مسیحا نہین کرتا کبھی غمخواریِ دل — کس طرح دور ہو یارب مری بیماریِ دل
ایک مدت سے حسینون کی ہون صحبت سے بری — ایک مدت سے مین کرتا ہون خبرداریِ دل
کوئی بے زر کی نہین کرتا ہے خاطر داری — کوئی بیکس کی نہین کرتا ہے غمخواریِ دل
نہ تو نالان ہے نہ افغان ہے نہ ہے جوش و خروش — اندنون رہتی ہے کس مرتبہ بیکاریِ دل
مبتلا اسکو حسینونکا نہ ہرگز کرنا — مرد دانا ہے تو کرنا نہ عبث خواریِ دل
یار کو دیکھتے ہی کر دیا پہلو خالی — ناز تھا تجپہ مجھے خوب وفاداریِ دل
زہر کھا جائے گلا کاٹ کہین ڈوب کر — ہو گرفتار نہ انسان بہ گرفتاریِ دل
ابھی کونین کے جھگڑے سے رہائے پاؤن — گر کرے دستِ جنون آکے مددگاریِ دل
زیست مین حرص و ہوس سے رہے دنیا کے بری — اِس سے بہتر نہین ہرگز کوئی ہوشیاریِ دل
موسمِ گل مین یہ کیا کیا نہین بگڑا مجھے — مینے کیا کیا نہین جھیلی ہے جفا کاریِ دل
منتہی بار خزان جاتی ہے آتی ہے بہار
خوب ہی کرنا خبردار خبرداریِ دل

دور مین اُس گل کے ہے بیکار گل — یار سے کھاتا ہے کیا کیا خار گل
آتے ہین گلشن مین سو سو بار گل — ہین ہوا کے گھوڑے پر اسوار گل
مارے مارے پھرتے ہین ہر سو حسین — بکتے پھرتے ہین سرِ بازار گل
پانی شبنم نے چوآیا رات بھر — شب رہا شاید بہت بیمار گل
بیچ مین ہین جسکے مرغانِ چمن — رکھتا ہے کس رنگ کی دستار گل

بوسے رخ کے لیتا ہوں دو چار روز　　توڑتا ہر وقت ہوں دو چار گل
خیر ہووے عندلیبِ باغ کی　　ہے جو سنگِ دیدۂ خونبار گل
چلتے ہی بادِ خزاں کے عندلیب　　باغ سے کیوں ہو گئے بیزار گل
آ کے لپٹا رات مجھ سے وہ حسین　　شب رہا میرے گلے کا ہار گل
اسقدر ہے اسکو کس کا انتظار　　ہے جو شکل دیدار بیدار گل
کس جگہ بے خیر ہے کوئی حسین　　ہمنے دیکھا ہی نہیں بے خار گل
دھجیاں کیوں کر ہوا جامہ ترا　　کسنے ٹکڑے کی تری دستار گل
اس قناعت کا تری دیوانہ ہوں　　ہے وہی جامہ وہی دستار گل
داغِ عشقِ یار دل پر ہے سو ہے　　آئے گلشن سے گئے سو بار گل

چل بسی بادِ بہاری منتقی
سینہ گلزار ہے یا رب گل

جو ہنس کے دے کبھی وہ گل جوابِ خندۂ گل　　ہو خشک آتشِ غیرت سے آبِ خندۂ گل
جو زیرِ لب کبھی خندہ کیا ہے اس مہ نے　　ہوا ہے مجھ پہ ہویدا حجابِ خندۂ گل
کیا ہے غنچہ کو گل باغ میں نہیں جا کر　　صبا نے بند تھی کھولی کتابِ خندۂ گل
دکھاؤں زخمِ دلِ داغدار گلشن میں　　جو عندلیب کو دوں میں جوابِ خندۂ گل
ہر ایک بزم میں تعریف ہے ہنسی کی تری　　ہر اک چمن میں کھلی ہے کتابِ خندۂ گل
نظر پڑا جو کوئی یارِ خندہ رو مجھکو　　کہا یہ دل نے یہی ہے جوابِ خندۂ گل
دکھانا برقِ تبسم اسے گل خوبی　　جو عندلیب کہے لا جوابِ خندۂ گل
کبھی ہنسا جو ہے وہ نوجوان گلشن میں　　گرا ہے آنکھ سے میری شبابِ خندۂ گل
بہار آئی ہے جو بلبل غزل سرا ہیں تمام　　کھلا ہے دفترِ گل یا کتابِ خندۂ گل

کھلا جو گل تو جلا عندلیب کا دلِ زار
چمن میں خوب بنا ہے کبابِ خندۂ گل

عاشق کرے کسی پہ تمھارا بھی آئے دل　　میری طرح سے کیتے پھرو ہاتھ لئے دل

طرفہ ترانہ نون مین یہ ہے ماجرائے دل
دل مبتلائے یار ہے مین مبتلائے دل
سنتا نہین کسی کی بہی فرمان روئے دل
نا آشنا جہان کا ہے آشنائے دل
پہلو مین دیکھتا ہون جو خالی ہے جائے دل
بے اختیار منہہ سے نکلتا ہے ہائے دل

دیکھا کرے جمال مبارک کو یار کے
پیدا جو مثل آئینہ ہووے صفائے دل
چھوٹین اُٹھاتا مین تری تیغ نگاہ کی
پہلو مین سنگ سخت جو ہوتا بجائے دل
نالہ بھی بے اثر ہے نہ قاصد شفیق و یار
ملتا نہین کوئی مجھے حاجت روائے دل
زنہار مبتلا نہ کسی بت کا ہو کوئی
آتی ہے کان مین یہی ہر دم صدائے دل
ایسی مریض عشق کا بہتر نہین علاج
عناب لب ہین آپ کے بیمارے دوائے دل
اُسکو فغان کا زور مجھے ضبط کا گھمنڈ
مین آزماؤن دل کو مجھے آزمائے دل

چاہے حرم کو جاے وہ یا دیر کیطرف
راضی ہین ہم اُسی مین کہ جو ہے رضائے دل
ملتا نہین حسین موافق مزاج کے
پاتا نہین جہان کے اندر مین جائے دل

زر جائے مال جائے زمانیکا منتقی
ہوشیار یار رہا تجھ سے جانے نپائے دل

ولہ

کئے برس مین ہوئی ہین وہ پیار کے قابل
بہت دنون مین ہوئی ہین شکار کے قابل
نصیب دل بہی تو ہو داغ عشق کہانتکو
زمین بہی تو ملے لالہ زار کے قابل
کمال عشق سے کب بوالہوس خبر ہووے
جنون خام نہ ہووے بہار کے قابل
کبھی حرم مین کبھی بتکدیکو جاتا ہون
زمین ڈھونڈھ رہا ہون مزار کے قابل
جسد کو چھوڑ کے جو روح چل بسی شاید
نہ تہا یہ اسپ گلی اس سوار کے قابل

اثر نہین ہے دلا تیرے آہ و نالے مین
ابھی سخن نہین ہے اعتبار کے قابل

فقر و نیہ ہے بہت بت بپیر آج کل
کیسی ہوا یہ ہے میری تقریر آج کل
پہلو مین ہے مرے بت بے پیر آجکل
چکر مین ہے بہت فلک پیر آج کل

رہتے ہیں دست یار میں جو تیر آج کل ‏ ہر جا ہیں انتظار میں نخچیر آج کل
سکھلا رہا ہون دلکو محبت کے رنگ ڈھنگ ‏ کرتا ہون میں مکان کی تعمیر آج کل
آہِ جگر خراش نکلتی ہے دم بدم ‏ چلتے ہیں کس طرف کو مرے تیر آجکل
گیسو گلی میں رہتے ہیں اُس مہ کے رات بھر ‏ کس درجہ بل پہ ہے مری تقدیر آجکل
زاری سے زر سے زور سے لاتا ہون یار کو ‏ لیکن جو بن پڑی مری تدبیر آجکل
مدت کے بعد ٹھہری ہے وصلت کی یار سے ‏ ہے لطف ہاتھ آئے جو اکسیر آجکل
آئی بہار کہتے ہیں دیوانگان عشق ‏ آباد ہو دین خانۂ زنجیر آجکل
دل سے کرون گا یاد میں اُس خوش جمال کو ‏ کھینچون گا اپنی لوح پہ تصویر آجکل
معشوق سیم بر سے جو صحبت ہے اندنون ‏ مٹی کے مول بکتی ہے اکسیر آجکل

قابو میں کس کے ہو گئے بولو تو منتہی
کس نے کیا ہے آپکو تسخیر آجکل

عاشقِ یار جانِ جان ہے دل ‏ دوست ہے اپنا مہربان ہے دل
جسکے لینے پہ لوٹتے ہیں حسین ‏ بازِ عالم میں وہ مکان ہے دل
بس گیا آج بارِ اُلفت سے ‏ میں سمجھتا تھا پھلوان ہے دل
جب سے ہے جوشِ گل گلستان میں ‏ قابلِ سنگ کو دکان ہے دل
ہے خوشی میں حباب سے ہلکا ‏ رنج میں کوہ سے گران ہے دل
بارِ الفت اُٹھا لیا سر پر ‏ پیر ہون میں مگر جوان ہے دل
شکر ہے یارِ باوفا کی اُسے ‏ آج عنقا کا آشیان ہے دل
جان کے ساتھ جسم رہتا ہے ‏ جس جگہ یار ہے وہان ہے دل
منتہی دیکھ بھال کر جانا ‏ حضرتِ عشق کا مکان ہے دل

ردیف میم

آگ ہیں آب ہیں ہوا ہیں ہم ‏ کچھ سمجھتے نہیں کہ کیا ہیں ہم
عاشقِ گیسوئے دوتا ہیں ہم ‏ اپنی خاطر برے بلا ہیں ہم

یار کو ہے کمال ہم سے ربط ۔ جو ہے مقبول وہ دعا ہین ہم
غار رہین دشت و بر ہین لیکن ۔ گلشنِ خلد مین صبا ہین ہم
دم نکلتا ہے دخترِ رز پہ ۔ بزمِ رندان مین پارسا ہین ہم
بے سبب دہر مین نہین آئے ۔ کسی صاحب کے مدعا ہین ہم
اُنکے عنابِ لب یہ کہتے ہین ۔ مرضِ عشق کی دوا ہین ہم
خوف سے اِن بتون کے ہین خاموش ۔ گویا ناقوسِ بے صدا ہین ہم
ایک عالم ہے ان بتون پہ فدا ۔ کیا عجب کر کہین خدا ہین ہم
بُو جہین کعبہ کرین پرستشِ دیر ۔ یار تیرے ہی آشنا ہین ہم
زاہد اس بحرِ عشق کے اندر ۔ ذورقِ دل کے ناخدا ہین ہم
دل جگر دیکھ کر اوسے بولے ۔ ایسے معشوق پر فدا ہین ہم
غیرِ حالت ہے ہو نہین کچھ غم ۔ اُس شہِ حسن کی گدا ہین ہم
سرکشی مثلِ شیشہ کرتی ہین ۔ یہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم
دل لگاتے ہین اُس ستمگر سے ۔ زیست سے اپنی کیون خفا ہین ہم

کہتا ہے نالۂ دلی اپنا
منتہی غیب کی صدا ہین ہم

رہ رہ گئے جو ہمرہے رفتگان سے ہم ۔ شاید بنے تھے گردِ پسِ کاروان ہم
کو دے ہین اس گھڑی ہی مین مگر آسمان سے ہم ۔ لقمہ بنے ہین گور کا آ کر کہان سے ہم
گذری ہے عمر اِس چمن روزگار مین ۔ واقف ہین خوب رَوِشِ باغبان سے ہم
جامِ شراب و کنجِ خرابات چاہئے ۔ باز آئے زاہدا تری حورِ جنان سے ہم
پست و بلند دہر کی جھیلے ہین سختیان ۔ سمجھین گے ایکروز زمین آسمان سے ہم
تو بھی تو آ ذرا درِ دولت تک اپنے یار ۔ آئے ہین تیرے واسطے پیاسے کہان سے ہم
مرغانِ بوستانِ دکن تم نہ بھولنا ۔ بچھڑے ہوئے ہین بلبلِ ہندوستان سے ہم
فرقت نے تیری پیر تو دسالہ کر دیا ۔ صحبت مین تیری آئے تھے ورنہ جوان سے ہم

نہ زردیٔ رخِ عاشق پہ جائیے صاحب
مگر تمھیں صفتِ کبریا نہیں معلوم

نہ بتکدے میں نہ کعبے میں دیر میں ہے وہ
سوا کس کا ہے یہ دل مبتلا نہیں معلوم

طلب کرو دل و جان اب سے بغیرِ وصال
جو منتہی کی تمھیں انتہا نہیں معلوم

ردیفِ نون

زیبِ رخ اپنی وہ پھر زلفِ سیہ فام کریں
خوب عشاق نظارا سحر و شام کریں

قتلِ عشاق کا قاتل نہ سرانجام کریں
خود نہ بدنام ہوں انکو بھی نہ بدنام کریں

ایک بوسہ لبِ لعلیں کا عنایت ہووے
ہم کوئی کام اگر قابلِ انعام کریں

کوئی شب ایسی بھی ہو جسکی سحر کو پیارے
ہم بھی حمام کریں آپ بھی حمام کریں

حلقۂ زلف میں دیکھے رخِ رنگین صنم
جا کے مرغِ چمن خواہشِ گلدام کریں

التفات اور سوا اور نہ مری ضد سے کرے
غیر سے کام اگر قابلِ الزام کریں

آزمائیں پھر اک روز مقدر اپنا
اکدن یار سے پھر وصل کا پیغام کریں

منتہی کو کلمہ پیرِ خرابات پڑھائیں
کافرِ عشق کو یوں داخلِ اسلام کریں

نہ کیا خوب کیا یار نے شب فاش ہمیں
جو کرا دیں خفا تھے وہ بوسے عیاش ہیں

سقف ہے سقفِ فلک فرشِ زمیں بستر ہے
خانۂ گور میں کیا حاجتِ فراش ہمیں

شبِ فرقت کی سیاہی نہ چھڑاتی ہمکو
داغ دیتا جو فلک مہ صفت کاش ہمیں

نقش ہے نقشۂ رخِ یار کا لوحِ دل پر
آج نقاش ہر اک کہتا ہے نقاش ہمیں

سدِّ رہِ وصلتِ جانان کے رہا کرتے ہیں
دیکھ سکتے نہیں دشمن کبھی خوش باش ہمیں

کسی مرغوب تھا دنیا میں لباسِ نخوت
نہ دیا خوب کیا تونے فلک تاش ہمیں

ہر گھڑی رہتا ہے اک شکوۂ جانان لب پر
ہر گھڑی رہتی ہے تقدیر سے پرخاش ہمیں

فرقتِ یار میں یہ عمر بسر اپنی ہوئی
نہ ملی آجتک اس رنج کی پاداش ہمیں

عشق کا قیس کے آغاز نہ انجام کھلا
نہ تو زندہ نظر آیا نہ ملی لاش ہمیں

فردِ تقدیر میں تحریر نہ تھا عشق کا حال
کیوں یہ ابنائے جہاں کہتے ہیں اوباش ہمیں

نقدِ دل پاس وہ ہم رکھتے ہین الحمد للہ
منتخبی جانتے ہین مفلس و قلاش ہمین

مریدانِ مغان کو شیخ جی گمراہ کہتے ہین
مگر یہ رند مشرب بندۂ اللہ کہتے ہین

لٹا کر نقدِ دین و دل جو بیٹھے ہین ترے در پر
گدائے دہر انکو سب محمد شاہ کہتے ہین

خبر رازِ محبت سے جو رکھتے ہین نرالی ہین
دل شیدا جو رکھتے ہین دلِ آگاہ کہتے ہین

بہت اونچی دوکان تیری اگر ساقی گردون ہے
مغان اہل ہمت کو بھی عالیجاہ کہتے ہین

جسے پہلے پہل صحبت ہوی ہے دخترِ رز سے
تمامی میکشان دہر اسے نوشاہ کہتے ہین

اثر پیدا کریگی جسگھڑی اس یار کے دلمین
سرِ محفل کہونگا جب کہ اسکو آہ کہتے ہین

طریقِ عشق مین کہنا نہ سن تو شیخ و زاہد کا
چلا جا بیڈرک دل اسکو سیدہی راہ کہتے ہین

پیا ہے جس گھڑی ساغر مئے عشرت کے جلسے پر
یہ می آشام اسکو ساقی جمجاہ کہتے ہین

سُنا ہو وصلتِ جانان کسی عاشق کو ممکن ہے
یہ سب باتین کسی کی ہین اسی افواہ کہتے ہین

عیان ہوتا ہے دلبر رازِ عشقِ یار کا ہر دم
خراباتِ مغان کو ہم کرامت گاہ کہتے ہین

کشش نے رشتۂ الفت کے کھینچا ماہِ کنعان کو
زلیخا لی چلی کنعان سے اسکو چاہ کہتے ہین

سنا کر **منتخبی** کو یون لگا پیرِ مغان کہنے
قدم جب عشق مین رکھتے ہین بسم اللہ کہتے ہین

یار جو ملکِ عدم سے ادِہر آجاتے ہین
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹا جاتے ہین

بھولے بھٹکے جو کبھی گھر مین وہ آجاتے ہین
پوچھنے والے مری جان کو کھا جاتے ہین

شوخ چشمی جو کبھی اپنی دکھا جاتے ہین
جو گڑی عاشقِ شیدا کی بنا جاتے ہین

آکے وہ باتین جو کرتے ہین کدورت آمیز
خاک مین عاشقِ بیدل کو ملا جاتے ہین

شبِ فرقت مین جھپکتی ہین جو آنکھین میری
غش عبث خواب کا طوفان لگا جاتے ہین

تاڑ لیتے ہین مری آنکھ محبت کی حسین
کس طرح سے وہ مجھے بزم مین پا جاتے ہین

در پہ جب تشنۂ دیدار کا ہوتا ہے ہجوم
آبِ شمشیر سے وہ پیاس بجھا جاتے ہین

خواب مین ہوتا ہون اون سے جو کبھی بوس و کنار
بختِ خفتہ مرے جھٹ مجکو جگا جاتے ہین

وعدہ وصل کیا کرتے ہین ہر روز نئے / راہین ہر وقت نئی آکے دکھا جاتے ہین
سوجھتا کچھہ نہین جز یار دلِ زار کو ئی / حضرتِ عشق جو نظرون مین سما جاتے ہین
ہاتھہ آتی ہی اُنہین منزلِ عشقِ جانان / غم کو چٹ کرتے ہین غصے کو جو کھا جاتے ہین
نزع کے وقت وہ بالین پہ ہر اک عاشق کی / آتے ہین شربتِ دیدار پلا جاتے ہین

منتہی جذبۂ دل میرا سلامت ہے اگر
آپسے آپ میرے پاس وہ آجاتے ہین

تپ ہجر دل کو گوارا نہین / جو آئی ہے اپنی تو چارا نہین
ہوئی پیری مے سے کنارا نہین / ابھی تک مین ہمت کو ہارا نہین
ہمین ضبط وافغان کا یارا نہین / اُسے اسکا سُننا گوارا نہین
اگر درد فرقت کا چارا نہین / ہمین زندگی بھی گوارا نہین
جسے نیک و بد سے کنارا نہین / ہم اُسکے نہین وہ ہمارا نہین
ہمیشہ رہا ضبطِ آہ وفغان / کب اس نفس کو ہمنے مارا نہین
پھسایا ہے تقدیر نے دل وہان / فرشتے کا جس جا گذارا نہین
بدن کے یہ جتنے ہین اعضا دلا / بجُز کے تو کوئی ہمارا نہین
اذان دے کے ناقوس کو پھونک کر / تجھے ہر طرح کب پکارا نہین
حقیقت کے دریا کو دیکھو ذرا / کہین نام کو بھی کنارا نہین
نہین کوئی شئی یار سے بھی عزیز / ہمین نقد جان تک بھی پیارا نہین
جہان پردہ نشین یار ہو / فرشتے کا اُس جا گذارا نہین
نہ لایا کشش سے کبھی دل اُسے / کبھی اپنے پہ مال مارا نہین
قناعت کی رہ مین جو پھیلائے پانو / کبھی ہاتھہ کو پھر پسارا نہین
فغان کی سے گہے گاہ نالہ کیا / تجھے ہمنے کس دن پکارا نہین

جسے چاہا دل ہمنے اُسکو دیا
ترا اسمین ناصح اجارا نہین

ناصح یہ سچ ہے مرے قاتل کے گھر کے ہین
پرزے خطون کے ٹکڑے پڑے نامہ بر کے ہین

مدت سے اشک عشقین گھر کے نہ در کے ہین
یہ حوصلے ہمارے ہی دل کے جگر کے ہین

اوڑتے ہین برگ گل جو پڑے ان باغمین
ٹکڑے یہ عندلیب کے دل کے جگر کے ہین

میرا گلا کہان یہ کہان خنجر آپ کا
یہ حسن اتفاق قضا و قدر کے ہین

دیکھا جو ہمنے گور غریبان کو غور سے
ثابت ہوا نشان یہ ہر اک رہگذر کے ہین

تا زیست جائیگی نہ کبھی عشق بازیان
یہ روگ ناصحا مرے ہمراہ سر کے ہین

دل ان بتون کے پاس پھٹکنا نہ زینہار
خواہان یہ نقد جان کے ہین طالب زر کے ہین

لو اُس حسن سے چشم مروت کے ہے امید
تشنہ دل و جگر مرے آب گہر کے ہین

دکھلا کے مجکو خنجر و شمشیر آبدار
بولا کہ یہ علاج ترے درد سر کے ہین

عاصی ہین اہل جرم خطاوار ہین مگر
قادر نہ خیر پر ہین نہ مختار شر کے ہین

دیوینگے کس کو باغین یہ منہ ہمارا ہیان
غنچے گلون کے جتنے ہین سب مشت زر کے ہین

عاشق ہین جب سے نام نہ تھا کائنات کا
شمس و قمر یہ داغ دلی پیشتر کے ہین

کچھ ایک ہی ہے عاشق و معشوق پر عذاب
یہ منتظر ہین شام کے پھر وہ سحر کے ہین

ولہ

اوسکا بند نقاب وا تو نہین
در باغ ارم کھلا تو نہین

ہجر محشر سے کچھ جدا تو نہین
اوس خبر کی یہ مبتدا تو نہین

ہمسے اوس بت کا دل صفا تو نہین
آئینہ اوسکا آئینہ تو نہین

تیرے عناب لب جو ہین پیارے
درد دل کی مرے دوا تو نہین

کرتا ہون ذکر بیوفائے یار
خلوت و بزم مین ہوا تو نہین

کہتے ہین خال ہے تہ گیسو
اب زحل زیر سنبلا تو نہین

منزلین عشق کی بہت طے کین
شکر ہے مین کہین رہا تو نہین

سر بھی حاضر ہے جان عاشق بھی
اور صاحب کا ادعا تو نہین

چھڑکی ہے خط سبز پر افشان
کوڑیالہ کہین کھلا تو نہین

بزم مین ہے شراب سرخ کا جام — مست ساقی کی چشم دا تو نہین
چشم بے سرمہ ہے پریشان زلف — صبر عاشق کہین پڑا تو نہین
بار فرقت سے آ گئے صاحب — آج تک مین کبھی دبا تو نہین
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — اسکی اوتری ہوی قبا تو نہین
جسکو کہتے ہین لوگ مار سیاہ — یار کا گیسوئے رسا تو نہین
طلب وصل پر بگڑتے ہو — پیار کی بات بد دعا تو نہین
عقل کے گل چراغ ہوتے ہین — کہین اوسکی نبض ہی ہوا تو نہین
ہر طرف بو اوڑی ہے کاکل کی — اُس گلی مین گئی صبا تو نہین
قیصر روم جسکو کہتے ہین — تیری در کا کہین گدا تو نہین
تیغ کھینچے ہوئے وہ آتا ہے
منتہی کی کچھ انتہا تو نہین

ہے پسینہ منہہ پہ یا ہے روئے روشن آب مین — یا نظر آتا ہے عکس مہ کا خرمن آب مین
جب سے یہ ماہ فلک ہے پرتو افگن آب مین — لوگ کہتے ہین کہ ہے گوری کا جوبن آب مین
واہ رہی دیوانگی اللہ ری خود رفتگی — جوہر آئینہ کو سمجھا مین روزن آب مین
کون پردہ نشین آئیگا بہر غسل آج — کثرت امواج نے ڈالی ہے چلمن آب مین
آئینہ دیکھا جاکر اُسنے مستی کی ڈہری — ہنسکے خود کہنے لگا پھولا ہے سوسن آب مین
ڈوب جاؤن مین جو بہر عشق حسن یار مین — پھینکدینا مرا نعشہ بعد مردن آب مین
روئے رنگین عکس افگن جب ہوا آئینہ مین — مین یہ سمجھا خوب ہی پھولا ہے گلشن آب مین
وصف لکھا ہے بہت مین نے شراب ناب کا — طبع کا دوڑا میرا خوب توسن آب مین
چشم اشک آلودہ میری دیکھکر کہتے ہین لوگ — مردم آبی کا دیکھا آج مسکن آب مین
پانی پانی ہو گی خجلت سے برگ ابر سیاہ — توڑکر پھینکون گا جب مین تار دامن آب مین
چھانتے گذری ہے برسون ہمکو خاک میکدہ — ایک مدت سے ہمارا تر ہے دامن آب مین

مدتون لکھا ہے وصفِ مے قلم نے ساقیا
خوب ہی دوڑا ہے برسون اپنا توسن آب مین

ساکت دیدان صنم پر ایسی آب و تاب ہے
موتیون کی جسطرح ڈوبی ہو تھرن آب مین

کونسا ڈوبا ہے مضطر کرکے نالہ بحر مین
ہر طلاطم موج مین ہے شور و شیون آب مین

سب گران مایہ سبک وضعون سے ہووین ہم کنا
مل نہین جاتا کسی صورت سے روغن آب مین

غرق بحر حسن دل پر ہو گیا ہے منتقی
چاہیئے اوسکا بناوین یار مدفن آب مین

در دنیا سے یار ہٹتے ہین
اوسکے کوچے مین چلکے ڈٹتے ہین

کوچہ یار سے پھرا نہ کوئی
کب عدم کے گئے پلٹتے ہین

[illegible] پھرتے ہین بدر و ماہ
خوان نعمت کے گویا بٹتے ہین

تم کیا وعدہ وصال وفا
آپ لکھکر سخن سے پلٹتے ہین

میرے رونے سے کب دل اوسکا بھر
کہین شبنم سے چاہ سپٹتے ہین

یا صنم کہتے ہین سگھے یا رب
ہر طرح ہم تجھے کو رٹتے ہین

شغل باغ جہان سے اوغافل
جتنے بڑھتے ہین اوتنے گھٹتے ہین

جھوٹ کہکر مکرتے ہین موذی
سانپ ہین کاٹ کر پلٹتے ہین

فصل گل مین جنون کے ہاتون سے
صورت گل لباس پھٹتے ہین

اہل عقبا سے یہ سگ دنیا
صورت بن بن کے کیا جھپٹتے ہین

قدم رکھیو سنبھل کر حضرت دل عقبازومین
گذر کنجشک کا ہوتا نہین ہے شاہ بازومین

بنائے کون تیرے گیسوئے پرپیچ کو ظالم
جہان مین کیا غرض مشہور جو ہو جالسازومین

سنا ہے رند سے آشام کو لکھکر سر منبر
لگا یارے کا دہبہ زاہدون نے جا نمازومین

بنا کر گیسوئے پر پیچ تیرے اوپرے پیکر
جہان مین کس لئے مشہور ہووین جانبازومین

مگر آلایش دنیا کو دہویا جائیہ تن سے
گنا جاتا ہے زاہد ابتو لوکیا پاکبازومین

جلا کر زاہدون کو میکشون کو شاد کرتی ہین
گرا کر مسجدون کو میکدے آباد کرتے ہین

شب فرقت مین جب ہم نالہ و فریاد کرتے ہین
ہر اک صورت سے او غافل تجھے کو یاد کرتے ہین

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے عاشق ہین
ہمارے حق مین کیسے آپ کیا ارشاد کرتے ہین

اشارے ابروے خمدار کے او قاتل عالم
دل عاشق پہ کار خنجر فولاد کرتے ہین

سنا ہے یار قتل بلبلان اقدام کرتا ہے
مگر ردے پر اسے اندون آزاد کرتے ہین

کمر باندہی ہے قتل عاشقان پر یار نے کب کی
نیا شہر خموشان آج کل آباد کرتے ہین

چمن مین فصل پھر آئی ہے بلبل کے پکڑنے کو
مرمت اپنے اپنے دام کی صیاد کرتے ہین

بہار گل ہی زورون پر جنون نے سر اوٹھایا ہے
گھرون مین اپنے خوشیان آجکل فصاد کرتے ہین

شب فرقت کی صدمون مین صنم کا دہیان آتا ہے
مصیبت جبکہ پڑتی ہے خدا کو یاد کرتے ہین

الٰہی تو ہی ہے اہل جنون کا حافظ و ناصر
جوانان چمن گلشن کو پھر آباد کرتے ہین

خوشی رہتے ہین غیرونسے وہ تڑپاتے ہین عاشق کو
جسے ناشاد کرنا ہے اوسی کو شاد کرتے ہین

شہیدان صنم مین اوسکا ذکر خیر رہتا ہے
عدم کے رہنے والے منتقی یاد کرتے ہین

چھوٹی اس سن مین ہم سے جائے چمن
کچھ نہین یاد ماجرائے چمن

یاد جب آگئی فضائے چمن
مرغ دل نے کہا کہ ہائے چمن

بگڑ ہی جب دم ذرا ہوائے چمن
اوڑ گئے مرغ خوش نوائے چمن

ہمصفیرون سے میرے کہیو صبا
کبھی ہم بھی تھے آشنائے چمن

اوس پڑتی تھی روز ہر گل پہ
طرفہ تر تھا یہ ماجرائے چمن

خون گل کے ہو عدو کو نصیب
دست صیاد ہے بلائے چمن

چار دن ہے بہار گل بلبل
دیکھ ہونا نہ مبتلائے چمن

چشم خونبار کا خدا حافظ
رنگ لائی ہے پھر ہوائے چمن

کیا ہوئی کثرت گل و لالہ
کیا ہوئے مرغ خوش نوائے چمن

کثرت گل جہان تھی خار ہین وہان
ابتدا وہ یہ انتہائے چمن

باغبان گر خوشی سے نذر کرے — سمجھوں ایک پھول کو بجائے چمن
زر سے جتنے بھرا ہے ساغرِ گل — پُر کرے کاسۂ گدائے چمن
دیدۂ گل کو چشمِ نرگس کو — سوجھتا کچھ نہیں سوائے چمن

منتہی تیغ جب خزاں کی کھنچے
کٹ گئے گل مٹی فزائے چمن

نقشِ دل بت کا نام کرتے ہیں — گھر کو بیت الحرام کرتے ہیں
نیک و بد سے کلام کرتے ہیں — خاطرِ خاص و عام کرتے ہیں
جو کہ اس بت کو رام کرتے ہیں — بخدا وہ ہی کام کرتے ہیں
کون کافر فراق میں سویا — مجھ پہ غش اتمام کرتے ہیں
اے صنم تنگیٔ دہن میں ترے — شعرا کیوں کلام کرتے ہیں
باوفا یار ڈھونڈھتے ہیں جو یار — پختہ سودائے خام کرتے ہیں
زاہد اس بت کا پڑھتے ہیں کلمہ — برہمن رام رام کرتے ہیں
ہم نہ بھاگیں گے نفسِ سرکش سے — حرکتیں یہ غلام کرتے ہیں
دیر و کعبے میں ڈھونڈھتے ہیں اسے — فکر سودائے خام کرتے ہیں
آج دل دیتے ہیں سرِ محفل — آج لو ہم بھی نام کرتے ہیں
کون ہے مشتِ خاک کے اندر — کس سے اب انتقام کرتے ہیں

وصف لکھتے ہیں مصحفِ رخ کا
منتہی نیک کام کرتے ہیں

غم کھٹکتا نہیں اربابِ صفا کے گھر میں — موت کو دخل نہیں ہے شہدا کے گھر میں
جز صفائے نہیں اربابِ صفا کے گھر میں — فقر و فاقہ رہا محبوبِ خدا کے گھر میں
سوزشِ عشق سے جب دم مرا گھبراتا ہے — دشت کو بھاگتا ہوں آگ لگا کے گھر میں
اس شہِ حسن کو اک یہی لکھ بھیجوں گا — باذنہ آئے ہیں اکثر فقرا کے گھر میں
خاکساروں پہ کرم کرتے ہیں ادنیٰ اعلیٰ — رزقِ مزدور ہے ہر شاہ و گدا کے گھر میں

کھینچتی ہے ہوس دل مجھے دنیا کی طرف — جھونکتی ہے مجھے تقدیر بلا کے گھر میں
آپ میں نے کیا اظہار محبت اوسنے — آپ میں کو دیا جا کے قضا کے گھر میں
بزم میں یار کے اغیار کو قدرت ہے کمال — دخل شیطان کا یا ہوں خدا کے گھر میں
کوچہ یار میں جسدن مرا بستر ہوگا — بوریا جا کے بچھاؤنگا خدا کے گھر میں
بارش اشک نے کب سے مرا دم مارا ہے — آپ تو بیٹھ رہے چھاؤں نے چھپا کے گھر میں

عشق سے اس دل شیدا کو نہیں پھیرا ہے
منتقی لائے ہیں روٹھے کو منا کے گھر میں

عبث ہندو مسلمان دیر و کعبہ پہ جھگڑتے ہیں — یہ ناداں راہ وہ چلتے ہیں [illegible] ہیں
سخن وصف حسینان کے گل لالہ سے لڑتے ہیں — بجائے گر کہیں منہ سے [illegible] پھول جھڑتے ہیں
جوانی جاتی ہے جوش و خروش عشق گھٹتا ہے — یہ دور اختم ہوتا ہے [illegible] بگڑتے ہیں
صداقت ہی سے دل ملتا ہے اس محبوب عالم کا — نگینے کو جواہر کے ترے کندن سے جڑتے ہیں
فغان و آہ نے دل سے گرایا مجکو دلبر کے — ہوائے تند سے اکثر شجر جڑ سے اوکھڑتے ہیں
بنایا مفلسی میں وضع کو خوش جوانی نے — بظاہر تنتے ہیں باطن میں [illegible] اکڑتے ہیں
ہر اک عضو بدن سے دور طاقت ہوتی جاتی ہے — عجب ہے جامہ خاکی کے بھی ٹانکے ادھڑتے ہیں
دماغ و دل سے سودا دور ہوتا ہے حسینوں کا — غضب ہے ایک مدت کے بسے قریہ اجڑتے ہیں
گذر ہو گر حضور یار تک قاصد تو یہ کہنا — تمہارے واسطے اب وہ ہمارے پاؤں پڑتے ہیں

ہمارے عاشقانہ شعر پڑھ ہوا کرنے لگے لکھنے
سنا تو منتقی بھی اب تو باتیں خوب گھڑتے ہیں

جو کہ ٹالے نہیں ٹلتا ہے وہ پتھر میں ہوں — جسکا گاہک نہیں دنیا میں وہ گوہر میں ہوں
قدر دان جسکا نہیں ہے وہ سخنور میں ہوں — باڑھ جسکو نہیں ممکن ہے وہ خنجر میں ہوں
دل میں جا اسکی ہے گو صدمہ سے لاغر میں ہوں — بال کیطرح اس آئینہ کے اندر میں ہوں
لطف اے چرخ ستمگار کہ گھبراتا ہوں — رحم اس جور و جفا کا نہیں خوگر میں ہوں
وہ زبان ہوں کہ سرا ہے ترا وصف حسین — آبداری میں جو ڈوبا ہے وہ خنجر میں ہوں

دل نے کل چاہ ذقن یار کا دکھلا کے کہا
آپ کے واسطے یوسف کا برادر مین ہون

جلوہ مجکو بھی دکھا دے صفت موسیٰ طور
وہ پپیہا ہے تو فرزند پیمبر مین ہون

یہ صدا آتی ہے ہر وقت شکست دل سے
جسکو پھوٹا ہوا کہتے ہین مقدر مین ہون

طالب وصل سے اپنے وہ یہ فرماتے ہین
یہان کسی حال مین تجسے نہین باہر مین ہون

داغ سودا یہی کہتا ہے مرا ہجر کے دن
شکل خورشید قیامت ترے سر پر مین ہون

ہون وہ قاصد کہ جو بھولا ہے مکان دلدار
جو تباہی مین پڑا ہے وہ کبوتر مین ہون

شیفتہ ہوکے پریوش کا یہ دل کہتا ہے
پھر گیا ہے جو ہوا مین وہ کبوتر مین ہون

صفت آمد و رفت نفس اے جوش جنون
گھر کے اندر رہون کبھی جامے سے باہر مین ہون

دم گریہ یہی کہتا ہے مرا اشک قبول
بند جس قطرے کے اندر ہے سمندر مین ہون

خفقان ہوتا ہے جسدم شب تنہائی مین
موت کہتی ہے نہ گھبرا تیرے سر پر مین ہون

روبرو مہر درخشان کے ترے کوچے کا
ذرۂ خاک نشین کہتا ہے اختر مین ہون

آئینہ ہوتا ہے شیشے ترے رنگ جسدم
جانتا ہون کہ پس سد سکندر مین ہون

داغ دل کا یہ اشارا تھا شب فرقت مین
منتھی آئینۂ عشق کا جوہر مین ہون

کھینچتا ہے وہ بدم تیغ دوپیکر اندنون
کھیلتی ہے موت لو کس کس کے سر پر اندنون

آئینہ مین منہ چھپاتا ہے وہ بت عشاق سے
روبروئے یار ہے سد سکندر اندنون

ہے مجھے خونس رخ حسین آجکل دل سے تلاش
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ہر سو تیغ خنجر اندنون

ہے کشش پر جذب دل پہلو مین اپنے یار ہی
مارے مارے پھرتے ہین کیا کیا پیمبر اندنون

کوچۂ سفاک کا قاصد بتا بس ہے یہی
اوڑتے پھرتے ہین وہان بال کبوتر اندنون

کیون بتان سنگدل کی کر رہا ہے دل تلاش
پڑ گئے ہین عقل پر کیا اسکی پتھر اندنون

آمد و رفت نفس کیطرح جذب عشق سے
گاہ ہون جامے کے باہر گہ ہون اندر اندنون

سرکشی کی ہے چمن مین قامت دلدار سے
چھانٹے جاتے ہین وہان سرو صنوبر اندنون

غمزے کرتا ہے بہار حسن کھوکر پھر وہی
چل رہے ہین دل پہ میرے کند خنجر اندنون

عارض و رخ کا تصور دل مین رہتا ہی مدام
آنکھ پڑتی ہی نہین شمس و قمر پر اندنون

اُن لب و دندان کا اک مدت سے ہی دلکو خیال
دوڑتی ہین نہین لعل و گہر پر اندنون

صورت نقش قدم افتادگان خاک ہون
خاکساری کی مجھے ممکن ہے چادر اندنون

صدمۂ فرقت سے لب پر آہ ہی نالہ کبھی
گاہ دلپر چوٹ ہے گاہی جگر پر اندنون

وصف اُس بحر لطافت کا جو ہی ورد زبان
منھ کے اندر رہے ہمارے نغمۂ تر اندنون

کیا ہوا کے گھوڑے پر اسوار ہے وہ پُر غرور
تیز چلتی ہے نہایت باد صرصر اندنون

بھیجتا ہون خط شوقیہ مین اُسکو اسقدر
منتہی ملتا نہین مجکو پیمبر اندنون

قرار و قول کا کچھ اُسکے اعتبار نہین
جو ایکبار کہے ہان ہزار بار نہین

صبا چمن مین نہین ہی ابھی ہزار نہین
عروس گل نے کیا ہے ابھی سنگار نہین

ہنوز ہوش نہین اُسکو ہوشیار نہین
وہ صید وہ ہی کہ جو قابل شکار نہین

بلند آہ ابھی طفل دل نہین کرنا
ابھی وہ گود مین پلتا ہے شہسوار نہین

جہان مین پنجۂ دست جنون ترے ہاتون
برنگ جامۂ گل کب ہے دل فگار نہین

عدم سے آیا ہون ایکدن عدم کو جاونگا
سرائے ہستی فانی مرا دیار نہین

سرائے ہستی فانی مین دل نہ گھبرانا
ترا مقام نہین ہے ترا دیار نہین ۂ

مسافران عدم کی خبر نہین معلوم
دیار کونسا ہی کونسا دیار نہین

وہ عندلیب ہون مین گلستان عالم مین
کہ ایک گل کی نظر مین بھی خار خار نہین

بلند نام نہین چاہتے زمانے مین
نشان قبر سے بندیکو افتخار نہین

جہان مین گو نہین فرزند منتہی رکھتا
کلام نیک بھی کیا اوسکا یادگار نہین

اُن انکھڑیون مین ابھی نشۂ شراب نہین
ابھی طلوع ہوا جام آفتاب نہین

بغل مین یار نہین ساقیا شراب نہین
جہان مین مجھ سے زیادہ کوئی خراب نہین

ہوائے سنگ حوادث سے دخل کیا ٹوٹے
یہ دل ہے مردونکا کچھ کاسۂ حباب نہین

مجبت ہے و معشوق اُسکو ہے زیبا — سفید بال ہین موسم خضاب نہین
بعد اُلفت تعلق منیلے مجھے نہین آتی — سرے سوال کا تیشئے مین کچھ جواب نہین
نہ دیکھہ دل تو کبھی چشم بے مروت کو — وہ جام منھہ نہ لگا گر شراب ناب نہین
پسند طبع نھین تنگ چشمی جانان — ہزار شکر کہ مین مورد عذاب نھین
دکھا کے آئینہ اُس شوخ کو کہا ہم نے — تو بے مثال نھین یار لا جواب نھین

وله

ہے شباب صنم بہار کے دن — عاشون کے یہ ہین شکار کے دن
دیکھ لے تنگ چشمی جانان — یاد کر صدمۂ فشار کے دن
توبہ کی ہے قمار عشق سے آج — گذری جو کچھ تھی اپنی ہار کے دن
صبح جنت سے کم نھین ہرگز — مخدا مجکو وصل یار کے دن
مُنڈہ گئی زلف اُس پری وش کی — کٹ گئے اپنے انتشار کے دن
گیارہ بارہ برس کا ہے سن وسال — اُنکے جوبن کے ہین بہار کے دن
یہ درم احتراز ہم پہ کھُلا — تھے بہت سخت انتظار کے دن
وحشت دل ہے اپنی زورون پہ — شاید آپہنچے پھر بہار کے دن
خواہش دختِ رز ہے آئے بہار — پھر پھرے رند بادہ خوار کے دن
گذرا جوش شباب کا عالم — چل بسے اپنے افتخار کے دن
رنگ لائی ہے پھر بہار چمن — پھر ہین تفریح بادہ خوار کے دن
عفو ہوگا نہ جرم اہل نفاق — نہ پھرینگے گنہگار کے دن

پیری آئی شباب چل نکلا
منتھی یاد کر مزار کے دن

بزم عالم مین بہت ہمنے مارے ہاتھہ پاؤن — تیری صورت کے نہ دیکھے پیارے پیارے ہاتھہ پاؤن
بحر اُلفت مین بہت ہمنے مارے ہاتھہ پاؤن — لگ رہے مانند خس آخر کنارے ہاتھہ پاؤن
عالم پیری ترا دو نوجہان مین ہو برا — موم کر ڈالے مرے کیسے کرارے ہاتھہ پاؤن

عاشق ہوئے کمر کی لیے جبرا دبلے خبر
سوکھکر تنکا ہوئے ہین اُسکے سارے ہاتھہ پاون

میری خدمت سے نہایت خوش ہوا وہ بدمزاج
وصل کی شب کام آئے اپنے بارے ہاتھہ پاون

بحرِ ہستی مین ملا ہمکو درِ مقصد نہ حیف
موج کے مانند کیا کیا ہمنے مارے ہاتھہ پاون

وقتِ ذبح بولا قاتل عاشقِ ناشاد سے
ٹکڑے کر ڈالا کبھی تونے جو مارے ہاتھہ پاون

کھیل رہتا ہے توکل پر مری اوقات کا
چلتے پھرتے ہین ہمارے بے سہارے ہاتھہ پاون

تیکھی تیکھی اونکی چتون بانکی بانکی اُنکی چال
بھولی بھولی اُنکی صورت پیارے پیارے ہاتھہ پاون

عجز ما دانی اسے کہتے ہین کیا روز جزا
منتھی اپنے کئے کو خود لیگا رہا تھہ پاون

نہ دل مجھے نظر آتا ہے سینۂ بل مین
پتا نہ معنی کا پاتا ہون شخصِ مہمل مین

یہ چشم کہتے ہے اُسکی ابھی ابھی پل مین
کہو تو پھاڑ کے تھگلی لگاؤن بادل مین

خیالِ زلفِ صنم سے ہے دل مرا مملو
بھرا ہوا ہے لبالب یہ مشک بوتل مین

پڑا ہوا ہون درِ دلکشون مین تیرہ بختی سے
اندھیری رات کے اندر پھنسا ہون دلدل مین

گذر نہین دلِ ویران مین اپنے نالے کا
گرج رہا ہے مگر شیر آج جنگل مین

نہین ہے زلفِ سیہ کا رروئے روشن پر
دھوان سا دیکھتا ہون مین فروغِ مشعل مین

پسند اِس دلِ صد چاک کو ہے ساعدِ یار
لٹک رہا ہے قفس اپنا شاخِ صندل مین

لطیف روح سا ہوتا نہین ہے جسم کبھی
سوار کا نہین دیکھا وقار پیدل مین

نشان خط کا نہین اُسکے روی روشن پر
دھوئین کا نام نتھا طور کی بھی مشعل مین

خیال گرمیِ رخسارِ یار ہے دل مین
دبی ہے آتشِ گل آج اپنی منقل مین

دوسے دیکھے اگر یار کو مرے پل بھر
بلائی نیل کی پھیرون مین چشمِ احول مین

مری زبان مین عالم ہے تیغِ بُرّان کا
تری نگاہ کی شوخی ہے صافِ خنجل مین

گراہین دیتے ہو کس کس کے اتنے کیون پیارے
مگر بندھا ہے کوئی دل تمھارے آنچل مین

ہمو ید و قائم و شجاب شاہ کو ہو نصیب
یہ منتھی ہے گداگرم اپنے کمل مین

ہمارے دل کو تسلی نہین قیام نہین
فلک کی طرح کہین اسکا اک مقام نہین

رخِ حبیب پہ خط سیہ کا نام نہین
یہ صبح وہ ہے کہ جسکی جہان مین شام نہین

ہمارا جذبۂ دل ہم سے آج کہتا ہے
نہ اوسکو کھینچ کے لاؤن تو میرا نام نہین

ہوائے دہرِ مخالف سے بجھ نہین سکتا
یہ داغِ دل ہے ہمارا چراغِ بام نہین

نہ حکم کر کسی اغیار سے بشہرِ خوبی
تمھاری خدمتِ عالی کو کیا غلام نہین

ابھی نہین دلِ نالان اسیرِ کاکلِ یار
ابھی یہ مرغِ خوش الحان اسیرِ دام نہین

خدا ہی جانے کہ یاران رفتہ ہین کس جا
کبھی پیام نہین ہے کبھی سلام نہین

جدا جدا ہین زمانے مین عاشق و فاسق
جنونِ پختہ ہے اپنا جنون خام نہین

برنگِ ابلقِ ایام دشتِ عالم مین
سمندِ ناز کے منھ کو ذرا لگام نہین

کرے گی عود جوانی نہ عہدِ پیری مین
یہ وہ سحر ہے الٰہی کہ جسکی شام نہین

شہیدِ تیغِ تبسم کا ہون مگر ناصح
جو میرے خون کا دنیا مین انتقام نہین

گداز طبع کی خاطر ہے شاعری کی رمز
یہ بحرِ خاص ہے اے دل یہ بحرِ عام نہین

زمیں دخترِ رز ہے رفیقِ ساغرِ مے
ہماری بزم مین ہرگز عدو کا نام نہین

رموزِ عشق سے جنکو نہین ہے آگاہی
اثر پذیر ہمارا انھین کلام نہین

کسی کے برقِ نگہ کی جگہ نہین دل مین
کسی کی تیغ ابھی قابلِ نیام نہین

نہین ہے اشکِ مسلسل مین اپنا لختِ جگر
ہماری سبحۂ صد دانہ مین امام نہین

حلال دخترِ رز ہے نکاح سے منعم
حرام اسکو ہے جسکی گرہ مین دام نہین

نظر مین چشمِ مروت نگہ مین دستِ کرم
کچھ اور اوسکی بجز منتہی کو کام نہین

وہ جب اپنی تیغِ دو دم دیکھتے ہین
یہ عشاق سوئے عدم دیکھتے ہین

کہین ہم جو نقشِ قدم دیکھتے ہین
وجود و عدم کو بہم دیکھتے ہین

جو تحریرِ لوح و قلم دیکھتے ہین
وہی لوحِ دل پر رقم دیکھتے ہین

کسی سے جو وصلِ صنم دیکھتے ہین
خدا کی خدائی کو ہم دیکھتے ہین

نگاہین تری یاد آتے ہین پیارے
کسی دم جو تیغِ دو دم دیکھتے ہین

جو شیدائے چشمِ مخمر ہین ساقی
وہ کب جانبِ جامِ جم دیکھتے ہین

کوئی شے نہین ایک صورت پہ رہتی
برابر حدوث و قدم دیکھتے ہین

کمر کا تری دھیان آتا ہے جدم
بہت بار سوئے عدم دیکھتے ہین

بھر آتا ہے دل اپنا کچھہ یاد کرکے
کسی کی جو ہم چشمِ نم دیکھتے ہین

کہ ہر بت کہان کے حسین زمانہ
ہر اک شکل مین تجکو ہم دیکھتے ہین

لگے رہتے ہین سوئے در اپنی آنکھین
یہ کس شخص کی راہ ہم دیکھتے ہین

ہوا و ہوس تیرے ہاتو نے انسان
زمانے کے جور و ستم دیکھتے ہین

زمانے مین یون تو بہت سے ہین خوش گو
مگر منتہی سا بہی کم دیکھتے ہین

بتون کے وہ جور و ستم دیکھتے ہین
نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہین

جو پھر پھر کے ہم دمبدم دیکھتے ہین
تری راہ فضل و کرم دیکھتے ہین

صفا صورتِ آئینہ دل ہے کس کا
بہت اس زمانے مین کم دیکھتے ہین

مگر ڈہونڈتا ہے جوانی کو شاید
بہت پشتِ گردون جو خم دیکھتے ہین

پے سیم و زر اس جہان مین ہر اک کو
برنگِ ندیم و ندم دیکھتے ہین

وصالِ صنم یاد آتا ہے ہمکو
کسی کا جو جاہ و حشم دیکھتے ہین

بگڑا ہے آکے نشانہ تک جاتے مین
ترا جبکہ لطف و کرم دیکھتے ہین

ہر اک آشنا دوست ظاہر کے ہے سب
ولے دوست اک اپنا غم دیکھتے ہین

جنہین خاکساری کی دولت ہے حاصل
وہ کب سوئے جاہ و حشم دیکھتے ہین

ہر اک طائرِ دل کہ باغِ جہان مین
گرفتارِ دامِ نغم دیکھتے ہین

جنہین شوق ہے جنسِ وصلت کا اسکی
وہ کب سوئے دام و درم دیکھتے ہین

کھلی جب سے ہے بے ثباتی جہان کی
وہ جو اپنا نقشِ قدم دیکھتے ہین

کہو منتہی ساکنِ کربلا سے

جیئے تو تمھارے قدم دیکھتے ہین

ولہ

پھر بہار آئی ہے پھر زخم جگر آلے ہین — شاد ساقی ہے وہان جان کے یہان لالے ہین
جگر و دل جو مرے گو دیونکے پالے ہین — طپش عشق سے آتش کے وہ پرکالے ہین
قیس سے وامق و منصور سے کہتو یہ صبا — ہم نے بھی کوئی محبت مین قدم ڈالے ہین
نرگسین دیکھ کے ہمکو وہ لگا یون کہنے — ہے جوانی کی انھین نیند یہ متوالے ہین
دل مین جا جنکی رہی ہے یہ وہی گیسو ہین — آستین مین جو پلے ہین یہ وہی کالے ہین
کیا بہار آئی ہے کیا آتش گل بھڑکی ہے — شجر گل نہین ہر باغ مین جوالے ہین
فرقت یار مین ہے کون مرا یار و انیس — شب تنہائے ہے یا دل کے مرے نالے ہین
صفت گوہر دندان ہے سراسر اسمین — میرے اشعار نہین موتیونکے مالے ہین
نغمۂ بلبل شیدا کو کہا سن سن کر — بس یہی عاشق بیدل کے مرے نالے ہین
سوجتی راہ محبت نھین تجکو ہرگز — پردے آنکھون کے نہین تیغ تری جالے ہین

منتھی کرتے ہین وہ جور و ستم جا بیجا
جگر و دل جنھین ہمنے انھین دیڈالے ہین

ہزارون ہین جسکے خریدار ہین — ہم اوس یار کے ایک ہی یار ہین
ہم اوس چشم کے عاشق زار ہین — وہ بیمار ہے جسکے بیمار ہین
ہم اوس نرگسی چشم کے زار ہین — کہ جسکے مسیحا بھی بیمار ہین
صبا سے سوا تیز رفتار ہین — ہوا کے وہ گھوڑے پہ اسوار ہین
نظر آئی ہے جب سے تصویر یار — ہم اوسوقت سے نقش دیوار ہین
غم و رنج و اندوہ و حرمان و یاس — ہمارے بھی کیا کیا مددگار ہین
طلب کر رہا ہے وہ دل بے وصال — وہ عیار ہے ہم بھی ہشیار ہین
گل باغ گلشن مین بے روئے یار — نظر مین مری صورت خار ہین
خزان آئی دست جنون چل بسا — یہ ہاتھ اندنون اپنے بیکار ہین

دغا وعدہ وصل کرتے نہیں — بڑے آپ جھوٹوں کے سردار ہیں
بھرے دل مین ہین سکۂ داغ عشق — خزانے مین اپنے یہ دینار ہیں
عدم مین گئے گہ میانِ وجود — گئے وار ہین ہم گئے پار ہیں
ہوا و ہوس مین نہین مبتلا — بلاؤن مین گو یا گرفتار ہین
ہمارے سخن بس دمِ امتحان — عدو کے لئے تیز تلوار ہین
زمانے سے ہین بے خبر منتہی
وہ اس مرتبہ تو گرفتار ہین

جب وہ پہلو سے ہنکے ہٹتے ہین — زخم دل کے تمام پھٹتے ہین
دہن گور پُر نہین ہوتے — یہ گڑھے ہے کب کسی سے پٹتے ہین
قدر اہل سخن کی گھٹتے ہے — شجرہ میوہ دار چھٹتے ہین
تند خو ہین کہ بات بات مین تاؤ — آستینون کو وہ الٹتے ہین
جو ہین تیغ نگاہ کے کٹتے — اوسکے کوچے مین اور کٹتے ہین
جب سے عہد شباب گذرا ہی — چاند کیطرح روز گھٹتے ہین
اہل دنیا بھی خوان نعمت پر — کیا مگس کیطرح چمٹتے ہین
لب پہ آہ و فغان نہین شب و روز — اسطرح تیرا نام رٹتے ہین
گیسوئے یار دل کو عاشق کے — کیا بلا کی طرح لپٹتے ہین
جھیلتے ہم ہین جنگ حسن و عشق — مرد میدان بھی کوئی ہٹتے ہین
پھلی یا تو ان کا گر کرونگا بیان — پھر کہوگے ہمین الٹتے ہین
نہین آفتادگان ہون چین بجبین — خاک کے فرش کب سمٹتے ہین
جو ہین دنیائے دون کرتی پہ
منتہی دور اوس سے ہٹتے ہین

مینا ہے مے ہے یار مرے غمگسار ہین
مجھ پر بڑے کرم ترے پروردگار ہین

دل سے درِ حبیب کے جو خاکسار ہین
اُنکے فلک پہ نام زمین پہ مزار ہین

سنتے نہین کسی کی چڑھا ہے غرورِ حسن
گھوڑے پہ اندنون وہ ہوا کے سوار ہین

ریگِ رواں رواں ہے شب و روز دشت مین
شاید وہان پہ دفن دلِ بیقرار ہین

شبنم نہین پڑی ہے گلستان پہ رات بھر
موتی عروسِ گل پہ سراپا نثار ہین

سرخی نہین شفق کی فلک پر ہر جا بجا
شاید چڑھے ہوئے شہدا کے غبار ہین

انجم فلک پہ جلوہ نما گُل زمین پر
پنہان جو تیرے راز تھے وہ آشکار ہین

دل مین ہر ایک بت کے ہے آتش بھری ہوئی
پنہان جگر مین سنگ کے جیسے شرار ہین

غافل کسی کے حکم سے چلتے ہین ہاتھ پاؤن
جسپر کہ اختیار ہے وہ بے اختیار ہین

انسان کی زیست آمد و رفتِ نفس سے ہر
دم ہے ہوا کے بیٹھتے اُٹھتے غبار ہین

خالِ سیہ ہے جب سے ترے رخ پہ آشکار
مٹی کے مول نافۂ مشکِ تتار ہین

حسنِ قبول رکھتے ہین جو اشک ناصحو
آنسو نہین وہ سلکِ دُرِ شاہوار ہین

رندانِ پاک باز صنم کا یہ قول ہر
ہم غمگسارِ عشق ہین ہم بیگسار ہین

دل میرا دور ہین محبت ہے منتہی
آنکھون کے سامنے شہدا کے مزار ہین

دل و جگر مرے نازِ بتان اوٹھاتے ہین ‌ ‌ ذرا سے بات یہ کوہِ گران اوٹھاتے ہین
خدا ہی خیر کرے رکھ لے ابرو میرے ‌ ‌ وہ آج تیغ پئے امتحان اوٹھاتے ہین
دلا ضرور ہے پیری ہین عشق سے پرہیز ‌ ‌ یہ بوجھ وہ ہے جسے نوجوان اوٹھاتے ہین
صدا یہ زمزمۂ عندلیب سے آئی ‌ ‌ مری زبان کا مزا خوش بیان اوٹھاتے ہین
سرِ سجود کبھی گہ بلند دستِ دعا ‌ ‌ عبث یہ سر پہ زمین آسمان اوٹھاتے ہین
دمِ ملال یہ کہتا ہے دل مرا مجھ سے ‌ ‌ وہی ہین مرد جو کوہِ گران اوٹھاتے ہین
نہ پوچھ حال تو کچھ مجھ سے رقصِ بسمل کا ‌ ‌ مزا کچھ اوسکا ترے نیم جان اوٹھاتے ہین

ولہ

ہون نسلِ شاہ سے کہ امیرِ کبیر ہون ‌ ‌ جو کچھ کہ ہون سو ہون ترے در کا فقیر ہون
گو بےنوا ہون عشق کی دولت سو سیر ہون ‌ ‌ آنکھون مین منعمون کی عبث مین حقیر ہون
تھا یہ اشارا اوس نگہِ برقِ یار کا ‌ ‌ عاشق کے دل کے واسطے بیداد تیر ہون
مدت سے شوقِ کنجِ قناعت کا ہے مجھے ‌ ‌ روزِ ازل سے عاشقِ نانِ فطیر ہون
وارفتہ ہون مین جادۂ کوئی طریق کا ‌ ‌ سچ تو یہ ہے لکیر کے اوپر فقیر ہون
تجھسا حسین نہ مجھسا ہے عاشق جہان مین ‌ ‌ تو لاجواب یار ہے مین بے نظیر ہون
مدت سے ہون مین شیفتہ گیسوئے صنم ‌ ‌ روزِ ازل سے دامِ بلا مین اسیر ہون
جاؤن حرم کی سمت کہ بتخانے کی طرف ‌ ‌ قدرت ہی کیا مری کہ مین عبدِ قدیر ہون
کہتا ہے وقتِ گریہ مرا دامنِ مژہ ‌ ‌ مین ابرِ زر فشان ہون مین ابرِ مطیر ہون
دل مین ہے میرے داغِ محبت کا جلوہ گر ‌ ‌ ماہِ فلک کی طرح سے روشن ضمیر ہون

دیہیم و تخت و ملک نہ دیتا وہ کیا مجھے
خود منتہی مین قابلِ فرشِ حصیر ہون

کون اس دامِ محبت مین گرفتار نہین ‌ ‌ صاحبِ سبحہ نہین صاحبِ زنار نہین

ملتے کس وقت مجھے درہم و دینار نہین
ابر رحمت مرا کس روز گہر بار نہین

زہد کا اپنے بھروسا ہے تجھے او زاہد
ہون گنہگار مدد کو مری غفار نہین

کون دنیائے دنی کے نہین رہتا درپے
دام تذویر مین یہان کون گرفتار نہین

دلکو دنیائے دنی سے نہین رہتی رغبت
جبت ہرجائی سے رکھتا مین سروکار نہین

نہین بچتا نہین بچتا کبھی مارا اسکا
نگہ یار تو خنجر نہین تلوار نہین

میری دیوانگی کسدن نہین ہوتی مشہور
کب یہ سودا مرا کبنا سر بازار نہین

کس کو اوس زلف سیہ کا نہین سودا رہتا
کون اوس نرگس بیمار کا بیمار نہین

طینت بد کے سوا کوئی نہین بدخصلت
خوش طبیعت سا کوئی اور خوش اطوار نہین

سائبان ہو میرے سر پہ ترے دامن کا وہان
سیکڑون کوس جہان سایۂ دیوار نہین

کثرت عالم امکان بجز واحد پاک
منتہی یاد رہے کوئی ترا یار نہین

دیر و حرم کو چھوڑ کے اے دل چل بیٹھو میخانے مین
خوب گذر جائیگی اپنی ساقی سے یارانے مین

سیر طبیعت ہو جائیگی نشہ جو ہے ہووے گا وہی
فرق نہین ہے ساقی ہرگز چلو مین پیمانے مین

روح ہے جب تک جسم کے اندر جسم پہ بھی رونق ہے
کاشانہ آباد ہے جبتک بلبل ہے کاشانے مین

دست تمنا قطع ہوا برباد ہوئی ہے حرص و ہوا
زیست کی صورت اپنی بندہی ای نفس ترے مرجانے مین

سچ ہے دلکو اپنے بھی جز یاد صنم کچھ دھیان نہین
دیکھ تو اسے ناصح کیسی ہشیاری ہے دیوانے مین

فکر دنیا سے چھٹے اس رنج جہان سے پائی نجات
لاکھ طرح کی راحت پائی اک اپنے مرجانے مین

پیشِ جنون نجھا ایدل موت زیست سے خوشتر ہو
شمع کے آگے رقص کہان تھا پروانہ جلجانے مین

حسنِ نیرنگ اوس مہروکا دل حزین مین رہتا ہے
جسم بنا ہو تو دیکھے بستی ہے ویرانے مین

نقشِ محبت کہین نپایا لوحِ دل پر انسان کے
پھرا قلم کی صورت سے مین برسون اک اک خانے مین

ولہ

جدا کب وہ دیر و حرم جانتے ہین
جو تحریر لوح و قلم جانتے ہین

مزہ جو قناعت کا ہم جانتے ہین
زمانیکی عشرت کو غم جانتے ہین

نصیحت ترے واعظِ بے حقیقت
وہ فقرے تھے ہم اُنکو دم جانتے ہین

ہراک شے مین ہے جلوہ گر اُسکا جلوہ
اُسی کی قسم اُسکو ہم جانتے ہین

تنفر ہے نعمت سے دنیا کی جنکو
وہی نوش دارو کو سم جانتے ہین

حبیبِ خدا عاشقِ حق تعالے
حدوث آپ کا ہم قدم جانتے ہین

ہوا ہے گذر جب سے دشتِ فنا مین
وجود اپنا نقشِ قدم جانتے ہین

اگر ہفت اقلیم کا پادشا ہے
ترا بندہ بے درم جانتے ہین

جو ہین محو نیرنگ حسن صنم کے
وہ صحرا کو باغِ ارم جانتے ہین

قدم جب سے رکھا ہے دار فنا مین
وجود و عدم کو ہم جانتے ہین

قناعت کا جن کو مزا آگیا ہے
وہ جام گلی جام جم جانتے ہین

ہراک دل مین ہے جلوہ اُس رب کا پیدا
ہراک گہر کو بیت الصنم جانتے ہین

حبابون کو مانند بحرِ جہان مین
وجود و عدم کو ہم جانتے ہین

وہ ہے میرے معبود کا ایک بندہ
جسے لوگ میرا صنم جانتے ہین

غمِ دوست کہانیکا جنکو مزا ہے
وہ شادی زمانیکی غم جانتے ہین

مئے عشق پیتے ہو چھپ چھپ کے ہم سے

میان منتھی تمکو ہم جانتے ہین

کہتا ہے زمانہ اک تدبیر ہے یا مین ہون
میرا یہ مقولہ ہے تقدیر ہے یا مین ہون

مین دیکھتا رہتا ہون مہ کو شب فرقت مین
اُس چہرۂ انور کی تصویر ہے یا مین ہون

وہ عالم رؤیا مین مجکو نہ نظر آیا
اُس خواب پریشان کی تعبیر ہے یا مین ہون

جس روز کہ ہوویگا ہر اک کا حساب ادل
اُس روز مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

انکار ہی نفرت ہی وہان نام سی عاشق کو
یہان جذبہ الفت کی تاثیر ہے یا مین ہون

وان عفو کرم تیرا ہی جوش پہ ای پیاری
یہان جرم ہے عصیان ہی تقصیر ہے یا مین ہون

ہو وی دل شیدا کو گر شوق شہادت کا
پھر قاتل عالم کی شمشیر ہے یا مین ہون

وحشت مین نظر آئی شب خواب مین وہ کاکل
اکدن در جانان کی زنجیر ہے یا مین ہون

جس روز کہ پوچھین گے محشر مین گل میری
اُس فرد مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

وصف اُس گل رعنا کے ہین ورد زبان کسکی
گلزار مین بلبل کی تقریر ہے یا مین ہون

جس تیر نگہ نے کل برمایا دل عاشق
اے منتھی ہان اکدن وہ تیر یا مین ہون

جور افلاک بسکہ جھیلے ہین
ایسے پاپڑ بہت سے بیلے ہین

گہ حضوری ہے گاہ ہے دوری
گہ اکیلے ہین گہ دوکیلے ہین

اسپ تازی نظر نہین آتے
تکو خرون سے بھرے طویلے ہین

کہتے ہین یہان جسے قمار عشق
کھیل ایسے بہت سے کھیلے ہین

جیتے ہین وہ قمار عشق بن یار
جان پر اپنی جو کہ کھیلے ہین

ٹھہرے کب جنگ حسن مین یہ شیخ
ایک مدت کے یہ بھگیلے ہین

پاس اپنے دوئی کا نام نہین
جب سے پیدا ہوئی اکیلے ہین

نہ دکھانا سحر مین آنکھین نکیر
پاس اپنے بھی قل کے ڈھیلے ہین

کفر و دین کا ہو فیصلہ کیونکر
ایک مدت سے یہ جھمیلے ہین

دیر و کعبہ کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا
ایسے دیکھے بہت سے میلے ہین

گریہ پر اثر کے شدت ہے　　صاف آبِ بقا کے ریلے ہین

بھیجا اپنا خیال اُس بت نے
جب سنا منتھی اکیلے ہین

خنجرِ حرص و ہوا سے یہ گذرتا ہی نہین　　نفسِ امارہ کسی طرح سے مرتا ہی نہین

جن چڑھا عشق کا سر پر تو اُترتا ہی نہین　　ڈوبا دریائے محبت کا ابھرتا ہی نہین

شوخیٔ حسن نے مغرور کیا یہ اُسکو　　نقدِ دل لیکے کسی کا وہ مکرتا ہی نہین

تا گُلِ حسن سے دامان نگہہ بھر جائیے　　سامنے سے وہ مرے شوخ گذرتا ہی نہین

پھر عبث رند قدح خوار کو کہتا ہے بُرا　　قہرِ قہار سے اے شیخ تو ڈرتا ہی نہین

گوشِ زد یار کے ہوتا نہین سودا میرا　　داغ اس دل کا کسی طرح اُبھرتا ہی نہین

عشقِ کامل نہین جائیگا مرا تا دمِ مرگ　　یہ وہ دریا ہے چڑھا جبکہ اُترتا ہی نہین

سیر ہوتا نہین دل دولتِ وصلت سے مرا　　جس طرح دیدۂ حارص کبھی بھرتا ہی نہین

جب سے جوبن نے جوانی کے اُبھارا ہے اُسے　　پاؤن پورا وہ زمین پر کبھی دھرتا ہی نہین

منع کرتا ہون نہ جا کوچۂ سفاک کو یار　　دل تو کہتا کسی صورت مرا کرتا ہی نہین

طول نے عمر کے ایسی مجھے ایذا دی ہے　　جس سے کچھ کہتا ہون وہ کہتا ہے مرتا ہی نہین

منتھی ہے متوکل مجھے معلوم ہوا
شام کو ملتا ہے جو صبح کو دھرتا ہی نہین

حسنِ شباب ڈھلگیا تدبیر کیا کرون　　افسوس ضبط ہو گئی جاگیر کیا کرون

پوچھا جو مجھ سے حشر مین کہدونگا بلا　　عاجز گناہگار ہون تقریر کیا کرون

دنیائے دون کا شیخ طلبگار ہی نہین　　پھر لیکے تیرا جائزہ تدبیر کیا کرون

عاصی گناہگار ہون مجرم ازل سے ہون　　مین پھر بکے زاہدا خطِ تقدیر کیا کرون

ہر لوح دلپہ نقش جو صورت نگار کی　　مین لیکے کاغذی کوئی تصویر کیا کرون

عاشق مین اُسکی زلفِ سیہ فام کا نہین　　پھر دیکھ کر نوشتۂ تقدیر کیا کرون

جوشِ جنون ہرا بہ نہ فصلِ بہار ہے　　حدّاد لیکے مین غل و زنجیر کیا کرون ۞

کہنے لگا وہ عاشق مفلس کو دیکھ کر
یہ ہے ضعیف صید مین نخچیر کیا کرون

وارفتہ مزاج ہون صحرا نوردہون
مین ہول سے نیکے خانہ زنجیر کیا کرون

قابو مین گر نہ یار ہو پہ ہنیر چاہئے
قبضہ نہ ہوئے جسپہ وہ شمشیر کیا کرون

ہوتا نہین ہے اسمین کم وبیش آج کل
پھر دیکھ کر نوشتہ تقدیر کیا کرون

مین خدیہ دلی سے اسے کھینچ لاؤن گا
نقش درم سے اسکو مین تسخیر کیا کرون

دنیائے دون کے واسطے عقبیٰ نہ لون دو
تقدیر کو حوالہ تدبیر کیا کرون

شب بھر فلک نظر نہین آتا ہے ملتھی
آہ جگر خراش کو مین تیر کیا کرون

پردیس مین پھرا ہے سکندر کہان کہان
لے لے گیا ہے اسکو مقدر کہان کہان

گاہے کمر پہ رخپہ سرو دوش پر کبھی
دیکھی ہے ایک زلف معنبر کہان کہان

کعبہ مین وہ ملا نہ کبھی دیر مین صنم
کھائے ہین داغ دلپہ جگر پہ کہان کہان

دیر وحرم مین جلوۂ جانان ہے اسکا
روشن ہوا ایک ہی مہ انور کہان کہان

مدت کے بعد مین جو گیا بزم یار مین
بولا وہ مجھ سے رک کر ستمگر کہان کہان

آئینۂ ہر حسین کو دل سی پسند ہے
سکہ پڑا ہے ترا سکندر کہان کہان

ہوتی نہین اذان کہین بجتا گجر نہین
شاید شب فراق کو ممکن سحر نہین

نالے کا اپنے کس دل ویران مین گھر نہین
جنگل وہ کونسا ہے جہان شیر نر نہین

زلف دراز یار کے مانند تا صحو
طول شب فراق مگر مختصر نہین

نالے کئے دعائین بھی کین وصل کے لیئے
معلوم یہ ہوا کہ کسی مین اثر نہین

معشوق ہے یہ نام کو بوسے وفا نہین
موجود ہے گھر مگر آب گہر نہین

جادہ نہ کوئی جانب معشوق بے وفا
جسجا نہ ہووے راہ وہان رہگذر نہین

اس جنگ حسن وعشق مین عشاق کے حضور
داغ جگر سے بھی کوئی بہتر سپر نہین

معدوم دوست دشمن انسان ہین بے شمار
بیداد گر بہت ہین کوئی داد گر نہین

دیکھا نہیں ہے اُسنے ابھی روئے آئینہ — عاشق کے قتل پر ابھی باندہی کمر نہین
خالی نہین ہے عیب سے کوئی بجز خدا — مجھ مین یہ عیب ہے کہ مری پاس زر نہین

کیا کیا دُرِ سخن ہین مرے پاس منتھی
افسوس قدر دان نہین اہلِ نظر نہین

بھری ہے جب سے مئی خوش گوار شیشے مین — عجب طرح کی ہے ساقی بہار شیشے مین
نہین ہے دخترِ رز گلعذار شیشے مین — ہمارا بند ہے گویا شکار شیشے مین
نہین ہے جوشِ مے خوش گوار شیشے مین — بغیر یار ہے گویا غبار شیشے مین
نہ کس طرح سے مجھے اضطراب ہو ساقی — کہ میرے دل کا ہے صبر و قرار شیشے مین
یہ رند پاک جسے کہتے ہین مئے گلگون — بہارِ گل ہے یہ اِک یادگار شیشے مین
پڑا جو عکس رخ و زلف کا ترے ساقی — دکہائے دیتے ہین لیل و نہار شیشے مین
یہ کس کا نقش میرے دل سے مٹ نہین سکتا — غضب ہے ہر کوئی کا فرنگار شیشے مین
مجھے عجب ہے وہ ساقی عزیز رکھتا ہے — ہے صاف شکلِ دلِ بادہ خوار شیشے مین
یہ صاف دل نے کیا رازِ عشق کو ظاہر — دہری جو چیز ہوئی آشکار شیشے مین
صدائے قلقلِ مینا کو سن کے وہ بولے — چھلک رہا ہے کوئی کیا ہزار شیشے مین
نہین ہے دہیان مرے دل مین ضعفِ پیری کا — مئی شباب کا یہ ہے خمار شیشے مین
اوڑا ہے دید سے جسکی قرارِ دل ساقی — پری ہے حور ہے کیا شے ہے یار شیشے مین
مذاق اوسکا مجھے دور کی سجھاتا ہے — یہ کیا ہے ساقئے گردون وقار شیشے مین
نہ بند کر اسے فصلِ بہار مین ساقی — نہ ڈال دخترِ رز کا اچار شیشے مین

ہے نورِ حُسنِ صنم منتھی میرے دل مین
بھری ہے رحمتِ پروردگار شیشے مین

ردیف واو

عاشقِ شیدا کا اسدم دیدۂ تر خشک ہو — جسگھڑی ایجان جان سارا سمندر خشک ہو
اس لئے روتا ہون یادِ یار مین مین دمبدم — تا کسی صورت سے میرا دامن تر خشک ہو

ان حسینوں کو کمال حسن سے آگہ کیا
یا الٰہی جلد تر دست سکندر خشک ہو

خار صحرا سے یہی کہیو تو اے باد صبا
جان کیا رکھتا ہے تو میرے برابر خشک ہو

گر رقم اسمین کرون سوز فراق یار کو
جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر خشک ہو

پیش قدمی گر کرے اوسکی خرام ناز سے
خاک کا پیوند ہو پائے صنوبر خشک ہو

کام لون مین اپنی آہ آتشین سے جسگھڑی
جل بجھے آتش کدہ خون سمندر خشک ہو

پرورش مین ہے تماشا قدرت اللہ
تپ چھڑے گر طفل کو تو خون مادر خشک ہو

ہین وہ محروم ازل تشنہ ہون سوز یار سے
جاؤن جنت مین تو آب حوض کوثر خشک ہو

توڑ کر گلچین نے گل بلبل کو ویران کر دیا
یا خداوند جہان دست ستمگر خشک ہو

جام مے مین نے پیا ہے ساقی گلفام کا
آفتاب حشر سے کب یہ لب تر خشک ہو

یہ زمانہ وہ ہے گر دیکھے برادر کو خوشی
بھڑکے آتش رشک کی خون برادر خشک ہو

میری آہ آتشین کی آنچ اگر اسمین لگے
صورت برگ خزان دامان صرصر خشک ہو

اشک آنکھون مین اگر پیدا کرے حسن قبول
رشک سے چشم صدف مین آب گوہر خشک ہو

منتقی جب دل پسیجے اوس بت بے رحم کا
جسگھڑی دشت جہان مین سخت پتھر خشک ہو

جوش گل مین باغ کی ہر نہر بحر بادہ ہو
ساقیا دست کرم تیرا اگر آمادہ ہو

زندگی سے سیر ہوئے موت کا آمادہ ہو
مجسا بھی یارب نہ دنیا مین کوئی دلدادہ ہو

لقمۂ تر ہوئیگا اکدن وہان گور کا
ہو گدا زادہ کوئی اسمین ویا شہزادہ ہو

اس دل محزون مین ہووے نور ساقی جلوہ گر
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

دولت ایمان بھی دی حاضر ہے نقد جان بھی یار
ڈہونڈ کر لاؤ اگر مجسا کوئی دلدادہ ہو

زخم گر دلپر لگے تیغ نگاہ یار کا
رہبری کو عشق کی پیدا نیا اک جادہ ہو

طاعت پردہ نشین پر جسگھڑی باندہون کمر
پاش داماں کا ہراک بیرہ لئے سجادہ ہو

کون ہوتا ہے پسند یار اسمین دیکھئے
بچۂ زاہد ہووے یا قلندر زادہ ہو

فصل گل آئی ہے تو پیراہنون کی لے خبر
اے جنون گر ہوش اپنی کام پر آمادہ ہو

نفس عادل ہی مرا دیکھونگا مین روز حساب
ہی یقین فرد عمل مانند روئے سادہ ہو

گر کے آرایش کرون شہرہ بت گلم نام کا
گلستان اسکو بناؤن جو زمین افتادہ ہو

جو بگولہ دشت مین اوٹھے ہوائے تند سے
شامیانہ خاکسارون کے لیئے استادہ ہو

کیون پئے دنیا ہوا ہی دل کس لئے ہووے تباہ
صورت نقش قدم کیون خاک پر افتادہ ہو

گر رہائے دو جہان سے چاہتا ہے منتھی
جا اسیر گیسوئے مشکین سیدزادہ ہو

پھر زمان زیست مین در در نہ پھرانا مجکو
ہوس دل سگ دنیا نہ بنانا مجکو

عاشقی سے نہ کرونگا نہ کرونگا توبہ
کچھ کہین یا نہ کہین عاقل و دانا مجکو

مئی و معشوق کرون ترک بہار گل ریز
نہین زیبا نہین زیبا نہین زیبا مجکو

جب کبھی آتا ہے اس بحر لطافت کا خیال
خوش نہین آتی ہے سیر لب دریا مجکو

می و معشوق سے جبسے کہ توبہ کی ہے
شہر خوش آتا ہے اسدن سے نہ صحرا مجکو

آمد فصل بہاری ہے چمن مین شاید
لئے جاتا ہے کوئی جانب صحرا مجکو

باوفا یار مین سمجھا کیا ہر اک بت کو
سالہا سال رہا دعوے بیجا مجکو

بام پر قامت جانان جو نظر آجائے
پھر نہ ہووے ہوس عالم بالا مجکو

باوفا یار میسر نہین ہوتا ہرگز
راست گو کہتے ہین اس بات پہ دانا مجکو

صورت آینہ اسے یار ترے جلوے نے
غرق حیرت کیا کیا ہی سراپا مجکو

گردش چشم وہ تیری ہے کہ توبہ توبہ
ایک ہی دم مین کرینگے تہ و بالا مجکو

دم پہ بنجائیگی یاد آئیگی تقریر اسکے
نہ سنا بلبل گلزار ترانا مجکو

جانتے عشق کی ایسی ہی بلا سے بد ہے
اکدن گور کا کر دے گی نوالا مجکو

خبر وصل ہے عاشق کے لیئے شادئ مرگ
منتھی تو نہ سنانا نہ سنانا مجکو

فغان و آہ نے پیدا کیا درد جدائی کو
غضب مین جان کو ڈالا جتا کر آشنائی کو

مٹایا پاس ناموس نے تیرے آشنائی کو
بچھاؤن آپ کے عصمت کو اوٹہ مون پارسائی کو

نہ آیا بعدِ مردن بھی لحد پر فاتحہ پڑھنے
مین اتنا بھی نہ سمجھا تھا تری ناآشنائیکو

نہ دل اپنا ہوا اپنا نہ اک بت پر ہوا قابو
کر بن گے بادِیہم ابخدا تیرے خدائیکو

کسی محفل مین جسدم ذکر شمع طور ہوتا ہے
دکھا دیتے ہین وہ جلکر سر انگشت حنائیکو

فقیر بے نوا اُسکے در دولت کا ہے بندہ
غنیمت جانتے ہین شاہ تک جسکی گدائے کو

اثر پیدا کریگی آہ اپنی یار کے دلمین
نشانے تک خدا پہنچائے گا تیر ہوائے کو

کبھی ہے فکر دنیا کی کبھی عقبا کا ڈہرکا ہے
اُٹھا رون جانہ تن سے مین کیونکر اِس دو لائیکو

گریبان ہاتھہ آتا ہے نہ صحرا تک پہنچتا ہون
خدا کے واسطے دیکھو مرے بے دست و پائیکو

فلک وہ تفرقہ پردازِ عالم ہے دلا سر پر
غنیمت جانتا ہون گو رتک اپنی رسائیکو

شکستہ دل ہین ہردم ہر گھڑی ہین جانکے لالے
کرون کیا نوش دارو کو مین کیا لون مومیائیکو

تمنائے دلی نے منتہی کھویا مشیخت کو
ملایا خاک مین دستِ ہوس نے میرزائیکو

ممکن مجھے جو ہو بے ریا ہو
مسند ہو کہ اسمین بوریا ہو

جب قابلِ دید دلربا ہو
اللہ کرے کہ باوفا ہو

بھیجا نہین خطِ شوق کب سے
معلوم ہوا کہ تم خفا ہو

بے تابئ دل اگر دکھاؤن
کوئے نہ کسی کا مبتلا ہو

مرتا ہے زر پہ اہل دنیا
نامرد کو کب خواہشِ طلا ہو

مٹی کر دے جو آپ کو تو
نظرون مین خاک کیمیا ہو

آئی ہے فصلِ گل چمن مین
اے ہوش و خرد چلو ہوا ہو

کیا مجھے دربدر پھرایا
اے بے خواہش دل ترا برا ہو

دکھلائے تو نے یار کی شکل
اے جذبۂ دل ترا بھلا ہو

لپٹو مجھے آکے ہجر کی شب
اے گیسوئے یار اگر بلا ہو

اے منتہی بزم یار کا حال
کیا جانئے بعد میرے کیا ہو

غیر ممکن ہے ہوس فحت کی دل سے دور ہو　　جائے تکیہ زیر زانو گو سر فغفور ہو

رو برو قاتل کے کرتے چاہ کا مذکور ہو　　منھ پہ کہنا ہے خوشامد حضرتِ دل شور ہو

بے کمالِ عشق سر چھوڑی چڑھے ہے یا دار پر　　دخل کیا فرہاد ہو مقدور کیا منصور ہو

ہے خوشی اپنی وہی جو کچھ خوشی ہے آپکی　　ہے وہی منظور جو کچھ آپ کو منظور ہو

فصل گل میں میکشی کی گر نہیں دیتا صلاح　　دور ہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو

گر جگہہ دل میں تمہاری یار کے باقی نہیں
لب بلب ہو منتفی تو بھی نہایت دور ہو

جو بن بتِ سفاک کا ڈہل جائے تو جانو　　کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو جانو

دل سے ہوس وصل نکل جائے تو جانو　　سر سے مرے سودے کا خلل جائے تو جانو

شعلہ طپشِ عشق کا گو سر بہ فلک ہے　　ساقی خم گردون یہ اُبل جائے تو جانو

میخانہ سے سرکش کہیں نکلی تو یقین ہو　　میخوارون کا دنیا سے عمل جائے تو جانو

بھکا یا ہے دل کو مری الفت نے نہایت　　ناصح تری باتون سے بہل جائے تو جانو

میری طپشِ عشق کی گرمی کے سبب سے　　اکدن شمعِ طور پگھل جائے تو جانو

مدت سے طبیعت مری مضطر ہے پئے یار　　واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو

فصل گل و مل ایکی کہیں خیر سے گذرے　　واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو

ولہ

بمشیر ہو نیگی کسی اور سے کچھ ساز نہو　　حشر کو غیر کی جانب نگہہ ناز نہو

حسرتِ دیدِ چمن وحشت دامِ صیاد　　پوچھئے اوس سے جسے طاقتِ پرواز نہو

باتون باتون مین نہ آجائے کہین دل اوپر　　بیٹھے بٹھلائے طبیعت کہین ناساز نہو

ایک مدت سے فلک پر ہے دماغ عاشق　　ایسے پردی مین کہین وہ بتِ طناز نہو

دوست جانی جو بنا ہے کہین دشمن نہ بنے　　جو کہ دم ساز بنا ہے وہی غماز نہو

وہ بھی کیا دوست نہ ہو جسمین ذرا بوئے وفا　　وہ بھی معشوق ہے جسمین کوئی انداز نہو

اثرِ آہ نہ اوڑ جائے شبِ فرقت مین　　حرف مطلب کا الٰہی قلم انداز نہو

مال سمجھے نہ حقیقت کو ذرا اہلِ مجاز — قایلِ سحر کبھی مایلِ اعجاز نہ ہو
بے اثر نالہ ہی ہووے تو کرے کیا عاشق — موت ہو صید کی گر قوت پرواز نہو

منتھی تیرہ و ماروں نہ ملے جسکا پتا
وہ کروں نالہ کہ جسمیں کبھی آواز نہو

آبِ رواں ہو باغ ہو جامِ شراب ہو — اپنی بغل میں یار کوئی انتخاب ہو
ساقی ہو بزم یار ہو جامِ شراب ہو — پھولا ہوا چمن میں گلِ آفتاب ہو
دریا چڑھے ہے اس اشک مسلسل کا جسگھڑی — میں جانتا ہوں گنبدِ گردوں حباب ہو
سایہ فگن ہو دامن محبوب اُس گھڑی — جسدم چمکتا سر پہ مرے آفتاب ہو
دُکھے نہ دل کسی کا جانِ خراب میں — ایسا نہ ہو کوئی عملِ ناصواب ہو
اُٹھے غبار اس دلِ مضطر کا جس گھڑی — مجکو یقین یہ ہے کہ فلک کا جواب ہو
شوقِ دلی مجھے وہاں لیجائے گا ضرور — جسجا کہ حور پاس ہو عہدِ شباب ہو
دنیائے بے ثبات کا افسانہ گر کہوں — سیرِ جہان دلا تری آنکھوں میں خواب ہو
دستِ طمع کو توڑکے مقصد کو کر حصول — دنیائے دوں سے ہاتھ اوٹھا کامیاب ہو
نعرہ کروں میں دل سے نیستاں جس گھڑی — زہرا تمھارا شیرِ زبان آب آب ہو
ہوتا تو ہے بتوں کا طلبگار تو دلا — ایسا نہ ہو ترا کہیں خانہ خراب ہو

کونین کا مزا تجھے حاصل ہو منتھی
ہر نیک و بد سے تجکو اگر اجتناب ہو

چل لیبا سوئے صنم یہ دلا شیدا دیکھو — پھر گیا مجھ سے مرے گور کا بالا دیکھو
پھر بہار آئی ہے پھر ہوتا ہے سودا دیکھو — دل کھنچا جاتا ہے پھر جانب صحرا دیکھو
زلف ہے رخ کے قریں اور تماشا دیکھو — پاس کالے کے دھرا شیر کا پیالا دیکھو
کثرتِ اشک نے پیدا نہ کیا حسن قبول — موتیوں کا نہ لگا اشک لوالا دیکھو
اشک باری سے مٹا دود دلِ مضطر کا غبار — خفقان ہووے تو موج لبِ دریا دیکھو
لقمۂ نعمت دنیا تھا میسر جس کو — ہوگیا گور کا آخر وہ نوالا دیکھو

بارِ اُلفت کے اُٹھانے پہ موا جاتا ہر
دل کو دیکھو مرے اور حوصلا اسکا دیکھو

آئے ہو تم تو طلسمات جہان کے اندر
دور سے منزلِ ہستی کا تماشا دیکھو

لب پہ مرتا ہون کبھی سبزۂ خط پر گاہے
حال کو میرے ذرا خضر و مسیحا دیکھو

دمبدم دیتا ہے ترغیب خیالِ جانان
مجکو دیکھو مرے اس دل کا تقاضا دیکھو

مے اُلفت سے جو اُس یار کے توبہ کی ہر
لوگ کہتے ہین مجھے عاقل و دانا دیکھو

پوچھتے کیا ہو مرے وحشتِ دلکی وسعت
اسکو دیکھو نہ کوئی دشتِ جنون زا دیکھو

جلوۂ داغِ دلی ہے مرا کس زورون پہ
کس چمک پر ہے مرا عرش کا تارا دیکھو

وقفۂ زیست کھلے چشم حقیقت بین سے
جا کے جسوقت حباب لبِ دریا دیکھو

چور مہدی کا دکھا کر وہ لگے یون کہنے
منتہی آو ہمارا یدِ بیضا دیکھو

اوڑ گیا خاک جسنے کہ اوڑایا مجکو
مٹ گیا آپ وہ جسنے کہ مٹایا مجکو

شب جو وہ گیسوئے شبگون نظر آیا مجکو
تیرہ بختی کی سیاہی نے دبایا مجکو

اُسنے جب مُوئے کمر اپنا دکھایا مجکو
عالمِ غیب کا نقشہ نظر آیا مجکو

گردشِ چشم صنم کا جو رہا آوارہ
نہ کبھی ابلقِ ایام نے پایا مجکو

مارِ گیسو مجھے دکھلا کے وہ طفلک جھجکا
ڈر گیا آپ وہ جسنے کہ ڈرایا مجکو

ہوش جبدن سے ہوا چشم حقیقت بین کا
جسطرف دیکھا اودہر تو نظر آیا مجکو

عیش و عشرت کی ہوس زیست مین کیا کیا تھی
نفس امارہ نے کیا کیا نہ ستایا مجکو

حسنِ نیرنگ ترا رنگ جو لایا بخدا
قدرتِ حق کا تماشا نظر آیا مجکو

شام سے تا بہ سحر منتظرِ یار رہا
رات بھر طالعِ خفتہ نے جگایا مجکو

نہ کوئی میری طبیعت سے خبردار ہوا
نہ کسی نے کبھی اس بزم مین پایا مجکو

نام کے بدلے مجھے عشق نے بدنام کیا
عوض آبِ بقا زہر پلایا مجکو

اوڑ گئی نیند نہ پھر تا بہ سحر آنکھ لگی
اپنا افسانۂ غم جسنے سنایا مجکو

بیقراری نے شبِ ہجر دلِ مضطر کی
گاہ بٹھلایا مجھے گاہ اُٹھایا مجکو

روح کو میری ملا جسم گلی واہ نصیب
خاک مین صانع قدرت نے ملایا مجکو
جستجو نے تری اے شعلۂ حسن خوبی
در بدر صورت خورشید پھرایا مجکو
دیکھکر یار زمانے کے چلن کو تولا
منتھی سا نہ کوئی پھر نظر آیا مجکو

عشق بتان سے حضرت دل ناصبور ہو
معلوم یہ ہوا کہ بڑے بے شعور ہو
جبدم بہار گل کا جہان مین ظہور ہو
ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبان سے دور ہو
عاشق نہ ہو جئے بت ہرجائی کے کبھی
کرئیے نہ ایسی بات کہ جسمین فتور ہو
سایہ فگن ہو سر پہ ہمارے وہ آفتاب
جسوقت اس جہان مین شور نشور ہو
آہ شرر فشان کو نہ چھیڑے مرے کبھی
شاخ چنار اسمین ہو یا نخل طور ہو
غیرون کے ہاتسے وہ حسین جام می پیئے
کیونکر کہون کہ حور سے ایسا قصور ہو
کیون بار عشق یار اُٹھاتے ہو تم دلا
شیشے کیطرح ایسا نہ ہو چور چور ہو
جسوقت یار سے مین ہوا طالب وفا
ہنسکر کہا کہ تم بھی بڑے بے شعور ہو
شرم و حیا کجا و کجا عشق و عاشقی
عاشق وہ ہے جو فہم و فراست سے دور ہو
ہون رند مجکو ناسخ منسوخ ایک ہے
قرآن کا حکم ہو وے کہ حکم زبور ہو
اظہار عشق کرتے ہو قاتل سے کیون دلا
رستم ہو اپنے وقت کے واللہ سور ہو
اسکے لیے ہے عشرت بزم وصال یار
اے دل مئے شباب کا جسکو سرور ہو
ہے منتھی دعا مری خالق سے پیش حشر
ہو پاس یار جام شراب طہور ہو

دنیا مین یہی چھوڑ بنا تا ہے غس کو
اللہ کرے قطع کہین دست ہوس کو
دل دیتا ہون مین قامت دلدار کو اپنا
لٹکا تا ہو مین نخل محبت مین مقفس کو
جیسا کہ یہ دل دام محبت مین پھنسا ہے
کم دیکھتا ہون مرغ گرفتار قفس کو
نکلے ہین خط و خال لب یار کے نزدیک
اللہ نے دیا شہد و شکر مور و مگس کو
دوڑاتی ہے یہ روح مری جسم کو ہر سو
اسوار اوڑاتا ہے زمانے مین فرس کو

زخم دل شیدا ہوا اچھا نہ مسیحا — خیاط ازل سے نہ سکا چاک قفس کو

رہتے تھے ہم آغوش جو ایمین تو نے — اس پیری کے آتے ہی ترسنے لگے مس کو

کب پیچ سے اس رشتۂ الفت کے چھٹونگا — توڑونگا نہ جب تک کہ مین اس تار نفس کو

بیماری الفت سے جو مین بچگیا ناصح — ٹلجاؤنگا اکی کہین دو چار برس کو

دامن کا نشان ہی نہ گریبان کا پتا ہی — اے دست جنون مانتا ہون مین ترے بس کو

صیاد جو دیکھے مجھے الفت کی نظر سے — گلزار سے بہتر کہین سمجھون مین قفس کو

اے دل کبھی کہنے کا نہین راز محبت — اس وقت مین دوڑانہ طبیعت کے فرس کو

دل دیتا ہے اس طفل پریزاد کو ناداں
کیون منتھی شعلے سے بھڑاتا ہی خس کو

برق کا رتبہ ملا ہی مست چشم یار کو — دی ہے شمشیر برہنہ مردم میخوار کو

یاد دندان مین دلا اشک روان نے زار کو — میری آنکھونسے گرایا ثابت و سیار کو

ناصحو اپنا سمند عمر کہتا ہے یہی — طے کرونگا ایکدم مین منزل دشوار کو

یہ مسلسل اشک گر پیدا کری حسن قبول — اپنی آنکھون پر سے وارون موتیونکے ہار کو

اشک پر تاثیر کو کیونکر نہ رکھون مین عزیز — دوست تر رکھتا ہے انسان طفل برخوردار کو

حلقۂ طاعت کا اس محبوب کے دیوانہ ہون — سبحہ کو مانے کوئی تو جی کوئی زنار کو

پھاڑ ہی ڈالونگا مین اکدن نقاب روے یار — پھینکدونگا کھود کر گلزار کی دیوار کو

تار باندھا ہے مرے اشک روان نے جسگھڑی — پانی پانی کردیا ہے ابر دریا بار کو

سیل دریاے محبت ہے مرے طبع روان — موج بحر حسن لکھون یار کی رفتار کو

مرگ عاشق سے نہایت شاد ہوتا ہے وہ شوخ — دل لگا کر خوب سنتا ہے وہ اس اخبار کو

سوزش فرقت سے تسکین دلکو دیتا ہون مدام — یون بغل مین پالتا ہون مرغ آتشخوار کو

دل مین جا دیتے ہو عشق گیسوی پرپیچ کو
منتھی کیون پالتے ہو آستین مار کو

نام چاہت کا وہ لے جو کوئی سودائی ہو — عشق بازی وہ کرے جسکی قضا آئی ہو

حسن دل مانگتے ہو ہم سے بغیر از وصلت | مفت تب دین جو ہمین ہمنے بڑی پائی ہو
صاف بن صورت آئینہ عزیز دل ہو | یار خود دیکھین نظر آئے جو بینائی ہو
ناصحو فائدہ تمکو مرے سمجھانے سے | عاشقی کیجئے اگر دعوۂ دانائی ہو

گاہ بیگاہ فغان کرتے ہو کہتا ہو وہ شوخ
منتھی ایسا نہ ہو وے مری رسوائی ہو

نگہ یار کا اس دل مین اثر ہو کہ نہ ہو | تیر کا تودۂ خاکی مین گذر ہو کہ نہ ہو
شیخ جی بزم مین رندون کو برا کہتے ہو | یہ تو فرمائیے اس بات مین شر ہو کہ نہ ہو
مبتلا اسکے ہین پر بوئے وفا آتی نہ آئے | پرورش نخل کی کرتے ہین ثمر ہو کہ نہ ہو
پر لگا دیگا مرا شوق دلی او ناصح | اوڑکے جاؤن گا مین دیوار سے در ہو کہ نہ ہو
آہ دل داغ جگر ہو کہ نہ ہو عاشق ہین | ہم سپاہی تو ہین شمشیر و سپر ہو کہ نہ ہو
ہے فروغ رخ روشن سے مرا دل روشن | اُسسے کچھ کام نہین داغ جگر ہو کہ نہ ہو
مزرعۂ نظم سخن سلک جواہر ہے ہر اک | اس زمانی مین کوئی اہل نظر ہو کہ نہ ہو
خندہ کی جا ہی ضرورت ہی بتون کے دلمین | جگر سنگ مین فرما و شرر ہو کہ نہ ہو
آہ سے عاشق جانباہ کی اشتباہ نہین | شیخ جی آپکا شملہ دم خر ہو کہ نہ ہو
رات دن نالہ جانکاہ کیا کرتا ہون | بیخبر دل کو ترے یار خبر ہو کہ نہ ہو
اہل دنیا پئے دنیا ئے دنی جا ہی نہ جائے | بوم کا جنگل ویران مین گذر ہو کہ نہ ہو
رکھتا ہون کوچۂ قاتل مین قدم بڑھ بڑھکر | اسکے پروا نہین کچھ دوش پہ سر ہو کہ نہ ہو
جانتے ہون جگر و دل نہ اگر رتبۂ عشق | تن خاکی کو تری بار د و خر ہو کہ نہ ہو
شعر مین دست حنائی کی صفت لکھتا ہون | فکر رنگین سے مرا خون جگر ہو کہ نہ ہو
راہ باریک ہے اسد رہ ترے کوچے کی | آدمی کیا ہے ہوا کا بھی گذر ہو کہ نہ ہو

منتھی یار کے بیمار کا یہ عالم ہے
شب کو کٹ یا نہ کٹے اور سحر ہو کہ نہ ہو

آہ کی طاقت دکھاؤن آسمان پیر کو | آزماؤن ایکدن اپنے ہوائی تیر کو

دشمنِ عاشق بنایا اُس بُتِ بے پیر کو
آفرین صد آفرین ہے صانعِ تقدیر کو

پیار کرتا ہون مین دل سے اُس بتِ بے پیر کو
توڑتا ہون سنگِ خارا سے مگر تقدیر کو

رام نقردون سے کیا اُس کا فریبِ پیر کو
آفرین صد آفرین کہنا مدے تقریر کو

دور سے دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام
کون سمجھے گا ہمارے خواب کی تعبیر کو

نامۂ اعمال دکھلائے گا ہر اک حشر مین
مین دکھاؤنگا تمہارے چاند سے تصویر کو

صانعِ قدرت کی قدرت کا تماشا دیکھئے
مرتبے کیا کیا دئے ہین اس گلی تصویر کو

زخم کا تیغِ زبان کے بس ہے مشکل اندمال
چاہئے قبضے مین رکھنا اس گلی شمشیر کو

بچ نہین سکتا نگاہِ یار کا مارا ہوا
روکتا ہے کون دنیا مین قضا کے تیر کو

خاکسار ایسے درجا نان کے ہوئین سرفراز
کون پہنچے گا زمانے مین مری توقیر کو

خلد سے مجکو نکلوا کر کیا خانہ خراب
حضرتِ آدم نے پہنوایا مری جاگیر کو

پہلے کیا کیا کی لگاوٹ پھانسنے کو دل مرا
کیسی کیسی سحر سازی کی مری تسخیر کو

منتہی انسان ہے جوہر کو کیا پوچھے کوئی
کیا کرے لیکر کوئی بے ہاتھ کی شمشیر کو

ہستی کے حوادث نے دئے رنج جو ہمکو
بھولے سے بھی بھولے نہ کبھی ملکِ عدم کو

دل دوڑ رہا ہے کمرِ یار کی جانب
خیمہ مرا نکلا ہے مین جاتا ہون عدم کو

جب عارضی اسبابِ تعلق نظر آیا
منھ پھیر کے دیکھا نہ کبھی جاہ و حشم کو

رندونکو نظر آئے رخِ پیرِ خرابات
ارباب ہمم دیکھ لین اصحابِ کرم کو

تا عالمِ نیرنگ کا نقشہ نظر آئے
ساقی تو مئے ناب سے بھر ساغرِ جم کو

کیا وامق و منصور ہوئے ملکے سرافراز
مین ڈہونڈتا ہی رہ گیا اصحابِ کرم کو

دہو جائیگا یہ دفترِ اعمال ہمارا
دکھلائینگے محشر مین اگر دیدۂ نم کو

دنیا کے عوض دین کو دین شاہ زمانہ
زلفِ شبِ دیجور کرین زلفِ علم کو

دنیا کی ہوس کسلئے ہو مضطر مجھے ورنہ
سچ جانتا ہون یار ترے قول و قسم کو

ہات آیا ہے جبسے مرے ملکِ قناعت
مستغنی ہوا ہون وہ داغ سمجھا ہون درم کو

کونین کے احوال سے آگاہ ہے بندہ میں خوب سمجھتا ہوں حدوث اور قدم کو
جبدن سے ہوا صبر و توکل کا سہارا کشکول گدا جانتا ہوں ساغرِ جم کو
منھہ پھیرا نہ تا زیست کبھی عشق بتان سے
میں جانتا ہوں منتھی پیارے تیرے دم کو

قلقلِ مینا ہو بزمِ یار ہو زمزمہ بلبل کا ہو گلزار ہو
بانع ہووے مجبا اک مینخوار ہو دورِ ساغر ہو بغل میں یار ہو
قوم کا نداف یا عطار ہو ہے بڑا اشراف گر زردار ہو
پھر رہے پردہ دوی کا گیا بال گرمی وحدت سے تو سرشار ہو
دیکھیں کس سے لگ چلے رنگ چمن دیکھئے کس کے گلی کا ہار ہو
چٹ کیا فرہاد کو منصور کو حضرتِ عشق ایک آدم خوار ہو
تنگ چشمی یار کی دیکھو اگر تیغ جی جینا تمہیں دشوار ہو
جو ہر ہمت دکھانا اُسکو ہی یار جب کھیچے ہوئے تلوار ہو
مردِ مفلس عشق بازی جب کرے بیٹھے بٹھلائے ذلیل و خوار ہو
اُسکے لچھن ہیں خرابی کے دلا جسکو اِس دنیا میں ننگ و عار ہو
مرتے پھرتے ہو حسینوں پر عبث حضرتِ دل کیا ہے خوش کردار ہو
عشقبازوں میں اُسے کوہی فراغ جسکے دلپر زخم دامن دار ہو
پھاڑ کر جیب و گریبان آجکل
منتھی بیٹھے ہوئے بےکار ہو

پھونک دی گرآتشِ گل خانہ صیاد کو سیر گلشن ہو مبارک بلبلِ ناشاد کو
کس نے آرائش سکھائے اُس ستم ایجاد کو دہر میں کس نے جتایا ظلم کی بنیاد کو
صاف آئینہ بنا خنجر نہیے تیغیں بنیں صانعِ قدرت نے کیا جوہر دئے فولاد کو
کون مجھوراز ل کو شاد و صلت سے کرے روشنی دی کون نابینائے مادرزاد کو

پر غلط ہین شاہ اہل کار ہین غافل تمام
کون بیکس کی زمانی مین سنے فریاد کو

خوب دیکھی کارسازی تیری ای نیرنگ ساز
خوب دیکھا ہمنے تیرے عالم ایجاد کو

نفس امارہ کو اپنے قتل کرتا چین ہو
بیٹھ راحت سے جہان مین مار کر جلاد کو

پہلوئے خسرو مین شیرین کو نہایت چین ہے
ہو مبارک مژدۂ خواب عدم فرہاد کو

خسرو گل آئے ہین باد بہاری پر سوار
نغمہ زن ہے باغ مین بلبل مبارکباد کو

ہو گئی پنہان بہار حسن اس مغرور کی
کر دیا نظر و نسے غائب گلشن شداد کو

ہمت عالی خدا نے مجکو بخشی ہے کمال
اسلئے تکلیف مین دیتا نہیں استاد کو

کیا چمن مین پھر ہوا باد بہاری کا گذر
ڈہونڈتے ہین پیر پیر یو اسطے فساد کو

نغمۂ بلبل اگر سننا ہے تجکو باغبان
جھوڑ اچھا نے ندینا باغ مین صیاد کو

نخل بند باغ عالم صانع روز ازل
آفرین صد آفرین کہئے تیرے استاد کو

جامہ مین ہو یا رہو پہلو مین فرش خاک ہو
اور پھر کیا چاہئے اس منتہی آزاد کو

آزمانا ہے مجھے کار ستم ایجاد کو
دیکھنا ہے چلکے اکدن جوہر فولاد کو

صید وہ ہون صیدگاہ عالم ایجاد مین
ڈہونڈھتا پھرتا ہون ہر دم آپ مین صیاد کو

بے اٹھائے رنج کب ہوتا ہے کوئی سرفراز
دی شہادت جان شیرین کے عوض فرہاد کو

زیب قد دیکھے جو گیسوے اس بت پریچ کا
بار ہو وسے اپنا طرہ قامت شمشاد کو

کارزار جنگ حسن و عشق یہان درپیش ہے
ہمت عالی پہنچ جلدی مری امداد کو

داغ آتش خوردہ دل مین ہی میری عشق کا
صورت خاشاک پھونکے کورہ حداد کو

پختہ مغزان جنون کے خون لینے کی ہے فکر
فصد کی حاجت ہوسے ہے اندنون فصاد کو

قتل کر کے عاشق دیوانہ بیجرم کو
کر دیا آزاد تونے بندۂ آزاد کو

سبزۂ خط دیکھین گر نیرنگ حسن یار کا
خیمہ از رنگ بھولے مانئے و بہزاد کو

دور ہے گردون کا مین دل سے ہوا حصر کو
پھینک دو لگا کمود کر مین ظلم کی بنیاد کو

عشق نے کیسا کیا غارون کو پیوند زمین
دیکھنے ہر گز ندی سیر ارم شداد کو

فصل گل آئی ہو گلشن مین لیے جام شراب
ڈہونڈہتے ہین رندسی آشام سب زہاد کو

رندسی آشام کو ناحق یہ کہتا ہے برا
اندنون مستی چڑہی ہے کسقدر زہاد کو

اوڑ گئے مرغ چمن سب گل کترا کر گئے
جان کے لالے پڑے ہے اندنون صیاد کو

دل نہین قابو مین اس سفاک کا ہمنے کیا
سر کیا ہے آج ہمنے قلعۂ فولاد کو

کس لیئے کوئے توکل سے اٹھانا ہو قدم
منعمی کیون بہولتا ہے تو خدا کی یاد کو

زہرا پانی جگر لہو ہو
رستم گر اپنے روبرو ہو

پوری مری دل کی آرزو ہو
اس منزل دل مین یار تو ہو

گریان وہ مثال آبجو ہو
جس دل کو نہ تیری جستجو ہو

شرمائے غرور حسن تیرا
آئینہ کبھی جو روبرو ہو

موسم مین گل کی آرزو ہے
ہم رند ہون بیعت سبو ہو

کیون مرغ سحر کو بولا
ہو کند چھری ترا گلو ہو

نالہ کرون گر مین کھولکر دل
گلزار برنگ دشت ہو ہو

بہر کر دیا جام مے چمن مین
ساقی دنیا ہوا اور تو ہو

دشمن ہے یار نا موافق
کیسا ہی حسین خوبرو ہو

دے پیر مغان جو مے کا ساغر
رندون مین ہمارے آبرو ہو

مانند سحر وسہ شب و روز
دلکو میرے تیری جستجو ہو

ہم نرگسی چشم کے ہون بیمار
دشمن کیسا ہی زرد رو ہو

تو شاہ ہے مین گدا ہون پیارے
کیونکر برے ترے گفتگو ہو

صد چاک ہے اپنا جامۂ تن
کس جا بخیہ کہان رفو ہو

بد کہتا ہے میکشون کو شیخ
برباد نہ تیری آبرو ہو

تو ہمکو پری سے ہے زیادہ
معشوق ہے وہ جو نیکخو ہو

گردست حنائی اسکے دیکھے
حسرت سے دل عدو لہو ہو

اے منتہی ابر ہو چمن ہو
معشوق ہو اور آبجو ہو

چھین گئے لعلِ بدخشان نہ تری لعلونکو — مہر وسنہ چھپو نہین جا بن گئے تر گالونکو
روندنا خوب نہین جانکے پامالونکو — لوگ اچھا نہین کہتے ہین بُری چالونکو
صدمۂ دردِ جدائی سے جو کچھ ہین وقف — گوشِ دل سے وہی سنتے ہین مرے نالونکو
کرم و جود سے جو دل کے ہے مملو منعم — گر دکر دیکا وہ دنیا کے درم سالونکو
کوچۂ قاتلِ عالم سے صدا آتی ہے — گورکن تھک گئے فرصت نہین غسالونکو
عشق کا بار نہ بندے سے کبھی اُٹھے گا — کام یہ دیجئے بیگار کے حمالونکو
بس ہے آج مری آہ کا تیر بیداد — فلک اللہ بچالے تری ڈھالونکو
مار گیسو نہین رخ پر ترے لہراتے ہین — باغ مین پھرتے ہین صبا دلئے جالونکو
عشق ان گیسوؤن کا رکھتا ہی دلمین لیکن — آستین مین تو عبث پالتا ہے کالونکو
واعظو منہ سے نہین ملتا نہین ہے کبھی — جانتا مین نہین ان پیچ کے دلالونکو
جگر و دل کو مرے کس نے ہلایا یارب — کس نے بیچین کیا گو دیون کے پالونکو
جو کہ خود رفتہ ہی عشق سے رہتے ہین مدام — رند کہتے ہین دلا اپنے ہی متوالونکو
سنبلہ گردشِ گردون مین ہو تا بہ ابد — دیکھ لے اُسکے اگر سر پہ کھلے بالونکو
رشک سے ہو وین ستارہ صفت چشمِ زحل — دیکھ لیوین رخِ محبوب کے گر خالونکو
مار گیسو نہ ہٹا تو رخِ زیبا سے کبھی — نہ اٹھا یار مرے گنج کے رکھوالونکو
پھر عبث در پے دنیائے دنی ہوتا ہی — منتہی ہان کہا چھوڑ دے ان جالونکو

ہائے ہو رہ

عشقِ انسان ہی یا بلا ہے یہ — مین سمجھتا نہین کہ کیا ہے یہ
قتلِ عشاق پہ نہ باندھو کمر — کام اچھا نہین برا ہے یہ
مری آہ و فغان کو سنکے کہا — دردِ فرقت کا مبتلا ہے یہ
نیک و بد جو کہ آپ کہتے ہین — نہین بیجا بہت بجا ہے یہ

اپنا گرد ہوس سے پاک ہے دل — آئینہ سے سوا صفا ہے یہ
آدمی زاد وہ ہے جو وارفتہ — بخدا قید سے رہا ہے یہ
گردش دہر در پے دانا — صفت سنگ آسیا ہے یہ
بے خطا اس جہان سے اوٹھون — اپنے اللہ سے دعا ہے یہ
تیز خنجر اوٹھا کے کہتے ہین — منتہی تیری انتہا ہے یہ

ولہ

دل نہین قابل جفا ہے یہ — طفل ہے یار بے خطا ہے یہ
خون بہا کر وہ میرا کہتے ہین — عشق بازونکا خون بہا ہے یہ
ہاتھہ مین لیکے دیکھہ تو دل کو — آئینہ سے کہین صفا ہے یہ
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — کس کی اوتری ہوئی قبا ہے یہ
میرے رونے پہ غیر ہنستے ہین — طرفہ تر یار ماجرا ہے یہ
آب شمشیر گل دکھا کے کہا — مرض عشق کی دوا ہے یہ
قیصر روم کا نہ پوچھو حال — یار کے در کا اک گدا ہے یہ
عشق بازی کو میری سنکے کہا — زیست سے اپنی کیون خفا ہے یہ
قتل عشاق بے گناہ نہ کر — دیکھہ ظالم بہت برا ہے یہ
نالۂ دل مین گو نہین آواز — یاد رکھہ تیر بے صدا ہے یہ
کر بھلا ہوئیگا بھلا تیرا — ہم فقیرون کی اک صدا ہے یہ
آمد و شد کے دم کو کیا کہئے — کس کی باندھی ہوئی ہوا ہے یہ
گل پژمردہ دیکھکر بولا — کسی بلبل کا دل جلا ہے یہ
دل جو بھرتا ہے میرا ٹھنڈی سانس — چمن عشق کی صبا ہے یہ
نالۂ دل کو میرے کم نہ سمجھہ — اے صنم غیب کی صدا ہے یہ
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے — مرض عشق کے شفا ہے یہ
اشتیاق صنم مین تڑپانا — عشق کا خاص مدعا ہے یہ

جب سے بنت العنب سی صحبت ہے — رند کہتے ہین پارسا ہے یہ
تہلا جان کر مجھے اپنا — بولا ہان قابلِ جفا ہے یہ
ٹھنڈی آہین مری نکین تو کہا — دیکھ لو دامن صبا ہے یہ
جسکو کہتے ہین دردِ فرقتِ یار — میرا مدت کا آشنا ہے یہ
نہ چھپتے نہین مرے دل مین — صورتِ آئینہ صفا ہے یہ
بحرِ ہستی مین شکل موج و حباب — آدمی زاد کی بقا ہے یہ
نمکین حسن زخمِ دل پہ مرے — ہے نمک پاشی کیا مزا ہے یہ

منتھی دخترِ رز پہ مرتا ہے
بزمِ رندان مین پارسا ہے یہ

سودا ہے زلف یار کا یون اپنے سر کے ساتھ — داغِ جگر ہے جیسے ازل ہی قمر کے ساتھ
پنہان ہوا نظر سے وہ نورِ قمر کے ساتھ — اندھیر چھا گیا یہان نورِ سحر کے ساتھ
حرص و ہوا جو منزلِ دل مین مقیم ہے — سو آفتین لگے ہوئے ہین ایک سر کے ساتھ
جائیگا صبحدم مرے پہلو سے ماہ وش — میرا چراغِ زیست بجھیگا سحر کے ساتھ
ہمسایہ یار ہوتا ہے ہمسائیگا ضرور — رہتی دلگی میری دل کی جگر کے ساتھ
ہوش و حواس اوڑتے ہین پیری کے ہاتھ سے — افسوس چھوٹتے ہین مرے عمر بھر کے ساتھ
موئے سفید دیکھتے ہی دم نکل گیا — کیسے اوڑے حواس مرے اس خبر کے ساتھ
وہ بات کیجیے جو پذیرا ہو یار کو — وہ آہ کھینچیے کہ جو نکلے اثر کے ساتھ
کہتا ہے شوقِ دل مرا مجھسے یہ بار بار — خط کے عوض تو آپ ہی چل نامہ بر کے ساتھ
ہر داغِ عشق یون دلِ جانباز کو عزیز — تیغ و سپر ہو جیسے سپاہی کے سر کے ساتھ
پھٹکے نہ میگسار کبھی پاس شیخ کے — اہلِ ہنر رہے نہ کبھی بے ہنر کے ساتھ

ولہ

دیکھ کر رکھا جو مجکو اوسنے منھ پر آئینہ — ہو گیا حق مین مرے سدِ سکندر آئینہ
میرے کہنے سے ہوا کب مجھسے دلبر آئینہ — ہوئیگا اصلاح سے کس طرح پتھر آئینہ

ایک بوسہ جو دیا تھا عارضِ گلرنگ کا
دیکھتا ہے منھ کو سو سو بار لیکر آئینہ

پھڑپھڑاتا لوٹتا دم توڑتا بے اختیار
حال میرا اسپہ کرتا یون کبوتر آئینہ

سادہ لوحی اسکی کچھ دلکو پسند آتی نہین
ہر کس و ناکس کے منھ چڑھتا ہو دنبھر آئینہ

روبرو ہوتی ہے میرے ڈال لے منھ پر نقاب
سخت حیران ہون چھپا کیون منھ دکھا کر آئینہ

ہو عزیز دل صفا سے ظاہر و باطن دلا
ورنہ وہ قیمت کہان جب ہو مکدر آئینہ

عکس انگن جب ہوا اسمین رخ رنگین یار
ہو گیا بیساختہ پھولون کی چادر آئینہ

ہوگئے اکبار رخ دو سر دیکھکر ظالم حسین
کیا غضب ڈھایا بنا کر او سکندر آئینہ

جلوۂ حسن صنم آتا نہین دل مین مرے
میرے گھر سے رہتا ہے باہر ہی باہر آئینہ

کھو دیا اسکا فروغ حسن خط و خال نے
روشنی جاتی رہی لایا جو جوہر آئینہ

مانع نظارہ ہوتا ہو یہ اکثر سنگدل
توڑ ہی ڈالونگا مین اکدن منگا کر آئینہ

دل لگا کر بے مروت یار سے خجلت ہوئی
کیا ہی پچھتاتا ہون اس بدخو کو دیکر آئینہ

شیفتہ شاید ہوا ہے شوخ اپنے حسن کا
ہاتھ سے چھٹتا نہین اس کے دم بھر آئینہ

کون ہے دل مین نہین جلوہ تمہارے حسن کا
ایک جا رہتا نہین رہتا ہو گھر گھر آئینہ

غرض حاجت کی نہین کچھ اس سے ہرگز منتقی
حال دل روشن ہو میرا یار پر ہر آئینہ

کہتا ہو میرے پیام وصل پر جانانہ یہ
قصد لو اسکی ہوا ہو آجکل دیوانہ یہ

پرسون ہی سے دل ہو شیدا نور حسن یار کا
مدتون سے ہو چراغ طور کا پروانہ یہ

حسن کی دولت ملی تجکو مجھے فرد عمل
وہ تری جاگیر ہے پیارے مرا پروانہ یہ

انکو بخشش کا بھروسہ انکو طاعت کا گھمنڈ
عادتِ زہاد وہ ہے خصلتِ رندانہ یہ

ساقی بدمست کی الفت کو دل بھی چاہیے
وہ مئے پرشور اسکے واسطے پیمانہ یہ

خالِ روے یار کی دل مین جگہ ہو وے ضرور
ناصحا اس کشت کی خاطر ہو زیبا دانہ یہ

بود و باش آدم خاکی بیان مین کیا کرون
ہو گر باغ جہان مین سبزۂ بیگانہ یہ

دور دورِ جام مینا کب ہو اس دہر مین
مدتون سے ساقیا آباد ہے میخانہ یہ

عاشق مفلس کے گھر آتا ہے یارِ سیمبر
قدرت اللہ ایسا گنج وہ ویرانہ یہہ

اس مسیحا کے رُخِ روشن کا دل شیدا ہوا
بنگیا آخر چراغِ طور کا پروانہ یہہ

لے دل صدچاک کو میری جو ہووی کچھہ شعور
ایسی زلفون کے لئے زیبا ہی ہیاری شانہ یہہ

مین کہان سچ ہی کہان ملک دکن کی سیر سبز
کہینچکر لایا ہے اس بستی مین آب و دانہ یہہ

ہوگیا زاہد فروغِ اہلِ دنیا کا مرید
بنگیا آخر چراغِ غول کا پروانہ یہہ

تیغ الفت سے نہ منھہ کو موڑنا او منتقی
کہتے ہین ہم سے ہماری ہمتِ مردانہ یہہ

گر زیست مین تقدیر نہ دکھلائے مدینہ
یہہ روح پکاریگی مری ہائے مدینہ

ہی ساغرِ جم لالۂ حمرائے مدینہ
سروِ چمنِ خلد ہے مینائے مدینہ

ہو جائیگا اکروز وہی شمع ہدایت
جس دل مین ہے داغِ سرِ سودائے مدینہ

یارب مری مٹی کہین لگ جائے ٹھکانے
ہو جاؤن مین خاکِ رہِ صحرائے مدینہ

بو پائیگا وہ سنبلِ فردوسِ برین کی
سونگھے کوئی زلفِ شبِ یلدائے مدینہ

ولہ

یاد ہی روزِ ازل اُسنے کہا کیا کیا کچھہ
بر خلاف اُسکے یہان تونے کیا کیا کیا کچھہ

حورد ی خلد دیا قصر دیا رہنے کو
مجھہ گنہگار کو خالق نے دیا کیا کیا کچھہ

سالہا سال بہارِ چمنِ عالم نے
رنگ دکھلائے ہین ہمکو بخدا کیا کیا کچھہ

گہ خزان آئی گلستان مین کبھی بادِ بہار
سامنے آنکھون کے نبدے کے ہوا کیا کیا کچھہ

تہمتِ جرم و خطا حرص و ہوا غفلتِ دل
بہنے بازار سے ہستی کے لیا کیا کیا کچھہ

آسمان مہر فلک روئے زمین عرشِ برین
پیشتر اس سے خدا نے ہوا کیا کیا کچھہ

بابِ فردوس و درِ روضۂ رضوان زاہد
بندان آنکھون کے ہوتے ہی کھلا کیا کیا کچھہ

نزع کے وقت مین پوچھون گا کسی منعم سے
ساتھہ کیا اپنے لیا اور رہا کیا کیا کچھہ

وقتِ دل جانے کے ہرگز نہ خبردار کیا
اب سجھاتی ہی مجھے فکر رسا کیا کیا کچھہ

شدتِ رنج و الم صدمۂ دل سوزِ جگر
فرقتِ یار مین مجہپر نہ ہوا کیا کیا کچھہ

دیر کو پوجا حرم کو کئے گاہے سجدے — کر لیا زیست مین بیجا و بجا کیا کیا کچھ

جو تلافی نہ ہو محشر مین عجب ہے اسکا — خود ہین معقول کہ یہان ہمنے کیا کیا کچھ

گوش پر جام کے منھ رات کو رکھکر اپنا — کس کو معلوم ہے شیشے نے کہا کیا کیا کچھ

داغِ دل خون جگر آتش غم درد فراق — ہمکو بھی عشق کی دولت سے ملا کیا کیا کچھ

منتفی زورِ بدن قوت دل چالاکی
اک آنے سے ضعیفی کے گیا کیا کیا کچھ

نالہ جب بے درد ہو وقتِ سحر کیا فائدہ — کھینچنا فرقت مین آہ بے اثر کیا فائدہ

جب بہارِ گلشنِ عالم مین ہووی تازگی — مرغِ دل پہاندے اگر بے بال پر کیا فائدہ

سایۂ زلف پر پرورش سمجھے ہین باطن مین — ظاہرا ہین لوگ دیوانے اگر کیا فائدہ

میری گردش کے مقابل کس طرح ہوون الفلاک — روز و شب پھرتے ہین یہ شمس و قمر کیا فائدہ

جان جائے عشق جانان مین تو کچھ نقصان نہین — شوق دنیا مین اگر تڑپے جگر کیا فائدہ

عشق جسکے ساتھ ہو موت اسکو خوب ہے — نیک جب صحبت ہو کرنا سفر کیا فائدہ

بزم عالم مین بہت ہوشیار رہنا میکشو — بادۂ غفلت سے رہنا بے خبر کیا فائدہ

دل لگا اہلِ وفا سے تا کبھی نقصان ہو
بیوفا کی دوستی سے اے بشر کیا فائدہ

ردیف یائے

تب عفاک دکھاوے تو شجاعت اپنی — کبھی قاصر نہین ہونیکی یہ ہمت اپنی

یا ہے سمجھتے تھے جیسے ہو گیا عیار افسوس — اسمین دم مارنیکی جا نہین قسمت اپنی

سامنا رہتا ہے ہر وقت شبِ فرقت کا — شکل دکھلاتی ہے ہر روز قیامت اپنی

دل و جان انکو تیار رہین ہو جاتا ہون — اک زمانے سے نرالی ہے سخاوت اپنی

عشق بازی کی یہی قدر جنہونکو نہین — مفت برباد ہوئی جاتی ہے دولت اپنی

خار صحرا کے دکھاتے ہے گلگشن کی بہار — دیکھئے لیکے کدہر جاتی ہے وحشت اپنی

صحبتِ غیر کا اقرار کرے وہ کیونکر — کوئی انسان بھی بیان کرتا ہے ذلت اپنی

چاہ گر تجکو صنم زیست سے بیزار ہوئی
ہو گئی دشمن جان اپنی مروت اپنی

جسکو جی چاہا اُسے چاہا دیا دل اپنا
اسمین کیا خوف کسیکا یہ عنایت اپنی

ای بت اللہ سے فریاد کرینگے اکدن
دور پہنچی گی مریجان شکایت اپنی

بہکا ہی جاتا ہے دل فصل بہار آئی ہے
نکلی ہی جاتی ہے ہاتونسے طبیعت اپنی

نالہ تا زیست فلک سیر رہیگا اپنا
منھہ نہ پستی کا کبھی دیکھی گی ہمت اپنی

خط کے آنے پہ سنوگے مرا حرف مطلب
آپ کھل جائیگی صاحب پہ حقیقت اپنی

ان حسینون کی محبت کا نہ باور کرنا
ہے ہر اک پیر و جوان کو یہ نصیحت اپنی

کس کو منظور مدارا ہی تب ہجر نہین
منتھی کون نہین چاہتا صحبت اپنی

عاشق کی باتون کو صاحب فقرا سمجھے یا دم سمجھے
پہلو مین بٹھا کر غیرون کو مانند نفس ہمدم سمجھے

صادق کو تم فاسق سمجھو اکثر کو صاحب ہیچ سمجھو
دریا کو تم قطرہ سمجھے قطرے کو مثل یم سمجھے

گردش مین جو گردون دیکھا جاتا عاشق ہے اُس مہ کا
خورشید کو داغ دل اسکا زہرا کو چشم نم سمجھے

جسدم کہ مسلخ کو دیکھا جاتا ہے گذرگاہ عاشق
جس جا پہ نقش جب پایا اُس یار کا ہم مقدم سمجھے

عکس نیرنگی حسن صنم اُسمین جو پڑا منھہ پیہم
اس ظرف گلی دلکو اپنے مانند جام جم سمجھے

ہم سے عاشق مفلس کی شے لین جا بو غیر کو دی
محرم کو نامحرم سمجھے نامحرم کو محرم سمجھے

لاشے کو مرے اُٹھنے نہ دیا ناصح اسکا یہ باعث تھا
انکو جو گمان بد آیا یہ بھی میرا اک دم سمجھے

دریائے راز محبت کو سیلاب صفت ہر در کا کیا
جو خالق مالک ہے میرا تجھسے او چشم نم سمجھے

آئینہ دل کو صاف کیا مدت مین ہم نے دقت سے
صورت تیری او ماہ لقا ہم پیش نظر ہر دم سمجھے

جو راز محبت عاشق نے معشوق سے تنہائی مین کیا
وہ ہی سمجھے جو وہی بوجھے کب تم سمجھے کب ہم سمجھے

گر دُرد دیا مینکا ساقی چلو مین میری محفل مین
شائق تھے ہم اُسکے ایسے زخم دل کا مرہم سمجھے

پابند ہون روز فرقت کا محروم ہون وصلت کی شب کا
غم دوست ہون روز مولد کا کوئی نہ مجھی کو نیم سمجھے

اے منتھی نام وصلت سے تیور انکے کیسے بگڑے ہیں
وہ عین خوشی کی باتونسے بیزار ہوے کیا غم سمجھے

عیسی وقت سے لڑائی ہے — اے اجل کیا تری بن آئی ہے

سرمۂ چشم نے تیرے پیارے — کیا مجھے دور کی سجھائی ہے

مہ جو پھرتا ہے دربدر شب کو — چرخ کا کاسۂ گدائی ہے

شاہ مانگے خراج پرجا سے — یہ بھی اک طور کی گدائی ہے

جسکو کہتے ہین یار تیغ فراق — ہم سے مدت سے آشنائی ہے

چشم باطن سے دیکھ او ناداں — اُسکی ہر رنگ مین سمائی ہے

اُسکی تیغ نگاہ ہے ترچھی — کسی عاشق کی موت آئی ہے

بھیجتا ہون اُسے پیام وصال — یہ بھی اک قسمت آزمائی ہے

چھپکے آئیگا یار پردہ نشین — منزل دل مین گر صفائی ہے

ہنسے عاشق سے پردۂ عصمت — طرفہ صاحب کی پارسائی ہے

آتش گل سے بارہا ہم نے — بط مے بھون بھون کھائی ہے

قفس تن مٹا یا پیری نے — روح کو مژدۂ رہائی ہے

یار آتا ہو یار آتا ہے — کس نے جھوٹی خبر اوڑائی ہے

ان بتون نے کھونگا حشر کے دن — بے اجل مارا ہے دوہائی ہے

سوتے ہین زیر خاک شاہ و گدا — بوریا ہے نہ چارپائی ہے

تھکے سوتے ہین رہروان عدم — کیسی غفلت کی نیند آئی ہے

تنگ دل کیون نہ ہون مین اہل سخن — قید بلبل کی خوش نوائی ہے

دیکھکر اُسکو آپ مین رہنا — یہ بھی اک عالم جدائی ہے

منتھی جانتے ہوئے دنیا کا

دل مین صاحب کے کیا سمائی ہے

جوانی کی حالت گذر جائیگی — چڑھی ہے جو سر پر اُتر جائیگی

جدھر کو مری چشم تر جائیگی — اودھر کام دریا کا کر جائیگی

زمانیکی ایذا کا شکوہ نکر — گذرتے گذرتے گذر جائیگی

کھلے گا تجھے عشق بازی کا حال | یہ حرص و ہوا جبکہ مر جائیگی
مرے جسمِ خاکی سے ہو کے جدا | یہ روحِ روان پھر کدھر جائیگی
مرے نغمون سے عندلیبِ چمن | کہان اوڑ کے تو مشتِ پر جائیگی
توجہ تری او بتِ بیوفا | مرا کام آخر کو کر جائیگی
بہارِ چمن جبکہ ہوگی خزان | مری وحشتِ دل کدھر جائیگی
اگر جذبۂ دل پہ قابو رہا | شبِ وصل کی پھر ٹھہر جائیگی
کھنچی ہے جو تیغِ محبت دلا | یہی ایکدن تیرے سر جائیگی
چڑھی ہو گی کچے گھڑے کی جب | اترتے اترتے اتر جائیگی
قمارِ محبت مین گر آہ کی | یہ جیتی ہوئی بازی ہر جائیگی

مری مرگ ایسی ہے اے متقی
کہ جسکی عدم تک خبر جائیگی

عالمِ ہستی کا یارب کچھ عجب انداز ہے | یہ نہین معلوم تیرا راز ہے یا ناز ہے
کھائے جاتا ہے اسے ہر وقت عشقِ جانگداز | مرغِ دل پہلو مین ہے یا طعمۂ شہباز ہے
دار فانی مین ہوا کہہ کے حق وہ حق شناس | عشقبازون مین مگر منصور بھی ممتاز ہے
ہستی پر اہلِ دنیا کی نجا ہرگز دلا | زور کا پتلا ہے یہ ظالم سراپا آز ہے
ہر کہین عاشق کہین معشوق انکا رندِ پاک | ناز کا تیری ہر اک جا پر نیا انداز ہے
مہر و مہ گل تکیہ ہین جس یارِ عالی جاہ کو | چرخِ اطلس بھی اسیکا فرشِ پا انداز ہے
گاہ باتین رنج کی کرتا ہے گاہی عیش کی | یہ نہین معلوم مجکو سوز ہے یا ساز ہے
فقرے دیتا رہتا ہے وہم و گمان کے روز و شب | نفسِ امارہ مرے پہلو مین اک غماز ہے
بیچ نہین سکتا ہے دل تیرِ نگہہ سے ناصحو | دیدۂ جانان ہے یا کوئی قدر انداز ہے
سیرِ گل ہووے مبارک باغبان انکو مدام | جنکو گلزارِ جہان مین طاقتِ پرواز ہے
ڈالتا ہے دل مین انکے وسوسے کیا کیا عجب | خانۂ اللہ مین شیطان خلل انداز ہے
آہ نے مجکو کیا دل سے اٹھ محبوب کے | عزمِ منت کی مگر اپنے قلم انداز ہے

عجز میرا جبکہ قاصد سے سُنا اُسنے کہا
اُسکے ہاتون پہ بجا ہے منتہی دہباڑ

دل تو طرفِ دیر و حرم کیون نگران ہے
معلوم نہین یہ وہ گرفتار کہان ہے

رندانِ قدح خوار کی گویا رگِ جان ہے
موجِ مئے گلرنگ جو شیشہ کی زبان ہے

منصور سے صادق کو سرِ دار پہ رکھا
نافہم نہ سمجھے کہ یہ عاشق کا نشان ہے

ایدل نہ ذرا عشرتِ دنیا پہ خوشی ہو
یہ سود وہ ہے جسمین کہ آخر کو زیان ہے

تم ڈھونڈتی پھرتے ہو جسے شیخ و برہمن
پہلو مین مرے روز ازل سے وہ نہان ہے

مین وصف کرون کیا تری ابرو و مژہ کا
بے پر کا ہے وہ تیر یہ بے چلہ کمان ہے

دیتا ہے مجھے حکم جو تو ضبطِ فغان کا
ظالم مرے قابو مین دلِ زار کہان ہے

دیکھونگا حسینون کو کرونگا صفت اُنکی
آنکھون مین بصارت سری قابو مین زبان ہے

میخانہ تو ہے رندِ خرابات کا مسکن
جنت جسے کہتے ہین وہ عاشق کا مکان ہے

وہان صدمۂ محشر ہی یہان ہجر کا کھٹکا ہے
راحت ترے بندیکو یہان ہی نہ وہان ہے

ابتک وہی سودا ہے سرِ زلفِ بتان کا
ہون پیر نود سالہ مگر طبع جوان ہے

اے باد صبا کہتو یہ مرغانِ چمن سے
گلشن مین بڑی اپنی بھی بلبل کی زبان ہے

اے منتہی پھر تجکو سرافراز کری کون
ہو وے جو سخن سنج وہ سردار کہان ہے

ولہ

یون دل نثارِ روئے بتِ شوخ شنگ ہے
قربان جیسے شمع کے اوپر پتنگ ہے

زیبائش جہان سے مجھے ایسا ننگ ہے
تربت پہ گل نہین مری چھاتی پہ سنگ ہے

مسکن جنونِ عشق کا صحرا ازل سے ہے
اس دشتِ ہولناک کا بندہ پلنگ ہے

دریائے غمِ عشق کا غواص ہون بڑا
اُس بحرِ بیکران کا یہ عاصی نہنگ ہے

کرکے خضاب پیتا ہے جامِ شرابِ سرخ
اے شیخ بیحیا تری ڈاڑھی پہ رنگ ہے

باتون مین کس طرح سے حسین جیتے ہین دل
حیران ہون بحال مری عقل دنگ ہے

دل مین ہے مین نے ہزار ارزو کو قتل
کہتے ہین مجکو یار برا خانہ جنگ ہے

چینِ جبین نہین ہے بتِ بحرِ حسن کی
مین جانتا ہون موجۂ دریائے گنگ ہے

کیا حال اپنے اس دل پر داغ کا کہوں — چیتا نہ شیر ہے نہ یہ ظالم پلنگ ہے
سردی ہے چاندنی کی طپش روز حشر کی — بی یار یہ پلنگ مثال پلنگ ہے
رہتی ہے دیکھ بھال جو ہر سمت ناصحو — باقی مئے شباب کی ابتک اُمنگ ہے

مشتی نہین ہے خواہش دل اُسکی منتہی
یہ قفس ہیجیا ترے ہاتھوں سے تنگ ہے

پھر کہین دل یہ گرفتار ہوا چاہتا ہے — پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
پھر جنون دلکا طلبگار ہوا چاہتا ہے — کیا یہ سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے
دل خوشی رہتا ہے پھلو مین طبیعت ہے شاد — یار کیا کوئی وفادار ہوا چاہتا ہے
آئینہ رو یونکی رہتی ہے تلاش اسدل کو — کس کا یہ طالب دیدار ہوا چاہتا ہے
آئینہ دیکھتا ہے یار منگا کر ہر دم — حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
خط سبز آتا ہے رخ پر ترے او مایۂ ناز — آئینہ مائل زنگار ہوا چاہتا ہے
کتنے یوسف ہین یہان کتنے زلیخا کردار — لکھنؤ مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے

منشی منھ وہ لگا دی بیت سر جا نیکو
زیست سے اپنی جو بیزار ہوا چاہتا ہے

کیون ہے فروغ رخ تری بالون کے سامنے — جلتا نہین چراغ تو کالون کے سامنے
بے رنگ رنگ گل کا ہے گالون کے سامنے — بیدہنگ لعل ہے ترے لعلونکے سامنے
غوغائے حشر ہو مری آہ و فغان سے بند — خاموش صور ہو مرے نالونکے سامنے
جاتے ہو تم عبث پئے اغیار شاہ حسن — ہوتے نہین شریف رزالونکے سامنے
ہمکو بلائے ہجر لگا کر چلے سے گئے — کہیو صبا یہ گیسوون والونکے سامنے
کرنا تو اُسکے گیسوئے پر پیچ سے حذر — جانا نہ مرغ دل کبھی جالون کے سامنے
چشم صنم کی دید نے گم ہوش کر دئیے — بھولا ہون چوکڑی مین غزالونکے سامنے
پردہ نشین یار کا احوال کیا کہون — رہتا ہے اپنے چاہنے والونکے سامنے
دیکھو بتان ہند یہ شیدا ہے دل مرا — مسجد بنی ہے خوب شوالونکے سامنے

کہتے ہین جسکو اختیار رہ نہتی
یہ چھیڑتے نہین ہرسے چھالونکو سنے

کس روز ترے یاد مین نالہ نہین کرتے — کب گنبدِ گردون تہ و بالا نہین کرتے
کس وقت ترے ہجر مین رویا نہین کرتے — کب دیدۂ تر صورت دریا نہین کرتے
بیمارِ محبت کا مداوا نہین کرتے — ہم جاؤ تمہین اپنا مسیحا نہین کرتے
دل پاک رہے یار کدورت سے جہان کی — یہ آئینہ وہ ہے جسے میلا نہین کرتے
دل دیکے حسینونکو غم و رنج اٹھانا — یہ کام تو نادان کا ہے دانا نہین کرتے
ویرانۂ دل دیکھتے گر حضرتِ مجنون — بھولے سے بھی مُنھہ جانبِ صحرا نہین کرتے
ہو ضبط فغان مملکتِ عشق کے اندر — اس بات کا عاشق تو اجارا نہین کرتے
اس عشق کی آتش مین جو ہین عاشق جانباز — پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے
دل لے کے سرِ زلف کا بوسہ نہین دیتے — اس مشک کا ہم سے کبھی سودا نہین کرتے

تھوڑی سی جگہ ہو جو مرے دل مین تمہاری
کونین کی پھر ہم کبھی پروا نہین کرتے

قائل ہین دل سبھی ترے عزّ و جلال کے — شیشے بھرے ہوئے ہین مے پرتگال کے
کیا کیا مزے اُٹھائے ہین رنج و ملال کے — پہلو مین دل سا دشمن جان پال پال کے
دربان ہو سدِّ راہ درِ خوش جمال کے — کچھ پر بند ہی نہین مرے مرغِ خیال کے
صاحب نہ عذر کیجئے میرے ملال کے — چھینٹے نہ دیجئے عرقِ انفعال کے
پہنستا ہے انکے ایک اشارہ مین مرغِ دل — حلقے نہین ہین چشم کے پھندے ہین جال کے
غنچے نہین گلاب کے گلشن مین باغبان — یہ قمقمے بھرے ہین کسینے گلال کے
اک شعبدہ ہے بزمِ جہان یار ساقیا — ساغر شرابِ سرخ کے شعلے ہین زال کے
شہرہ ہے جب سے دہر مین ابروی یار کا — نقشے بدل گئے ہین فلک پر ہلال کے
گلہاے باغِ دہر مین بوئے وفا نہین — پتلے یہ خاک کے ہین یہ گل ہین سفال کے

شیشہ ہے نازکی مین صفائے مین آئینہ
رکھے گا کون دلکو ہماری سنبھال کے

کعبہ و دیر ایک سمجھتے ہین رند پاک
پابند یہ نہین ہین حرام و حلال کے

قائل ہین جسکے شیخ برہمن ہین معتقد
ہم شیفتہ ہین اُس صنم بے مثال کے

دنیائے دون پرست کے درپے نہ ہو دلا
مارے ہوئے جوان ہین اسی پیرزال کے

دربان تو سدِ راہ نہ ہو کوئے یار کا
کرنید راستے مرے پیکِ خیال کے

آیا پیام وصل یکایک جو یار کا
معلوم یہ ہوا کہ گئے دن زوال کے

دکھلائی تیغ و خنجر کین ذکر وصل پر
کیا دیدئے جواب ہمارے سوال کے

قعرِ جان سے بچ کے چلون کیون نہ منتہی
گرتا نہین کنوئین مین کوئی دیکھ بھال کے

گھبرا کے رُوح ہجری مین تن سے جدا ہوئی
قید قفس سے بلبل شیدا رہا ہوئی ہے

دیوانہ کر گئی جب ادِھر کی ہوا ہوئی
ہمکو نسیم کاکلِ پیچان بلا ہوئی ہے

دیوانگان عشقکو دست جنون مین بھی
ہر شاخِ بید سایہ بالِ ہما ہوئی

وہ ولولہ کہان وہ جوانی کدھر گئی
وہ کیا ہوا مزاج طبیعت وہ کیا ہوئی

آوارہ گان دشت کی مٹی خراب ہے
پھینکی گئی اودہر کو جدھر کی ہوا ہوئی

کثرت نے وصل یار کی دیوانہ کر دیا
اُتنا مرض بڑھا مرا جتنی دوا ہوئی

ایذا ئے ہجر کا فراق کی کس سے گلا کیا
راضی رہا اسی پہ تری جو رضا ہوئی

فکرِ بلندِ عشق نے گم ہوش کر دئے
سودا ہوا مجھے جو طبیعت رسا ہوئی

باقی نہین ہے جیب و گریبان مین ایکتار
دستِ جنونِ عشق تری انتہا ہوئی

فرہاد بے ستونکے فسانے سے یہ کھلا
ڈہایا پہاڑ جسکی تری دل مین جا ہوئی

راحت مین رنج رنج مین راحت ہوئی ہمین
جب دل خوشی ہوا تو طبیعت خفا ہوئی

مدت کے بعد آئے گلستان مین منتہی
پوچھے کوئی کدہر تھے کدھر کی ہوا ہوئی

منتظر روح گنہگار کی ہے
دھوم جب سے تری تلوار کی ہے

وہ جو صورت تری رفتار کی ہے | چال ظالم وہی رفتار کی ہے
کھینچ لائے اُسے جب دم چاہی | یہ کشش اپنے دلِ زار کی ہے
تیغ پر ہاتھ دھرا جب پوچھا | یہ کچھ دوا بھی ترے بیمار کی ہے
زاہدا عاشق مفلس کو فقط | آرزو دولتِ دیدار کی ہے
قفسِ تن میں پھڑکتا ہے دل | یہ روش مرغِ گرفتار کی ہے
دہن زخم یہ اپنے قاتل | صاف پھبتی لبِ سوفار کی ہے
شاخِ سنبل جسے کہتے ہیں یار | زلف وہ اپنی شبِ تار کی ہے
سخت جان ہنستے ہیں منہ پر قاتل | بھاڑ کیسی تری تلوار کی ہے
دیکھکر ہوتے ہیں چپ چپ ہمدم | اب یہ حالت ترے بیمار کی ہے
حلقہ گیسوئے پرخم میں ترے | ساری صورت دہنِ مار کی ہے
شربتِ وصل طلب کرتا ہے | کیسی عادت ترے بیمار کی ہے
رونقِ کوچۂ دلبر کے حضور | دھوم کیا مصر کے بازار کی ہے
کثرتِ دولتِ دنیا منعم | پوٹ گویا کہ خس و خار کی ہے
بوسہ لب نہیں دیتے پیہم | بات یہ بھی کوئی تکرار کی ہے
خوبی زلف و رخِ یار نہ پوچھ | آبرو کافر و دیندار کی ہے

منقطع ہے جو تڑپتی رگِ جان
فرقت اک صاحبِ زنار کی ہے

کھوں کیا تم سے حال جسمِ خاکی | مرے نظروں میں کٹھری ہے ہوا کی
وفاؤں پر مری تو نے جفا کی | بُتِ کافر تجھے رحمت خدا کی
بنا کے چرخِ ہفتم پر بنا کی | تمہارے دل میں پیاری جستجو کی
اگر خالِ سیہ بس کی گرہ ہے | تمہاری زلف بھی ہے کس بلا کی
نہیں قابو میں اپنا دل کسی کے | یہ کشتی ہے مگر بے ناخدا کی
ارم سے کھینچ لائی سوئے دنیا | مری تقدیر نے مجھ سے دغا کی

بوقتِ نزع تو بالین پہ آیا — مریضِ عشق کی اچھی دوا کی
وصال و ہجر کا شکوہ نہ کر دل — مین راضی ہون جو مرضی ہے خدا کی
کوئی بھی آپ کی نظرون مین ٹھہرا — کسینے بھی تمھارے دلمین جا کی
نہ دونگا بھول کر پھر دل کسی کو — قسم کھاتا ہون اوس کافر ادا کی
جو سایہ بید کا دیکھا زمین پر — سیہ کملی مین سمجھا پارسا کی
نہ لایا جذبہ دل اوس پری کو — اوڑہی تاثیر کیا میری دعا کی

دیا نقدِ دل و دین بیوفا کو
ہمارے منتقی نے انتہا کی

صرصر گیسو ہلا رہی ہے — سر پر کالی کھلا رہی ہے
ہر وقت مین خون رولا رہی ہے — تقدیر یہ رنگ لا رہی ہے
داغونے دل جلا رہی ہے — الفت سکے بٹھا رہی ہے
دامن مین ہے تیرے بوئے کاکل — کیون مجکو صبا اوڑا رہی ہے
حال تپ ہجر کچھ نہ پوچھو — دل کھا چکی جان کھا رہی ہے
جیسی ہوئی ہے جفا طبیعت — برسون ہی مبتلا رہی ہے
کس را محل نہ طاقِ حرم ہے — ایدل کس کی صدا رہی ہے
مرتا ہے دل بتون کے اوپر — تقدیر پہاڑ ڈھا رہی ہے
طفلی و جوانی خوب گذری — دو دن اچھی ہوا رہی ہے
اوڑتی ہے خاک اوس جگہہ پر — برسون جس جا فضا رہی ہے
یہ نسبت عنب بہار گل مین — یارون کی بھی آشنا رہی ہے
لاتی نہین بوئے یار نکہت — اس دل کی لگی بجھا رہی ہے
ہم بھی تھے کبھی جوان رعنا — اپنی بھی کبھی ہوا رہی ہے
کھلتا نہین حال گل کا بلبل — شبنم پانی چوآ رہی ہے
یہ فصل بہار بیخودی کا — رستہ ہمکو بتا رہی ہے

گلشن میں عروس گل کے اوپر شبنم موتی لٹا رہی ہے
پھولے نہیں گل چمن کے اندر وحشت آنکھیں دکھا رہی ہے
فقرے سے لے آئے اُس صنم کو
کیوں منتحقی بات کیا رہی ہے

فغان و آہ سے ہر دم پکار رکھتا ہے غضب میں جان دل بیقرار رکھتا ہے
گلِ چمن نہ ڈرِ تنا ہوار رکھتا ہے بھرا بھرا جو بدن میرا یار رکھتا ہے
لطیف روح کے مانند جسم ہے کس کا پیادہ کون وقار سوار رکھتا ہے
جُدا جُدا ہے حسینان دھر کا انداز ہر ایک طرح کی ہر گل بہار رکھتا ہے
فریب حسن سے اللہ آدمی کو بچالے چلے یہ پیچ تو رستم کو مار رکھتا ہے
کمال عشق کو پاتا ہوں خاکساری میں طرف نشیب کے دریا گذار رکھتا ہے
بہار آئی ہے بنت العنب پہ جوبن ہے گرہ میں دام کوئی بادہ خوار رکھتا ہے
سنا ہی جبسے کہ ہیں دفن اسمیں عاشق زار قدم زمین پہ نہیں وہ نگار رکھتا ہے
ہر ایک شیشۂ ساعت فلک کو کہتا ہے
کہ منتحقی سے سراسر غبار رکھتا ہے

چھوٹا ہوں جب سی مہر و محبت کے دام سی پھلا کے پاؤں سوتا ہوں ہر روز شام سے
آتی ہے فصل گل کی بڑی دھوم دھام سے صیاد ہوشیار رہ خبردار دام سے
ہو جاتی ہے ہوا قفسِ تن سے چھٹ کے روح کیا صید بھاگتا ہے رہا ہو کے دام سے

ولہ

ہمیشہ سیر گل و لالہ زار باقی ہے اگر بغل میں دلِ داغدار باقی ہے
طفیل روح مرا جسم زار باقی ہے ہوا کے دم سے یہ منتِ غبار باقی ہے
بغیر روح روان جسم زار باقی ہے نکل گئی ہے سواری غبار باقی ہے
بہار میں تجھے نالے سناؤں گا بلبل اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے
کھو لگا یار سے اکڑ ہا تھ پھلا کے مجھے بھی حسرت بوس و کنار باقی ہے

جہان کو چشمِ حقیقت سے دیکھ او غافل — کھلی ہے آنکھ ابھی اختیار باقی ہے
امید ہے ہمین فردا ہو یا نہیں فردا — ضرور ہوئی گی صحبت وہ یار باقی ہے

ولہ

قصد کعبہ کا خیالِ خام ہے — کچھ نہیں وہان بجز خدا کا نام ہے
خاک مین ملنا ہمارا کام ہے — خاکسارون کا اسی مین نام ہے
عاشقی جسکا جہان مین نام ہے — زاہدا وہ موت کا پیغام ہے
گل کھلے ہر سو لبالب جام ہے — دور دورِ رندِ مے آشام ہے
پیشتر پڑتا رہے پائے طلب — منزلِ مقصود زیرِ گام ہے
یہ کہا سنکر پیامِ وصل کو — کام سے اُسکے ہمین کیا کام ہے
راست گو دورِ قمر مین زاہدا — صبحِ کاذب کس طرح بدنام ہے
روئے گلگون زیرِ زلفِ عنبرین — میری نظرون مین اودھ کی شام ہے
راستی چاہیے جو زلفِ یار سے — اُسکو سودا ہے خیالِ خام ہے
تارکِ دنیا ہے جب سے منتہی — مثلِ بیوہ مادرِ ایام ہے

دل مین بھری ہوئی ہے ہوس عز و جاہ کی — گٹھری دبی ہوئی ہے بغل مین گناہ کی
شاید کہ دل مین دردِ محبت نے راہ کی — کانون مین آرہی ہے صدا آہ آہ کی
دل ہے نہین مراتبِ دوری پھنک رہا — جلتا ہے مہر داغ ہے چھاتی پہ ماہ کی
خود رحم کیجیے دلِ امیدوار پر — آپ ہی نکالیے کوئی صورت نباہ کی
نفسِ حریص کو ہے توکل کی کب فکر — اُٹھے سنو کہ گھات مین ہے چور شاہ کی
دنیا مین بے کرم کو کوئی پوچھتا نہین — مٹی خراب ہوتی ہے بے آب چاہ کی
نقشِ سجودِ حق ہے جبینِ نیاز پر — سرخط پہ لینے مہر ہے عادل گواہ کی
مدت سے میکدے پہ لٹکتا ہے دم مرا — صوفی مجھے قسم ہے تری خانقاہ کی
کھل جائینگے تمام ترے پیچ زلف کے — معلوم ہوگا دل سے اگر ہمنے آہ کی

اکسیر ہے نصیحتِ پیرانِ پارسا
منتھی مفید ہے ہوا صبحگاہ کی

کون ایدل الفتِ زلفِ دوتا پیدا کرے — کون اپنے واسطے کالی بلا پیدا کرے
دولتِ دنیا نہ یہان تاج ولوا پیدا کرے — آدمی دل مین ہر اک کے اپنے جا پیدا کرے
تیز شقل عشق ہو ایسی دوا پیدا کرے — جس سے سوجھے دور کی وہ توتیا پیدا کرے
اپنی آہ سرد سے شہرہ ہو حسنِ یار کا — بوئے گل کو دامنِ بادِ صبا پیدا کرے
دیکھکر مجکو تڑپتے یار سے کہتے ہین یار — آدمی کو چاہئے خوفِ خدا پیدا کرے
نور کا بکا نکالا جسنے مشتِ خاک سے — بیضۂ عصفور سے چاہئے ہما پیدا کرے
سنکے احوال محبت کو مرے بولا وہ شوخ — ضبط کی اپنے کہو اس سے دوا پیدا کرے
دم بھرین پیرِ مغان کا شیخ و زاہد انفکاک — فصلِ گل ایکی کوئی اس سے ہوا پیدا کرے
مجسا عاشق آپ سا معشوق تب ہو کیا عجب — جب خدا اک دوسرا ارض و سما پیدا کرے
جا نرے یا صبر دی دلکو خدائے دو جہان — یا کوئی محبوب تجسا دوسرا پیدا کرے
آہ و نالہ صورتِ تاثیر گر سے جسکھڑی — حال عاشق مرتبہ معشوق کا پیدا کرے
شاہ تجھکو ہو مبارک عدل و داد و تخت و تاج — در دگر دل مین ترے عجزِ گدا پیدا کرے

جنگ ہفتاد و دو ملت سر کرے اک بات مین
منتھی جو تیغِ تسلیم و رضا پیدا کرے

دل مین بشر کے جوہرِ ذاتی اگر رہے — وہ آئینہ ہو جس سے کہ اہلِ نظر رہے
یون انتظارِ یار مین ہم عمر بھر رہے — جیسے نظر غریب کی اللہ پر رہے
وقفہ حیات و موت کا مدِ نظر رہے — شکلِ حبابِ بحر جو باندھے کمر رہے
گاہی ادہر کو گاہ ادہر سے ادہر رہے — ہم خاکسار صورتِ گردِ سفر رہے
اہلِ ہوس تجھے ہوسِ سیم و زر رہے — جبتک جہان مین ذرۂ شمس و قمر رہے
اے دل اثر ضرور ہے نالون کیواسطے — یہ وہ جگہہ نہین کہ جہان بے ہنر رہے
اکبار باد فا کی رہی عمر بھر تلاش — برسون جہان مین طالبِ خیر البشر رہے

لبریز دل رہے مئے حبِّ حبیب سے — شاید کبھی ضرور ہو یہ جام بھر رہے
خنجر بکف ہین اسکے خریدار سیکڑون — بالائے دوش اپنا سلامت تو سر رہے
جب بڑھ چلی یہ گیسوئے پرپیچ دوش سے — کیونکر کہون کہ آپ کی نازک کمر رہے
ثابت ہوا یہ شہر خموشان کی دید سے — آئے تھے دور دور سے تھک کے مر رہے
صیاد دیکھ لونگا تری دام داریان — بچکر بہار تک جو مرے بال و پر رہے
ہو اسطرح سے خانہ دل مین مقام روح — جیسے کسی جگہہ پہ مسافر ٹھر رہے
جسجا پہ ہوئے یار وہین ہو بہارِ گل — جسجا ڈھلے شراب وہان ابرِ تر رہے
جسوقت بزم مین رخِ انور ہو بے نقاب — سکتے مین شکل آئینہ بھرون قمر رہے
بیمار و تندرست کا نبتا نہین ہے ساتھ — ہا تو نسے دلکے دیکھئے کیونکر جگر رہے
کیا کہئے بے ثباتی عالم کو ناصحو — کیسے امید و بیم مین ہم عمر بھر رہے
مفلس کے ہم چراغ تھے عہدِ شباب مین — پیری مین زندہ صورت شمع سحر رہے
موئے سفید و ضعف بدن کو نہ پوچھئے — یہ وہ خبر ہے جسسے کہ ہم بے خبر رہے

باغِ جہان مین سایۂ شمشاد کیطرح
اس منتھی کا پاؤن پہ اُس تنکے سر رہے

آپ آئے تھے یہان جفا کیلئے — جائیے بھی کہین خدا کے لیئے
دل دیا تھا تمھین خفا کے لئے — ہو تمھین آئے خدا کے لیئے
تیرے بازار دھر مین گردون — ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لیئے
پاؤن ہین کوچہ توکل مین — ہاتھ اُٹھتے نہین دعا کے لیئے
آ کبھی تو مرے قفس کیطرف — اے نسیم چمن خدا کے لئے
ہے نہ خاک فرشِ خاک لگا — شاہ کے واسطے گدا کے لیئے
دم بھڑکتا ہے طوفِ کعبہ پر — دل تڑپتا ہے کربلا کے لیئے

سر اُٹھائے ہین خار روشتِ جنون
منتھی سے برہنہ پا کے لیئے

جسے ذوقِ بادہ پرستی نہین ہے — مرے سامنے اُسکی ہستی نہین ہے
جو تکلیف مین مے پرستی نہین ہے — دلا پھر تری فاقہ مستی نہین ہے
طبیعت وہ کیا جو رہے امتحان مین — وہ کیا تیغ ہے جو کہ کستی نہین ہے
کہا مول ہو اک نگہہ جنسِ دل کا — وہ بولے کچھ ایسی تو سستی نہین ہے
پہنچتے ہین نالے مرے آسمان تک — بلندی ہے ہمت کو پستی نہین ہے
جوانانِ گلشن کی کثرت تو دیکھو — کوئی ایسی گلزار بستی نہین ہے
ستم ہے ستم ابرِ شمشیرِ قاتل — یہ بدلی بجز خون برستی نہین ہے
مژدہ گر تری پا جنبش مے خم ہے — وگرنہ چھری کوئی کستی نہین ہے

توکل پہ ہے منتہی جب سے تکیہ
کسی حال مین تنگدستی نہین ہے

جان دی ان پہ مر مٹے سب کے — ہین حسین لوگ آشنا کس کے
اُنکو سکھلائی ہمنے آرایش — روح پھونکی ہے نقشِ بے حس کے
نالے پہنچے غریب کے تا عرش — بچ گئے ڈنکے مردِ مفلس کے
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے — مار ڈالا اگر ذرا کھسکے
بزم مین جا ملی رقیبون کو — کانٹے بوئے ہین باغ مین کس کے
کیا بتائین کہ کس کے عاشق ہین — وہ نظر آئے تو کہین اس کے
نالہ کر کر کے دل ہوا خاموش — رہ گیا ہے یہ پھوڑا رس رس کے
کوئی کعبے گیا حرم کو کوئی — بندے درگاہ اپنے گھر کس کے
گیسوئے یار اگر ہے دامِ بلا — خالِ مشکین بھی کانٹے ہین بس کے
چھوڑا پیرہن روح نے تنِ زار — جامہ اوترا بدن سے گھس پس کے

دیدۂ سرمہ سا کی اُلفت مین
منتہی خاک ہو گئے پس کے

صبحدم اُٹھکر ترا پہلو سے جانا یاد ہے — لوٹنا دل کا جگر کا پھڑپھڑانا یاد ہے

یار تھا پہلو مین شیشی کی پری تھی سامنے | کیون دل نالان تجھے وہ بھی زمانہ یاد ہے
سنکے احوال محبت کو مرا بولا وہ شوخ | جان دینیکا تجھے اچھا بہانہ یاد ہے
ٹوٹ پڑتا دل قامت دلدار پہ مدت ہوئی | نخل طوبی پہ تھا اپنا آشیانہ یاد ہے
کون دیکھی خندہ کی طرف اے عندلیب | ایک مدت سے کسیکا مسکرانا یاد ہے
کیا دیکھاتا ہے فلک ابر سیہ مین روی ماہ | ہمکو بالون مین کسیکا منھ چھپانا یاد ہے
ہو مقابل نالۂ درد دل عشاق کے | باغبان بلبل کو ایسا بھی ترانا یاد ہے

ہجر کی شب نیند آئے عاشق بیمار کو
منشی تجھکو کوئی ایسا فسانہ یاد ہے

شاکر ہون اسپہ جو کہ قلیل و کثیر ہے | اسکا گواہ خالق رب جلیل ہے
مشہور دہر مین جو بہت رود نیل ہے | شاید کسی کریم کی چشم بخیل ہے
چشم مروت آبرو کھونیکو کم نہین | حرمت ڈبونیکو بہت آنکھون کی سیل ہے
رہتا ہے ساتھ پردون کے اندر وہ اگر | ثابت ہوا کہ یار نہایت جمیل ہے
پوچھے جو حال زار کو میرے وہ قاصد | کہیو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہے
دلکو نہ توڑیو کہ یہ منزل ہے عشق کی | کعبہ خدا کا گھر ہے بنائے خلیل ہے
چشم پر آب عاشق خانہ بدوش کے | گویا کہ ناصحو کسی صحرا مین جھیل ہے

ولہ

تم بھی کبھی ہم پہ مہربان تھے | ہم بھی کبھی اوجوان جوان تھے
برمین جو مرے وہ جان جان تھے | چکر مین یہ ہفت آسمان تھے
اس ہستی بے بقا سے پہلے | معلوم نہین کہ ہم کہان تھے
پھولے بھی نہ گل چمن کے اندر | وہ راز عیان ہین جو نہان تھے
رہ رہ گئے ہم لپٹ لپٹ کر | شاید پس گرد کاروان تھے
کس بزم مین تھے ہمارے مسکن | کس باغ مین اپنے آشیان تھے
وصلت مین بہ روبروئے دلبر | گویا کہ ہم گنگ کی زبان تھے

کام آیا نہ وقت کام اے دل | کیا کیا تجھ پر ہمین گمان تھے
یہی ہین جو دل دیا تو بولے | اب تک کہو ملتے کہان تھے

ولہ

ہم ہین جو رو ستم یار اٹھانیوالے | ہم ہین تلوار پہ تلوار کے کھانیوالے
حرم و دیر کے جو لوگ ہین بہکانیوالے | بھولے سے بھی وہ نہین راہ پہ آنیوالے
بے مٹے ہم نہین در سے ترے جانیوالے | نقش پا ہم ہین اٹھائین تو اٹھانیوالے
گوشہ بر جام کے منھ رکھکے صراحی نے کہا | جھک بھی جاتے ہین بہت سر کے اٹھانیوالے
بدگمان یار نے میت پہ مرے ہنسکے کہا | یہ نہا دھو کے کدھر آج ہین جانیوالے
مر گئے ہم جو بیان کرتے ہی افسانۂ غم | بولے کیون جب ہوئے باتون کے بنانیوالے
صفحۂ عالم ہستی سے نشان عاشق | صورت حرف غلط ہین وہ مٹانیوالے
نزع کے وقت کہا اسنے مری بالین پر | روٹھے جاتے ہین مرے آج منانیوالے
ہم سر بزم ابھی لاکھہ کی منھ پر کہدین | شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
اپنے بھی آہ شرربار سے ڈرتے رہنا | بل کی لینا تو نہ زلفون کے بنانے والے
اسکو بھڑکاتے ہین دشمن مرے رلوانیکو | پانی کو دوڑتے ہین آگ لگانے والے
ایک دل کے لئے عاشق کو کرین قتل حسین | اینٹ کیواسطے مسجد کو ہین ڈھانیوالے
خاک ہو جاتے ہین جلکر کبھی سر سے پیکر | دشمنون و دوست کی نظرون مین سمانیوالے
ارنی خود کہین گر ہو کشش اسدل مین مری | لن ترانی کی وہ آواز سنانیوالے
بے خطر راہ عدم ہے مجھے معلوم ہوا | بند آنکھون کو کئے جاتے ہین جانے والے
لے گئے ایک بھی تنکا یہ بجز تار کفن | تھے جو دنیا مین بڑے چھاؤنی چھانیوالے
گفتگو کرتے ہین اغیار سبب وصلت کی | غول ٹھہرے ہین مری راہ بنانیوالے
جان پر کھیلتے ہین دیکھنے والے اسکے | دل لڑا دیتے ہین آنکھون کے لڑانیوالے
ہم بھی لکھہ سکتے ہین آغاز خط یار کا وصف | ہم بھی ہین سبزۂ خفتہ کے جگانیوالے
آئینہ لاکے دکھاتے ہین نکھرتے ہین جو سب | دور کی اُنکو سجھاتے ہین سجھانے والے

میرے قتل کرنے سے اٹھینگے نہ وہ رخ سے نقاب
مالے دیوار چمن کو نہین ڈھانے والے

منتفی ہون وہ گران جان جہان کے اندر
بیٹھ جائین نہ جنازے کے اٹھانیوالے

بھرتی ہو آنکھون مین کیفیت وصلت کیسی
یاد آتی ہے مجھے زیست کی لذت کیسی

کوہ غم مثل پر کاہ اٹھا لیتا ہون
آپ کے آنے سے آجاتی ہے طاقت کیسی

زہر کھا جاؤنگا اگر روز گلا کاٹونگا
پڑ گئی ہے مری پیچھے شب فرقت کیسی

حسب دلخواہ کوئی یار نہین ملتا ہے
جان تک ہمکو حوالے کرین دولت کیسی

شیفتہ اپنا مجھے خوب سا کرکے بولے
منتفی اب تری رہتی ہے طبیعت کیسی

بلند دل سے اگر تیغ آہ کی ہوگی
ہزار ٹکڑے سپر مہر و ماہ کی ہوگی

طلب دلا جو یہان عز و جاہ کی ہوگی
بغل مین حشر کو گٹھری گناہ کی ہوگی

فلک پہ چڑھ کے ہوئی برق دہر مین مشہور
کسی نے جلنے کسی وقت آہ کی ہوگی

صنم نے حشر پہ رکھا ہے وعدہ دیدار
کوئی تو بات ابھی اشتباہ کی ہوگی

مزے اوڑائے ہین جس نے شباب و پیری کے
خبر اسکو سفید و سیاہ کی ہوگی

شہید ناز ہون اسکے خبر ہے عالم کو
کسی کے خون کو حاجت گواہ کی ہوگی

مین خاکسار ہون بس ہے لباس عریانی
سر غرور کو حاجت کلاہ کی ہوگی

بہت جہان مین مشہور ہے شب دیجور
کنیز وہ مری روز سیاہ کی ہوگی

بہت جہان مین دست جنونکا ہے شہرہ
خبر اوڑی ہے یہ مری دستگاہ کی ہوگی

بنے گا لوح جبین پر ہمارے نقش سجود
سند یہ مہر اک عادل گواہ کی ہوگی

کبھی تو دولت وصلت سے ہونگے مالامال
کوئی تو شکل ہمارے نباہ کی ہوگی

خیال اس صف مژگان کا دل مین آئیگا
ہماری ملک مین بھرتی سپاہ کی ہوگی

طریق شیخ و برہمن پہ دوڑتے ہین لوگ
کوئی تو بات دلا اسمین راہ کی ہوگی

کسی کو دیکھ لیگی تری صف مژگان
کسی کڑی پہ چڑھائی سپاہ کی ہوگی

ملال ہوگا نہ اسے [illegible] کسی کا دل
خفا نہ [illegible] کبھی [illegible] کی ہوگی

جہان مین قیصر و فغفور بنکے بیٹھے ہین — کسی نے لطف و کرم کی نگاہ کی ہوگی
ملی جو آنکھہ بھی پیدا ہوئے تری مژگان — بنا کچھہ ایسی ہے مردم گیاہ کی ہوگی
پھنکے کا صور نہین روزِ حشر اے پیارے — بلند آہ ترے دادخواہ کی ہوگی
جزا کے روز سرِ پُر غرور کے بدلے — ضرور دوش پہ گٹھری گناہ کی ہوگی
ادب سے کہتے ہین جسکو جہان مین کعبۂ دل — وہ بارگاہ کسی بادشاہ کی ہوگی
سنا جو ہوگا گیا منتقی زمانے سے
ضرور یار نے حالت تباہ کی ہوگی

دیکھئے بگڑی تری کیونکر دل مضطر بنے — کس طرح شیرازۂ مجموعہ ابتر بنے
تا کسی صورت سے تجھسے او بت دلبر بنے — کتنے ہی مومن بنے کتنے یہان کافر بنے
شور نے میرے اوڑا یا اُس بت سفاک کو — نالۂ دل کیا ہمائے حسن کے شہپر بنے
بت نہ مٹی کے میسر تھے جنھین زیرِ فلک — قدرت اللہ سے وہ صاحب لشکر بنے
سر کو پھوڑا کوہ سے یا تیشۂ فرہاد سے — بے کمالِ عشق کب فرہاد کا ہمسر بنے
بارہا روکا ہمین نے ساقئ بدمست کو — بارہا اس کشتئ مے کے ہمین لنگر بنے
تھا جوانی مین بہ رنگ بھر تابان داغ دل — عہد پیری مین یقین یہ ہے مہ انور بنے
لاکھہ دہبے جسکے دامن مین لگے تھے انفعال — آینہ سے بھی سوا وہ صاحب جوہر بنے
ایک قتل عاشقِ بیچارہ کی خاطر صنم — کیا کیا "تلوارین نہین کیا کیا ترے خنجر بنے
گر برا کہنا نہ چھوڑا رندی آشام کا — دیکھہ لینا شیخ جی اکدن سر منبر بنے
سرکشی چاہو سکھاؤ چاہو دلکو عاجزی — تیر کی صورت کمان کی شکل تشانغ تر بنے
دم مین کچھہ ہے اکدم مین کچھہ ہو صبا کا مزاج — پھر کسی سے آپسے فرمائے کیونکر بنے
عکس افگن ہوا گر اسمین لب شیرین یار — آبِ آئینہ بھی رشکِ شربتِ شکر بنے
ان حسینان جہانکا بھی نرالا رنگ ہے — گاہ داغ دل ہوئے گہ لالۂ احمر بنے
ظالم و اظلم کا ہر حالت مین نبھ جاتا ہے ساتھہ — شاہ پر تیر نگہ کا یار کا خنجر بنے
آبرو ہو معرکہ مین حشر کے تو بات ہے — چار دن کے واسطے دنیا مین کیا افسر بنے

رکھہ نہ ظالم سے کسی عالم مین راحت کی امید
ٹوٹ جائے جسگھڑی تلوار تو خنجر بنے

شومی تقدیر سے یہ دل رہا خانہ خراب
ورنہ کتنے سامنے آنکھون کے بگڑ کر گھر بنے

جائے غیرت ہے نہ ہو ہم سے کدورت دل کی صاف
شیشہ گر کے ہاتھ سے یون آئینہ پتھر بنے

بعد مرنیکے ٹھکانے لگ گئے مٹی مری
خاک سے عاشق کی کیا کیا یار کے ساغر بنے

آتے جاتے ہین رقیب روسیہ اُس بزم مین
رفتہ رفتہ چاہئے شیطان کا لشکر بنے

اسلئے پیدا ہوئے ہین گل چمن مین مرکے
آپکا زیور بنے میری کبھی چادر بنے

بہ حقیقت شخص کے تن پر ہے یون گلگون قبا
جسطرح سے تیغ بدآہن پہ ہون جوہر بنے

کب رقیب روسیہ کو ہو مرے آگے فروغ
کرمک شبتاب کی کیا تاب جو اختر بنے

رکھنا تو ظاہر پرستونسے امید نیکوی
کام آنے کی نہین اُو متقی جوہر بنے

فرقت بعد شاد کیا وصل یار نے
بخشا مرے گناہ کو پروردگار نے

غازہ ملا ہے مہندی لگائی ہر یار نے
کیا گل کھلائے ہین چمن روزگار نے

کی دل مین جا تصور روئے نگار نے
گھونگھٹ مین منھ چھپایا عروس بہار نے

بوسہ جو مانگا بزم مین فرمایا یار نے
یہ دن دہاڑے آئے ہین پگڑی اوتارنے

تنہا لحد مین چھوڑ گئے احباب جب چلے
بے اختیار ہو کے لگا مین پکارنے

ہلنے دیا نہ پائے توکل نے دو قدم
دیوار کر دیا مجھے میرے وقار نے

چلدی ہے روح پیکرِ خاکی کو چھوڑ کر
پیدل کا ساتھ چھوڑ دیا ہے سوار نے

اوستاد قیس جانئے کے گل دشت نجد مین
کیا کیا قدم لئے مرے ہر نوکِ خار نے

گیسو سیاہ جب رخ رنگین پہ چھا گیا
ڈہوکا بڑا دیا مجھے ابرِ بہار نے

اخگر تھا سوز ہجر سے گہ شعلۂ چراغ
کیا کیا دیا ہے داغ دل داغدار نے

اک دل لگی سمجھ گئے کیا تھا کل اختیار
کیون عشق یار آج لگا جان مارنے

پھولے نہین چمن مین گل و لالہ تھے
داغ جگر کو میرے لگے ہین ابھارنے

وہ چھپتے پھرتے ہین دبتے جو اک جہانسے نتھی — وہ دربدر ہین کہ ہلتے بھی جو مکانسے نتھی

کمال کرتے تھے اوصاف نغمۂ بلبل — خبر جو یار مری خوبی زبانسے نتھی

تمھارے عشق سے پہلے اگر نتھے شہزور — خطا معاف ہو اتنی بھی ناتوانسے نتھی

دعائین دولت وصلت کی مانگتا کیونکر — ہوئے یہ کام کبھی ہفت آسمانسے نتھی

شری سمجھتی تھے اُنکو بہت انہین بے ننگ — جو لوگ واقف اسرار عاشقانسے نتھی

ہمارے ناز کبھی تم نہین اُٹھاتے تھے — تمھاری بزم مین کیا ہم کبھی جوانسے نتھی

اسیر ہمکو کیا کیا ستم کیا صیاد
ہم آشنا بھی ابھی اپنے آشیانسے نتھی

رنگ گلشن کا اوڑے وہ رنگ لایا چاہئے — بلبلین خاموش ہون وہ راگ گایا چاہئے

فندق جانان کو گلشن مین دکھایا چاہئے — چٹکیون مین آج غنچونکو اوڑایا چاہئے

گرمی رخسار دلبر کو دکھایا چاہئے — آتش گل سے دل بلبل جلایا چاہئے

حرف اُلفت کا نہ بھولے دلسے اُسکے زینہار — چلکے اُس طفل حسین کو وہ پڑھایا چاہئے

زمزمے بھولین چمن مین ہوش تک اوڑتے پھرین — بلبلون کو آج کچھ ایسا سنایا چاہئے

یار سے اغیار سے کل بزم مین یہ قصد ہے — دل لڑایا چاہئے آنکھین لڑایا چاہئے

لٹئے چلکر حسینان چمن سے باغ مین — آج پگڑی اپنے پھولونسے بسایا چاہئے

خود بگڑ گئے یار سے اب ہو چکی چشم امید — لڑ چکین آنکھین مگر اب دل لڑایا چاہئے

پھر نہ آئے ہوش مجکو پھر نہ ہو فکر جہان — ساقیا ایسے کوئی جو کہی پلایا چاہئے

دہوئے رو رو کے اپنے نامۂ اعمال کو — یہ عمارت سیل سے اشکونکے ڈھایا چاہئے

طائر مضمون فلک پر ہو کمند فکر سے — دل مرا کہتا ہے اُسکو باندھلایا چاہئے

تول کر تیغ طبیعت بزم مین اُس یار کے
منتقی اغیار کو چلکر دبایا چاہئے

غم ہجران دل حرمان سے نکالے جاتے — بھوت اُس خانۂ ویران سے نکالے جاتے

دل کے ارمان رخ جانان سے نکالے جاتے — اپنے مطلب اسی قرآن سے نکالے جاتے

نقش الفت دل حرمان سے نکالے جاتے — جوہر آئینہ حیران سے نکالے جاتے
غیر در کے ترے دربان سے نکالے جاتے — یہ وہ وہ ابلیس ہین شیطان سے نکالے جاتے
لخت دل گر دل گریان سے نکالے جاتے — گوہر و لعل نہ عمان سے نکالے جاتے
ولولے عشق کے جاتے نہ مرے سمجھے طبیب — دیو کب طاقت انسان سے نکالے جاتے
دو گھڑی اور نہ آتا وہ اگر ساقی مست — مغبچے محفل رندان سے نکالے جاتے
دھوم ہو جاتے زمانے مین بہار گل کی — گر سڑی آپ کے زندان سے نکالے جاتے
کبھی بقراط سے جاتے نہ مرے جوش جنون — یہ بڑے جن نہ پریخان سے نکالے جاتے
دل چراتے تھے جو تیغ نگہ قاتل سے — چھانٹ کر وہ صف مردان سے نکالے جاتے
کھول دیتے وہ اگر گیسوئے مشکین اپنے — کاروان بو کے گلستان سے نکالے جاتے
نہ بگڑتی نہ بگڑتی کبھی ہم سے اوسنے — گر نگہبان در جانان سے نکالے جاتے
مدد اے دست جنون ضعف سے تو سنگ آیا ہون — اب نہین تار گریبان سے نکالے جاتے
صفت شمع جلاتا وہ اگر محفل مین — استخوان گور غریبان سے نکالے جاتے
پھاڑ کر پھینک دیا دشت جنون مین اسکو — خار کب تک مرے دامان سے نکالے جاتے

منتھی روز جزا راگ جو لاتا یہ جنون
بے سزا حشر کے میدان سے نکالے جاتے

جسکو ممکن ترا نظارا ہے — یار اللہ کا وہ پیارا ہے
اپنا اس دشت مین گذرا ہے — تیر گردون جہان چکا را ہے
دل مین جا دی ہے عشق جانان کو — جن بڑا شیشے مین اوتارا ہے
رستم و زال سے نہین دبتا — نفس سرکش کو جسنے مارا ہے
کشتئ نوح پر چڑھے وہ کیون — جسکو اللہ کا سہارا ہے
ہمنے نالے نہین کئے پیہم — یار شب بھر تجھے پکارا ہے
کو بکو پھرتے ہین وہ بنبل صبا — انکو جو بن نے یہ ابھارا ہے
بوئے کاکل سنگھا کے ہوش اوڑا — کیا صبا تونے جال مارا ہے

گرمیٔ حسن و سرد مہری سے | مہر طلعت ہے ماہ پارا ہے
بحرِ عشقِ صنم ہے وہ دریا | جسکا ملکِ عدم کنارا ہے
نفس سرکش کیا ہے قابو مین | آج اک شیر ہمنے مارا ہے
کس سعادت پہ ہے ہمای فلک | اُسکے صدقے مین گل اوتارا ہے
مرغِ مضمون کا کھیلتا ہون شکار | شیر بیچارا کیا چکارا ہے
دولت وصل ہاتھ آئی ہے | خوب یارون نے مال مارا ہے
پھونکا ناقوس گہ گہے دی اذان | اسکو کس کس طرح پکارا ہے
عشق جانکاہ و حسنِ روز افزون | یہ تمھارا ہے وہ ہمارا ہے
نہین ہمنے کیا ہے نالۂ گرم | آج دشمن کو بان مارا ہے

منتقی مین کھون گا روزِ جزا
یہ گنہگار بھی تمھارا ہے

قہر اُس بت کی چاپلوسی ہے | دولتِ دل ہماری موسی ہے
خونِ عشاق کا خدا حافظ | آج مہدی تری لہو سی ہے
گل کھلے ہین مہک رہا ہے چمن | یار کے پیرہن کی بو سی ہے
جگر و دل کہین نہ جلتے ہون | کچھ کبابون کے آج بو سی ہے

نعمتِ حق سمجھ کے کھاتا ہون
جو کہ قسمت کی باسی کوسی ہے

کوچے سے ترے عاشقِ شیدا اُجڑ گئے | او بے خبر صنم ترے لچھن سے جڑ گئے
تم سے تمھارے عاشقِ شیدا بگڑ گئے | لو زخمِ تیغِ عشق کے انگور سڑ گئے
فرہاد و قیس وامق و منصور مر مٹے | دیوانگانِ عشق کے جھگڑے نبڑ گئے
گا ہے گئے حرم کو گہے دیر کی طرف | اس ہستی کے دورا ہے مین کیا پھیر پڑ گئے
ٹپکے عرق کے قطرے رخِ ماہوش سے رات | گویا چراغِ طور سے یہ پھول جھڑ گئے
برسون کیا ہے حُسنِ حسینان کا امتحان | ہیران چشم مین یہ گہر خوب گڑ گئے

کیا کیا حسین جوان ہوئے خانمان خراب — کیا کیا نہ گل چمن مین جہان کے تتر گئے
نیرنگ حسن پر ترے آیا نہین زوال — جسدم جو دوست تھے ترے تجھسے بگڑ گئے
آنکھین جفا و جور سے عاشق نے پھیر لین — آخر قبائے حسن کے ٹانکے اودہڑ گئے
دل مین ہوائے حرص زمانیکی بھر گئی — اس رشتۂ حیات مین پیونچ پڑ گئے
فرہاد و قیس عشق سے دل شاد کر چکے — یہ وہ نگین ہے جسکو کہ کندن سے جڑ گئے
احوال شمشیری کا جسدم بیان کیا — مانند سرو باغ وہ سنکر اکڑ گئے

اوصاف منتقی نے نہین زلف کے کئے
زنجیر آہنی سے پئے عشاق گہڑ گئے

جام مین عکس نگن ہونٹون کی لالی نہ ہوئی — موج می یار کبھی پھولوں کی ڈالی نہ ہوئی
کوئی کہتا ہے کمند اُسکو کوئی مار سیاہ — آفت جان ہوئی کاکل تری کالی نہ ہوئی
راز منصور کا ہرگز نہ سمجھ مین آیا — حیف اتنے بھی طبیعت میرے عالی نہ ہوئی
کچھ تسکین دل زار کی ہوتی یا نہ — اُسکی صورت کوئی تصویر نما لی نہ ہوئی
للہ الحمد رہا یار سے عشق صادق — شکر صد شکر عبادت مرے خالی نہ ہوئی
منصب قیس ملا مجکو نہ ملک فرہاد — تری سرکار مین اپنی بھی بحالی نہ ہوئی
عین خلوت مین جو ارشاد کیا کرتے ہو — پیار کی بات ہوئی آپ کی گالی نہ ہوئی
نہ پذیرا ہوا اُسکو کبھی حرف مطلب — بات جو ہمنے کبھی منھ سے نکالی نہ ہوئی
غم رہا دل مین کبھی عیش رہا تا دم زیست — یہ حویلی کبھی مہمان سے خالی نہ ہوئی

ولہ

جو کچھ کہ ستم کرو بجا ہے — اس دلکے لگانے کی سزا ہے
وہان گیسوئے مشک بو کھلا ہے — یہان چھاتی پہ سانپ لوٹتا ہے
جلتا نہین ہے چراغ اپنا — اغیار کی یہ بندھی ہوا ہے
پہلو مین نہین قرار اسکو — کیا جانے دل کو کیا ہوا ہے
عناب لب ایضنم تمھارا — بیمار ئے عشق کی دوا ہے

اب تک لاتا نہ راز الفت — خلوت محفل مین بھی صبا ہے

اغیار ہین یار تجھ سے چھپائیے — اوپر کی اندنون ہوا ہے

شور تپ ہجر یار کا حال — اُس سے پوچھو جو مبتلا ہے

کب تک رنج فراق یارب — ہر بات کی آخر انتہا ہے

[illegible] سے ہے ہر اک سرافراز — ہمنے ترا یار کیا کیا ہے

جنکو نہین لطف عشق بازی — وہ کونسا بندۂ خدا ہے

زیبا ہے غرور آج یار — تجسا نہین کوئی دوسرا ہے

لب پہ ہر دم ہے ذکر گیسو — سودا مجھے کیا بلا ہوا ہے

ہر بار سے بھی امید وصلت
اے منتہی تجھکو کیا ہوا ہے

آپ آئے تھے یہان جفا کے لئے — جائیے بھی کہین خدا کے لئے

پاؤن ہین کوچۂ توکل مین — ہاتھ اوٹھتے نہین دعا کے لئے

تیرے بازار دہر مین گردون — ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لئے

آ کبھی تو مرے قفس کی طرف — اے نسیم چمن خدا کے لئے

ہر تہ خاک فرش خاک لگا — شاہ کے واسطے گدا کے لئے

سرد آہون نے اپنی گلشن مین — چھیڑ سے دامن صبا کے لئے

سر اُٹھائے ہین خار دشت جنون
منتہی سے برہنہ پا کے لئے

آتش ہے عشق یار کے گھر گھر لگی ہوئی — یہ آگ ہے جہان مین برابر لگی ہوئی

بھیجا ہے خط مین وصل کا پیغام یار کو — ہے پیش شاہ فرد مقدر لگی ہوئی

یہ دل بچے کہ صورت پروانہ جل بجھے — لو شمع رو سے ہے مری یکسر لگی ہوئی

ہے انتظار قاصد دلدار اندنون — نیت ہے اپنی سوئے پیمبر لگی ہوئی

میخوارون کا ہجوم ہے فصل بہار مین — دوکان مغ پہ [illegible] اگر لگی ہوئی

وہ بات کیا ہے جسکے سبب در پہ آپ کے
زنجیر دیکھتا ہون مین اکثر لگی ہوئی

جب پھیرتا ہے چشم مروت وہ بیوفا
رکھتا نہین کسی کی وہ تل بھر لگی ہوئی

کھو سکتا کون ہے تپ الفت کو یار کی
بجھتی نہین کسی کی برادر لگی ہوئی

برقِ نگاہ یار کا مدت سے دھیان ہے
اک تیغ تیز ہے مرے دل پر لگی ہوئی

بولے وہ ہنسکے عاشق شیدا کو دیکھ کر
دھونی تری کہان ہے قلندر لگی ہوئی

ہم دیکھتے ہین قامتِ رعنائے یار کو
ہے آنکھ اپنی سوئے صنوبر لگی ہوئی

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ہوا جو کہا کیا
تہمت ہے پھر جہان کی سر پر لگی ہوئی

عازم ہے دل یہان رخ رنگین کا دید کا
وہان گھات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی

جیتون قمار عشق مین ناصح مین کس طرح
اس گنجفے مین بازی ہے ابتر لگی ہوئی

بوئے صنم بھری ہے ہر اک کے دماغ مین
یہ تناخ ہے جانکے سر پر لگی ہوئی

بنتے ہین قصر و باغ سپے عیش منتہی
وہان موت گھات مین ہے برابر لگی ہوئی

ممکن اُسکی ہمکو شب و روز دید ہے
نظرون سے اک جہان کے جو ناپدید ہے

وہ دے اثر زبان کو مری کیا بعید ہے
قفل در قبول کی یہ ہی کلید ہے

خال سیہ نہین ہے رخِ شوخ شنگ پر
آشوب دہر کا کوئی فتنہ مرید ہے

کہنے لگا وہ شب کو سر بزم زاہدا
عاشق ہے وہ مرا جو ازل کا سعید ہے

سنکر شبِ فراق کے صدمونکو یون کہا
ذکر قدیم ہے کہ بیانِ جدید ہے

سو بار بعدِ مرگ مری آیا گور پر
اتنا کبھی کہا نہ یہ میرا شہید ہے

شب کو شرابِ ناب مجھے دیکے یہ کہا
دارو ہے اسکا نام نہایت مفید ہے

جوشِ بہار ہے چمنِ روزگار پر
یعنی شبابِ یار ہے ہنگامِ دید ہے

لیتا ہے کون یہان سرِ عشاقِ باوفا
جنس گران بہا کی کہان پر خرید ہے

یہان جامہ حیات کی اوڑتی ہین دھجیان
جب سے قبائے یار کی قطع و برید ہے

کیا وصف روئے یار ہو صورت ہے نور کی
ذکرِ کلامِ یار کلامِ مجید ہے

پردہ نشین یار سے کہیو تو قاصدا — بندہ کمال آپ کا مشتاق دید ہے

اس بت کو چھوڑ کر حرم و دیر میں شیخ — عقل شریف سے یہ نہایت بعید ہے

طاقت گھٹی شباب گیا بال پک گئے — اب بھی وصال یار کے مجکو امید ہے

کتنا دکھا کے نامہ اعمال منتہی
جو کچھ کہ لکھدیا تھا یہ اُسکی رسید ہے

شب وصل یار نصیب ہو غم و رنج دل سے بعید ہے
یہ جو رات ہے شب قدر ہے یہ جو روز ہو دم عید ہے

وہ اُٹھا کے خنجر تیز دم لگا کہنے مجھسے یہ ہو ہم
اسی سُن ہے میرے اسیر غم در عشق کی یہ کلید ہے

ہوں خراب عاشق باوفا کرین چین فاسق وبیحیا
تری عقل سے یہ خلاف ہے تری شان سے یہ بعید ہے

مین دکھا کے خط عمل دلا یہ کہونگا حشر مین برملا
وہ جو لکھا تھا ازل کے دن سو یہ پڑھ لو اُسکی رسید ہے

یہ کہونگا عاشق زار سے اُسے پوچھ لے تو ہزار سے
کہین عشق گیسوئے یار سے تجھے زہر مار مفید ہے

یہ نشتر ہے شعبدہ جہان یہ جہان ہے بزم مسافران
یہ مکان دہوکے کا ہے مکان یہ زمانہ قابل دید ہے

جو تمہارا منتہی زار ہے یہی کہتا لیل ونہار ہے
اُسے ذوق طاعت یار ہے جو ازل کا نیک وسعید ہے

سامنا ہو ہون رندا جام مے آلود سے — آنکھ لڑی مدتون اختر مسعود سے

دولت وصلت مین پایا نکا کھٹکا ہو گر — جس سے ہو پیدا ضرر فائدہ اُس سود سے

خال لب یار سے او دل مغرور ڈر — کیا کیا کچھ ہے خبر پشّے نے نمرود سے

گرمی سادہ رخان دلکو کریگی کباب — چاہیے کرنا حذر آتش بے دود سے

عاشقی یار سے ہاتھ اٹھانا نہ دل — منہ نہ کبھی پھیرنا طاعت معبود سے
کر دیا قربان بندے بندۂ ناچیز کا — ایسی ہوئی کیا خطا عشق کی معبود سے
خشک و تر درد سے ہوگی نہ فرصت کبھی — ہے مری مٹی گندھی آب گل آلود سے
حسن کی جلوہ گری دید سے سیر نہ ہوئے — عشق نے پائی نمود ایک سیری بود سے
عاشقی یار کا ناصحا مانع نہ ہو — آدمی لاچار ہے عادت معہود سے
دولت وصل صنم کب ہو گوارا تجھے — شاد تو ہوگا فلک لب مرے بہبود سے
گرد رخ آتشین ہے جو خط عنبرین — ربط یہ کیونکر ہوا آتش و بارود سے
دانت دئے بھر دیا مستون سے منھ مرا — دانت نہ تھے جسگھڑی سیر کیا دود سے
یار کی تقریر سے آپ بھی کچھ ہین خبر — پوچھون گا اکدن ضرور حضرت داؤد سے

دولت وصل صنم ہوتی ہے کیونکر نصیب
پوچھونگا اکدن ضرور طالع مسعود سے

نہ خواہش مسند جم کی نہ مطلب فرش قالی سے — گدا کو بوریا بہتر ہے شاہونکی نہالی سے
لگایا اس پری نے منہ جام شراب پرتگالی سے — ہوئی ہر موج مے کی شاخ گل ہونٹونکی لالی سے
کوئی جاکر کہے اتنا ہمارے لاؤبالی سے — مزے لوٹے ہین ہمنے تیری تصویر خیالی سے
نہ رکھ سر غیر کا زانو پہ اپنے بت نادان — مقابل کاسۂ چینی نہ کر جام سفالی سے
توقع کب ہو دست بے کرم سے مرد عاقل کو — امید بار کب ہو باغبان کو خشک ڈالی سے
ریائی نقش سجدہ داغ پیشانی سمجھتے ہین — تنفر دل کو رہتا ہے ہمارے مہر جالی سے
حذر رہتا ہے چشم بے مروت سے مجھے ہردم — تنفر جس طرح ہو میکشونکو جام خالی سے
خم مے جسکو چاہے بخش دے او ساقی گردون — ہمارا چلو بھی بھر دے شراب پرتگالی سے
خفا و جور سے ڈرتے نہین ہین خاکسار اے دل — زمین دبتی نہین ہے اک جہان کی پائمالی سے
بھوونکو تانتا ہے ہر گھڑی ظالم سر محفل — کریگا قتل عاشق کو مگر تیغ ہلالی سے
نہ مانع گرمی عشاق کا ہو موسم گل مین — خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو خشک سالی سے
دلا بے عشق جانان کے صفت کرتے نہین شاعر — لگاتے منہ نہین میکش کسیدن جام خالی سے

شباب آخر ہوا ہر عضو تنکی گہٹ گئی طاقت
مگر ہم جو کتے ابتک نہین ہین دیکھا بھالی سے
اُسے زنجیر پہنائی گئی منت کے چھلے سے
رہا ہے عشق جانان منتہی کو خورد سالی سے

قاتلِ عالم سے کیا یارانہ ہے
دل چراغ گور کا پروانہ ہے
ہر مکان مین جلوۂ جانانہ ہے
عاشقون کا ہر جگہہ افسانہ ہے
چھین لیگا پہر زلفِ عنبرین
یہ دلِ صد چاک رشکِ شانہ ہے
لوگ کہتے ہین جسے پیرِ مغان
یار کا کیا جلوۂ مستانہ ہے
حلقۂ زہاد مین ہے وہ سیم بر
گنج ہے جسجا وہان ویرانہ ہے
جس جگہہ چلتے تھے کل جامِ شراب
آج وہان اُلٹا ہوا پیمانہ ہے
بیعتِ دستِ سبو سے یہ کھلا
سب سے بہتر مشربِ رندانہ ہے
کیون نہ پہانسے دولتِ دنیا ہمین
ہے وہان پر دام جسجا دانہ ہے
مرد آخر بین کے آگے منعمون
کثرتِ ہستی بہی اک ویرانہ ہے
کام کیا ہے اُسکو ملکِ ومال سے
پاس جسکے ہمتِ مردانہ ہے
ہجر مین اشکِ مسلسل زاہدا
عاشقون کا سبحۂ صد دانہ ہے
منتہی زیرِ قدم اُس یار کے
سر کٹانا سجدۂ شکرانہ ہے

دولتِ وصلت نہ ہاتھ آئی اگر تدبیر سے
ایکدن بگڑونگا جا کر کاتبِ تقدیر سے
کوئی کہدے جاکے چپ واعظِ بے پیر سے
مار ڈالین گے کمان ابرو نگہہ کے تیر سے
عاشق جانباز ہون شیدا ہون مفتون ہم
آپ کیا واقف نہین ہین اس مری توقیر سے
جی ہی دیتا ہے نگاہِ یار کا مارا ہوا
سچ ہے ناصح کون بچتا ہے قضا کے تیر سے
خواب مین وصلت ہے بیداری مین فرقت ہے نصیب
تنگ آیا ہون مین ایسے خواب کی تعبیر سے
مانی و بہزاد نے دیکھا مرقع جب ترا
دنگ بت ہو گئے خاموش و تصویر سے

کشش عشق پہ قادر جو مرا دل ہو جائے — فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہو جائے
دولتِ حسن سے اسکے جو مقابل ہو جائے — چشم دیدار طلب کاسۂ سائل ہو جائے
عہدِ پیری مین رہین یا نہ رہین ہوش و حواس — صبح کیا جانئے کیا حالت محفل ہو جائے
دم نکل جائے تو ہر عضو بدن کو ہو سکوت — شمع بجھ جائے تو خاموش یہ محفل ہو جائے
یار اٹھ جائے بغل سے جو دمِ بادہ کشی — شیشۂ دل صفتِ آبلۂ دل ہو جائے

ولہ

حسن کی دل مین مرے جلوہ گری رہتی ہے — بند اس شیشۂ نازک مین پری رہتی ہے
دل وہان کھلتا ہے جسجا کہ رہے جام شراب — دانہ وہان اگتا ہے جسجا کہ تری رہتی ہے
طفلی و عہد جوانی کا نہ پوچھو احوال — بیخودی آگئی تھی اب بے خبری رہتی ہے
باغ عالم مین نہین دست کرم کو ہے زوال — شاخ یہ وہ ہے جو تا حشر ہری رہتی ہے
یاد مین جام و صراحی کے ترے اے ساقی — دل بھرا رہتا ہے آنکھون مین تری رہتی ہے
مے و معشوق سے دولت سے بہارِ گل مین — چکسیان رہتی ہین یارونکی چری رہتی ہے
ہر گھڑی رہتا ہے خالِ رخِ محبوب کا دہیان — آج کل سامنے کو تہ نظری رہتی ہے
بیٹر سی بھیٹر لگی رہتی ہے کوچے مین ترے — جنس الفت کی مگر وہان پہ کھری رہتی ہے
نقد دل لیتے ہو ہر ایک کا لے بوس و کنار — آپکے دہیان مین کیا مفت بری رہتی ہے
ہاتھ پکڑا ہے مرا دست جنون نے جب سے — ہر گھڑی مد نظر جامہ دری رہتی ہے
بال کھولے نہین پھرتا ہے اگر وہ سفاک — پھر کہو کیون مجھے آشفتہ سری رہتی ہے

رند وہان بستی ہین جسجا ہو خم و خمخانہ
تیر وہان رہتی ہین جسجا کہ تری رہتی ہے

جگہ چمن مین جو دی ہمکو آشیان کے لیے — بڑا کے ہاتھ قدم ہین باغبان کے لیئے
کمال بدر پہ ہر وقت آنکھ پڑتی ہے — تڑپ رہا ہون مین اک یار نوجوانکے لئے
بوقت نزع کھلا ہم کو یہ ہزار افسوس — جہان ہمارے لئے تہا نہ ہم جہانکے لئے
اُسی حسین سے ہین عشاق شہرۂ آفاق — فروغ ہو گیا یوسف سے کاروان کے لئے

بلند رتبہ دلا بیقرار رہتے ہین
نہ مضطرب ہو کہ گردش ہے آسمانکے لئے

کبھی چمن مین کبھی اُس گلی کا پھیرا ہے
زمین پسند مین کرتا ہون اک مکان کے لئے

نکر سکا مین زرا رُعبِ حسن سے فریاد
دہن کو کھول کے مین رہگیا فغان کے لئے

قفس مین حال ہے جو بلبلِ خوش الحان کا
وہی ہے حال دہن مین مری زبانکے لئے

فروغ خانہ دلکو ہے داغ الفت سے
مکین نہ ہوئے تو رونق نہین مکانکے لئے

عصا ہے قد خمیدہ کے واسطے لازم
ضرور چاہئے چلا دلا کمانکے لئے

ولہ

جہان نظر مجھے ابرِ بہار آتا ہے
خیالِ رحمتِ پروردگار آتا ہے

چمن مین ساقیِ گلگون عذار آتا ہے
کہ کھیلنے بطِ مے کا شکار آتا ہے

وہ لیکے جام مے خوشگوار آتا ہے
میرا انیس مرا غمگسار آتا ہے

سوا ے حکم ترے کب قدم ہلا کسکا
یہ کس حساب کو روز شمار آتا ہے

لپٹ کے روتا ہون گیا کیا لحد کی پہلو سے
کسی کا یاد جو بوس و کنار آتا ہے

خدا ہی جانے کہ کس بحرِ حسن سے چھٹ کر
عدم سے آتا ہے جو اشکبار آتا ہے

اسی بھی برقِ نگاہِ صنم نے پھونکا ہے
جو پیکِ یار بہت بیقرار آتا ہے

بجا کے دیر مین ناقوس دی حرم مین اذان
کہان کہان تجھے عاشق پکار آتا ہے

برنگ بوئے گل اسکا مزاج ہے لیکن
ہوا کے گھوڑے پہ ہر دم سوار آتا ہے

یقین ہو تا ہے مجکو مقامِ عاشق کا
جو روبرو مرے ویرانہ دیار آتا ہے

جو دیکھتا ہون ترا عقدۂ شب گیسو
خیالِ نافۂ مشک تتار آتا ہے

اٹھایا سر کو افق سے جو ماہ نو رنے
پکارا دل مرا گردون وقار آتا ہے

عذابِ نزع سے چھٹ جائے منتقی دم مین
کہو پکار کے وہ تیرا یار آتا ہے

دو رکس طرح سے یہ خواہشِ دنیا ہووے
قطع کس طرح مرا دستِ تمنا ہووے

کس طرح دل مین ہو اُس بحرِ لطافت کا خیال
بند اس کوزی مین کس طرح سے دریا ہووے

نظرِ بد سے جو اُس مہر لقا کو دیکھے — کور ہو جائے اگر دیدۂ بینا ہووے
خس ہمجنس سے کرتی ہے نہایت غیرت — جامۂ جسمِ گل دامنِ صحرا ہووے
بزم مین عاشق و فاسق کا مجمع ہے اے دل — مجھکو معلوم نہین یار وہ کس کا ہووے
زخم وہ تیغِ تبسم کا لگا ہے دل پہ — سی سکے اُسکو نہ گر سوزنِ عیسیٰ ہووے
ناز دل کم نہ سمجھنا کبھی اے اہلِ نیاز — یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہووے
می پرستی کا جو آئے مرے ساقی کو خیال — مے سے لبریز ابھی گنبدِ مینا ہووے
جھوپڑا تیرا جلے آتشِ گل سے صیاد — پھر مرغانِ چمن خوب تماشا ہووے
بزم مین میری اگر ساقی مہوش آ جائے — پھر نہ خاموش کبھی شیشۂ مینا ہووے
ہجر مین رہتا ہے اس مرتبہ مشتاق ترا — وصل ممکن ہو تو پھر حال ترا کیا ہووے
رخِ رنگین پہ نمو ہو نہ غبارِ خط کا — جامۂ گل نہ کبھی میلا ہووے
ضبطِ گریہ رہے لبتک نہ کبھی آئے فغان — عقدۂ مہر و محبت نہ دلا وا ہووے

اُس سے ہو سکتی ہے تعریفِ بتِ پردہ نشین
منتظمی جسنے کبھی آنکھ سے دیکھا ہووے

جاہ و حشم نہ ملکِ شہنشاہ لیجیے — جامہ جو ساتھ لائے تھے ہمراہ لیجیے
عاشق ہون یار تک کوئی تلہ لیجیے — پیاسا ہون مین کوئی طرفِ چاہ لیجیے
مے کو مریدِ میکدہ ہمراہ لیجیے — بنتِ عنب کو بندۂ درگاہ لیجیے
کعبے کو شیخ جائے کلیسا کو برہمن — ہم چلتے ہین اودھر جدھر اللہ لیجیے
ان بے نواؤں کا خطِ تقدیر دیکھنا — بن عشق کے یہان گدا لقبِ شاہ لیجیے
مین جانتا ہون منزلِ مقصود سامنے — اُس راہ سے جو یہ دلِ آگاہ لیجیے
موقوف دیر پر نہ ہو کعبے پہ خضرِ دل — جس راستے ملے وہ اُسے راہ لیجیے
پوچھون گا وقتِ نزع کسی خاکسار سے — کیا چھوڑا ملک و مال سے کیا ساتھ لیجیے
کس کو عدم سے کھینچ کے لایا وجود مین — اب دیکھیے کہ ہر سببِ دلخواہ لیجیے
بازارِ دہر مین درمِ آخر کو ناصحا — جو کچھ کما گئے وہی ساتھ لیجیے

صبحِ وصالِ یار ہمین بھی نصیب ہو | تقدیر جانبِ گرہ ماہ لے چلے

دل نابلد ہے راہ سے قاصد ہو ناپدید
کوئی بتان مین اب ہمین اللہ لیچلے

یار و اغیار سے بگڑتی ہے | آج تقدیر اپنی لڑتی ہے
جبکہ قاتل سے آنکھ لڑتی ہے | ایک تلوار دل پہ پڑتی ہے
خاکساری پہ باندھا ہون کمر | میری قسمت زمین پکڑتی ہے
یہ وہ میزانِ چشم ہے اپنے | جسمین دنیا کی چیز تڑتی ہے
پھونکتے ہین بتانِ گرمِ گرم | کوہسارون سے آگ جھڑتی ہے
کر نہ یادِ شباب پیری مین | چیز جو بنتی ہے بگڑتی ہے
گوشِ گل کر ہے چشم نابینا | باتمین بلبل عبث تو گھڑتی ہے
میری آغوش سے وہ جاتا ہے | روح قالب سے اب بچھڑتی ہے
آستین پھر صنم چڑھاتا ہے | پھر کہین آجکل بگڑتی ہے
طاق ہوتی ہے طاقتِ ہر عضو | کیسی بستی بسی اوجڑتی ہے
یاد آتی ہے جب وہ نوکِ مژہ | پھانس سی اک جگر مین گڑتی ہے
گریان کرتے ہین بتِ کم سن | سنگ ریزون سے آگ جھڑتی ہے
رعب سے جنکے کانپتی تھی زمین | خاک انکی پڑی لتھڑتی ہے

منتقی تیری سخت جانی سے
موت بھی ایڑیان رگڑتی ہے

مصیبت مری جان پر ہو گئی | تجھے دیر جب نامہ بر ہو گئی
شبِ ہجر اکثر ادھر ہو گئی | اجل مجھسے تو بیخبر ہو گئی
کیا آہ نے میری پیدا اثر | مگر خشک تھی شاخ تر ہو گئی
وہ کل کھینچ کر تیغ کو رہ گیا | قضا میری مجکو سپر ہو گئی
مٹا عہدِ پیری کا داغِ دلی | خموشش اپنی شمعِ سحر ہو گئی

مٹے دل سے چھالے تپ ہجر کے — یہ شاخ اجکل بے ثمر ہو گئی
لے آیا پیامِ وصالِ صنم — مری زندگی نامہ بر ہو گئی
ہوا پیری مین جوشِ عہدِ شباب — کھلی آنکھ جبدم سحر ہو گئی
دکھاؤ نگا نامہ تجھے حالِ یار — کشش دلمین پیدا اگر ہو گئی
رہا دیو فرقت کا وہ سامنا — کہ اپنی طبیعت نڈر ہو گئی
ہوا مجکو تارِ نظر کا گمان — وہ نازک تمھاری کمر ہو گئی
بیاضِ سحر ہو گی فردِ عمل — اگر دل سے یہ چشم تر ہو گئی
کہا دردِ فرقت تو ہنسکر کہا — تمھاری بھی یوہین بسر ہو گئی
خط شوق لکھ لکھ کے عاشق موا — عبارت بڑی مختصر ہو گئی
کیا کام دل کا جگر کا کبھی — نگہ تیری تیغ دوسر ہو گئی
پھرے مردمِ دیدہ اس تک کیا — خدائی ادہر سے ادہر ہو گئی
رگِ گل کا مجکو یقین ہو گیا — یہ اس گل کی نازک کمر ہو گئی
عدم سے ہوا مجکو ممکن وجود — کدہر تھی طبیعت کدہر ہو گئی
فغان کش ہر مضطرب ہے عقل دلی — کسی بد نظر کی نظر ہو گئی

بچا شب مرے ہاتھ سے فتنہ جو
میان منتہی خیر سے سر ہو گئی

عشق تو شایانِ دل ہر عشق کو دل چاہیے — می تو قابل منھ کے ہو منھ میکی قابل چاہیے
بادشاہ ہونکو مبارک تخت و تاج و ملک و مال — ہون گدائے دہر مجکو نقش عادل چاہیے
دیر ہو وہی یا حرم یا ہو خرابات مغان — کوئی ہو بندیکو راہ عشق کامل چاہیے
انتظامِ ملکِ وحشت کیا عاقل کا نہین — اس علاقہ کے لئے دیوانہ عامل چاہیے
دیکھتے ہو اک نظر سے عاشق و فاسق کو یار — آدمی کو امتیاز حق و باطل چاہیے
منھ مری جانب کو کرکے آج کہتا ہی وہ شوخ — بار الفت کا ہمین بھی ایک حامل چاہیے
رکھیے آنکھون پر اُسی دلمین جگہ پھر دیجیے — آمد اُس محبوب کی منزل بمنزل چاہیے

بدنداقونکو ندینا سا قیا جام شراب — ایسے بے مغزون کو پیاری زہر قاتل چاہئے
جلوۂ دیدار دکھلانیکو گر اُلٹے نقاب — حال سے ہوجائیے ہراک اپنے غافل چاہئے

ولہ

جفا کی بے گنا ہون پر جفا کی — کہ جسنے عشق بازی کی بنا کی
نصیحت ہمکو پیر پارسا کی — مفید اک موج ہے باد صبا کی
رہی یہان فکر وصلت انتہا کی — وہان قسمت مری مجبر ہنبا کی
ہراک حالت مین دل کا یا جگر کا — نگاہِ یار کام اپنا کیا کی
نوشتہ قدر و قسمت کا مٹی کب — سپر ممکن نہین تیغ قضا کی
ستا کر عاشق شیدا کو ظالم — جہان مین اپنے اوپر خود جفا کی
اوڑا کر دشتِ وحشت سے یکایک — صبا سچ کہہ ہماری خاک کیا کی
ملائک تک لگے دم بھرنے اُسکا — مرے محبوب نے کل وہ ادا کی
کرون گلشن مین جا کر آہ گر سرد — بہت برباد ہو مٹی صبا کی
شبِ وصلت بڑی بیماریٔ عشق — عجب تاثیر دیکھی اِس دوا کی
لپٹ کر آئی ہے کاکل سے اُسکے — بسی ہین مشک سے نعلین صبا کی
حریصِ چشمِ شاہنشاہِ عالم — مری نظرون مین کشتی ہر گدا کی
جہان کی بحر مین سو بار دیکھا
نظر آئی نہ صورت آشنا کی

عاشق یار جفا کار ہوا چاہتا ہے — سر مرا تنکو مرے بار ہوا چاہتا ہے
دل کا ہراک خریدار ہوا چاہتا ہے — گھر مرا مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے
دل رہِ عشق مین ہوشیار ہوا چاہتا ہے — صفتِ دیدۂ بیدار ہوا چاہتا ہے
دل کو وحشت سے سروکار ہوا چاہتا ہے — یہ تماشا سرِ بازار ہوا چاہتا ہے
آئینہ کا وہ طلبگار ہوا چاہتا ہے — حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ ہوتا ہے زلفِ بتِ ہرجاے کا — دل کو سودا سرِ بازار ہوا چاہتا ہے

آئینہ رویونکا رہتا ہے تصور مجکو
دل مگر طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے

نغمۂ بلبلِ گلزار پسند دل ہے
کس کا یہ مائلِ گفتار ہوا چاہتا ہے

دمبدم تولتا ہے تیغ نگہ کو اپنی
کس کا وہ مائلِ آزار ہوا چاہتا ہے

تاک جھانک اوسکی طبیعت کو لگی رہتی ہے
عاشقِ روزنِ دیوار ہوا چاہتا ہے

سُنکے احوال محبت مرا بولا وہ شوخ
کس لئے جان سے بیزار ہوا چاہتا ہے

شیفتہ دستِ حنائیکا وہ ہوتا ہے کبھی
دیدۂ دل مرا خونبار ہوا چاہتا ہے

اُسکی زلفون کا تصور مجھے رہتا ہے مدام
دل بلاؤن مین گرفتار ہوا چاہتا ہے

اسیرِ عشق کی اے دل رہائی مشکل ہے
یہ وہ مرض ہے کہ جسکی دوائی مشکل ہے

کمال عشق کی دل مین سمائی مشکل ہے
ہوا ثبوت کہ کارِ خدائی مشکل ہے

غبارِ خط نکل آیا ہے رُوئے روشن پہ
کہو تو صاف کہون مین صفائی مشکل ہے

مُدام مین متی عشرت سے چور رہتا ہون
مری سے شیخ تجھے پارسائی مشکل ہے

جہان مین شاہ کو ہر ایک شی پہ قدرت ہے
تیرے گدا کی تو حاجت روائی مشکل ہے

غرور شاہ کو زیبا ہے جسقدر ہووے
مگر گدا کو ترے کج ادائی مشکل ہے

سر غرور تجھے عجز ہے مجھے زیبا
تجھے ہے سہل مجھے کج ادائی مشکل ہے

ذرا بھی تجھ مین محبت کی بو نہین پاتا
خفا نہ ہوئے تو کیون دلربائی مشکل ہے

فغان سوال ہے جسکا صدا ہے آہ دلی
تمھارے کوچکی پیارے گدائی مشکل ہے

یقین ہے کوچہ کا کل مین دل کا رہجانا
زیادہ اس سے سر مو رسائی مشکل ہے

حرم مین دیر مین ہے سہل تر تجھے جانا
مگر مرے درِ دل تک رسائی مشکل ہے

نفسِ سگِ پلید کو گر اپنے مارئے
مانند شیر دشتِ جہان مین ڈکارئے

اُس گل کو جوشِ گل مین یہ کہکر ابھارئے
گلشن مین عندلیب کو چلکر پکارئے

پھر مرغِ دلکو پھانسئے پھر جال مارئے
پھر ہو سکے تو آپکے گیسو سنوارئے

پیری مین کیف عشق سے توبہ تو کیجئے — منزل رہی ہی تھوڑی سے ہمت نہ ہاریئے
گرداب بحر عشق کے چکر مین رات دن — کون آشنائے حال ہے کس کو پکاریئے
دل دے کے جور و ظلم کا شکوہ نہ کیجئے — دو دن کی زندگی کسی ڈھب سے گذاریئے
اہل ہوس کی دہر مین مٹی خراب ہے — گلیون مین خاک چھان رہے ہین نیاریئے
مانند زلف غیر کو کیون سر چڑھایئے — آنکھون سے شکل اشک کے اوسکو اُتاریئے
پیدا کرین اثر جو ذرا اشک ناصحو — ان موتیون پہ ہنس کو سو بار واریئے
جز میرے دال آپ کی گلتی نہین کہین — یون منھ سے جتنی چاہئے شیخی بگھاریئے
نالہ جو زیر تیغ کیا مین نے جس گھڑی — بولے کہ ایکدم کے لیئے دم نہ ماریئے
توبہ شراب عشق سے کس طرح سے کیجئے — کیونکر یہ جن چڑھا ہوا سر سے اُتاریئے
کیا کیا نہ دوست اپنے میان عدم گئے — کس کو تلاش کیجئے کس کو پکاریئے
اُس بُت کے بحر حسن مین دل کو ڈبوئیے — اس کشتی حیات کو یون پار اُتاریئے

منظور ہو جو راحت کونین منتقی
ہاتون کو کھینچ لیجئے پاؤن پساریئے

میٹھی ہے ایسی بات اُسکی — لونڈی ہے اک نبات اُسکی
سمجھا نہ مین ایک بات اُسکی — سمجھے کیا کائنات اُسکی
عالم ہے بے ثبات اے دل — اک ذات کو ہے ثبات اُسکی
مہ اسکا ہے آفتاب اُسکا — دن اُسکا ہے اور رات اُسکی
کس منھ سے کرون مین وصف اُسکا — ہے عقل سے دور ذات اسکی
ممبر پہ جو بک رہا ہے واعظ — کب سنتا ہون خیریات اُسکی
ہے دولت حسن پاس تیرے — دیتا نہین کیون زکات اُسکی
ہے جو کہ شہید تیغ تسلیم — ہے مثل خضر حیات اُسکی
دم دیکے نہ نقد دل کو لیلی — چل جائے کہین نہ گھات اُسکی
جو دل کہ ہے غرق بحر دنیا — کیونکر ہو گی نجات اُسکی

دل جاتا ہے سوئے کوئے قاتل — خالق رکھے حیات اسکی
دم دے کے لے آیا یار کو دل — کیا رہ گئی آج بات اسکی

تنہا نہین ملتی کسی جا
تقدیر ہے اسکے ساتھ اسکے

دشمن و دوست کی تدبیر سے کیا ہوتا ہے — وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
تودہ خاک ہے انسان کا جسم خاکی — ایک جھونکے سے ہلکی وہ ہوا ہوتا ہے
فرقت یار کا جو کچھ کہ ہے صدمہ دل پر — لائے اسکو زبان پر تو گلا ہوتا ہے
عاشقون کو نہ ڈرا حشر کے دن سے واعظ — روز فرقت انہین روز جزا ہوتا ہے
سر نوشتہ ازلی سے نہین پھر سکتا ہون — پھر جو ہوتا ہے مرے حق مین بجا ہوتا ہے
دل جو رہتا ہے زمانے کی کدورت سے بری — آئینہ سے بھی زیادہ وہ صفا ہوتا ہے
نقد دل دیتا ہون بوسے کے عوض مین تجکو — جو بھلا کرتا ہے اوسکا بھی بھلا ہوتا ہے
نوروز جسکو زمانے مین میسر ہوئے — عشق کا فن اسے البتہ روا ہوتا ہے
صدمہ جو وقت گذرتا ہے شب فرقت کا — شب وہ ہوتی ہے مین ہوتا ہون خدا ہوتا ہے

ولہ

کلی جو گل کی چٹک رہی ہے طبیعت اپنی کھٹک رہی ہے
جہان مین وحشت بھٹک رہی ہے ہزار سر کو پٹک رہی ہے
چمن مین ہر جو کہ شاخ سنبل عروس گل کی وہ یا ہو کاکل
تجھے خبر ہے کچھ اسکی بلبل جو اسکے منھ پر لٹک رہی ہے
وہان مجھے شوق دل تو لیجا جہان نہ ساغر نہ ہوئے مینا
ہر رنگ ساقی ہر اک بیٹھا شراب خالص ٹپک رہی ہے
چمن مین بلبل یہی پکارہی تو میکشون کی پھر آئی باری
زبان یہ شیشے کے ہی یہ جاری شراب لو یہان ڈھلک رہی ہے
کہین یہ مجمع ہے میکشون کا کہین اکھاڑے ہین ان ہنسون کا

کہین برستا ہے بادلون کا کہین پہ بجلی چمک رہی ہے
مژہ کی الفت مین زار بنکر رہا ہون موی لگار بنکر
یہ سانس سینے مین خار بنکر جگر کے اندر کھٹک رہی ہے
نہ اسمین آئی ذرا کدورت گلون کی میلی نہ سباحت
صبا چمن مین پئے لطافت گلون کے جامی پٹک رہی ہے
نہین بگولا سیاں ہاموں جو مجھ سے پوچھو تو صاف کہدون
تلاش لیلی مین روح مجنون ہر ایک جانب بھٹک رہی ہے
غرور حسن اسے لگا رکب تک چمن کے اوپر بہار کبتک
رہو گے زیب کنار کب تک خزان ہر اک گل کو تک رہی ہے
جہان نہ بھٹی نہ میکدہ ہے عجب طرح کا مگر سما ہے
خم فلک مین یہ کیا بھرا ہے شراب جا فی ٹپک رہی ہے
کہون مین فقرہ وہ ہے ہنسی کا چراغ محفل کا ہے فلیتا
چھٹا جو شملہ ہے جو شیخ جی کا یہ انکی نتیمی لٹک رہی ہے
بہار لایا ہے ساغر گل بھرے ہین گویا پیالۂ مل
نہین ہے محفل مین شور قلقل چمن مین بلبل چہک رہی ہے
لڑائے کسنی ہے آنکھ اوپر لگاہ اسکی ہے نتل خنجر
مین دیکھتا ہون کہ چشم اختر فلک کے اوپر جھپک رہی ہے
ہمارے دل مین نہین ہے کینہ کہ جیسے بیجرم ہو نگینہ
یہ بحر ہستی کا ہے سفینہ اسی پہ دنیا پھڑک رہی ہے
بہار ہر دور مسکنی کی گلون کی رنگت ابھی ہی پھیکی
عجب حالت ہے منتھی کی ابھی سے چھاتی دھڑک رہی ہے
بغل مین یار رہے جام آفتاب رہے — عدو کا آتش حسرت سے دل کباب رہے
دھرا ہے جب سے قدم کوچہ محبت مین — بہت تباہ رہے خانمان خراب رہے

وفور نور ہوا مانع نظارۂ مہر　　فروغ حسن کا رخ پر ترے حجاب رہے
کھلے جو دفتر طول عمل مرا واعظ　　جزا کے روز ہر اک شخص بے حساب رہے
فروغ حسن ہے پردے میں پھونک ہی دیگا دل　　کہو تو کیا ہوا گر یار بے نقاب رہے
رہیں شگفتہ مرے دل میں داغ عشق مدام　　چمن میں جیسا کہ پھولا سدا گلاب رہے
قدم یہ تاکی رہے کوچۂ محبت میں　　ہزار طرح کے دل پر مرے عذاب رہے
ہوئی کبھی نہ زمانی میں آبرو ریزی　　گہر کی طرح سے ڈوبے میان آب رہے
فروغ حسن وہ مجکو دکھا دے پردے سے　　کہ جس سے یار مرے نور آفتاب نہ رہے

ولہ

شب کو نہ چین ہے نہ تو دن کو قرار ہے　　قابو میں دل ہے اپنے نہ پہلو میں یار ہے
نظارہ حسن کا ہے شب وصل یار ہے　　ممکن خدا کے فضل سے سیر و شکار ہے
سنتا ہوں اسکی نغمہ سرائیکی دھوم دھام　　موسم میں گل کے دیکھنا میں ہوں ہزار ہے
آغاز خط سبز ہے روئے نگار پر　　گویا کہ صحن باغ میں ابر بہار ہے
بس دل وہی کدورت دنیا سے دور ہے　　آئینہ وار ہے وہ اس سے دوچار ہے
مرتے ہیں اسپہ عاشق و معشوق ابتدا　　جو بن یہ اس پہ کیسے عجائب بہار ہے
ایک ایک عقد ہوئے معنبر یہ یار کے　　صدقے ہزار نافۂ مشک تتار ہے
وہ آشنائے حال ہیں وہ ہیں شفیق حال　　غصہ ہے درد و غم ہے شب انتظار ہے
اغیار کا تو یار سے اے دل گلا نہ کر　　اُسجا یہ خار جاہے جہاں بہار ہے
اسکے سمند ناز سے اٹھا تھا ایکدن　　جسکا بگولہ نام ہے اپنا غبار ہے
آئی بہار پھرتے ہیں دیوانگان عشق　　ہر سمت اونکا شور ہے ہر سو پکار ہے

فرزند ارجمند سے ہے یار منتفی
دنیا میں نام نیک ترا یادگار ہے

اسیر عشق صنم کی رہائی مشکل ہے　　ملے جو شیر و شکر پھر جدائی مشکل ہے
دعائے دولت وصلت تو میں کروں لیکن　　در قبول تک اسکی رسائی مشکل ہے

کلام یار سر بزم سن کے آیا ہون — چپ عندلیب چمن خوش نوائی مشکل ہے
مرید پیر خرابات مین ہوا تو کھلا — اے شیخ شہر بہت پارسائی مشکل ہے
کھو لگا بلبل باغ جہان سے مین چلکر — خموش رہئے بہت خوشنوائی مشکل ہے
خبر ہے تجکو اگر یار سخن اقرب کی — یہ وصل وہ ہے کہ جسکی جدائی مشکل ہے

کھلا یہ کوئے محبت کے رہنے والونسے
تری گلی کی نہایت گدائی مشکل ہے

ہوا ثبوت جہان مین بہار آتی ہے — کہ ہر طرف سے مجھے بوئے یار آتی ہے
چمن مین آج مئی خوشگوار آتی ہے — مری انیس مری غمگسار آتی ہے
ہمارے پاس می خوشگوار آتی ہے — کہون مین رحمت پروردگار آتی ہے
چمن مین جبکہ عروس بہار آتی ہے — ہزار طرح کا کرکے سنگھار آتی ہے
کہ ہر موج نسیم بہار آتی ہے — ہزار جانسے جو سینہ فگار آتی ہے
عجیب شان سے فصل بہار آتی ہے — لئے ہوئے بطے کا شکار آتی ہے
کمال ضبط طبیعت پہ اپنی رہتا ہے — کمال خواہش دل ہمکو بار آتی ہے
دل و جگر کا عیان حال مجھپہ رہتا ہے — تمام دن خبر ہر دیار آتی ہے
اٹھاکے ہاتھ دعا مانگ تاکہ ہو مقبول — یہ بات ہاتھ کہین بار بار آتی ہے
چلے ہی جاتے ہین دن رات یار سوئے عدم — ہماری دیکھئے کس روز بار آتی ہے
یہ سب نشان ہین نیرنگ ساز عالم کا — نظر جو صورت نقش و نگار آتی ہے
نکلتی آہ ہے جو منھ وہ شرر افشان — جو شمع آتی ہے وہ اشکبار آتی ہے

عروس گل پہ پڑی اوس منتھی شاید
جو شبنم آج بہت اشکبار آتی ہے

وہی جنون سے بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی
وہ مجبوری وہ ناچاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی دل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہ اُس مہ سے چھپی یاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
خفی دلکی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رہِ الفت کا جویان ہون اُسی کوچیکا پویان ہون
وہی گردش وہی خواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گریبان چاک رکھتا ہون پریشان حال رہتا ہون
جنون کی وہ خفا کاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی لپکا ہے ان آنکھون کو اپنی دیدبازی کا
نہایت سخت بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے انتظار اُس یار پردہ پوش کا ہردم
وہی آنکھون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے روز فرقت شکل عزرائیل کے ہم کو
وہی شب موت سے بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پیام وصل ہے انکا وہی انکی محبت ہے
وہی راہِ وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

شمشیر ناز یار کی جبدم اوگل پڑے — اس رشتۂ حیات مین کیونکر نہ بل پڑے
اللہ رے خوشی مجھین عاشق کے قتل کی — فوارہ خون کا دیکھ کے صاحب اچھل پڑے
وعدہ خلاف یار دل بیقرار کو — ہردم کے انتظار مین کس طرح کل پڑے
یاد آئے جس گھڑی دردندان تری صنم — بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے
اس جذبۂ دلی سے مین جبوقت کام لون — پردہ نشین یار وہ باہر نکل پڑے
کیا کیا نہ پیچ پاخ کئے ہم سے یار نے — کیا کیا نہ اپنے رشتۂ الفت مین بل پڑے
پست و بلند عشق کی منزل نہ پوچھئے — کیا کیا نہ سامنے مرے دشت و جبل پڑے
نظارہ کرنے ہی مین گرے دلسے یار کے — اشک تھے کہ آنکھ سے اک پل مین ڈھل پڑے

کیون دل صفائی عارضِ جانان کو دیکھکر ۔۔۔ اُفتادِ رآب یکایک پھسل پڑے
بیخودِ مئے شباب سے رہتے ہو جانِ جان ۔۔۔ شمشیر ناز ایسا نہ ہو وا اگل پڑے
گذری ہین انتظار مین کل بیقراریان ۔۔۔ یا رب کسیطرح سے مجھے آج کل پڑے
کوسون کبھی ہماری طبیعت سے دور ہے ۔۔۔ یہ تیغ وہ نہین ہے کہ کچھ بھی بل پڑے

خالی رہے کبھی نہ شراب وکباب سے
اوقات منتقی مین نہ یا رب خلل پڑے

نقش جب جب کوئی دکھاتا ہے ۔۔۔ نام تیرا ہی یاد آتا ہے
دردِ فرقت کا جب ستاتا ہے ۔۔۔ وصل کا روز یاد آتا ہے
ہمنے دیکھا ہے روئے تابان کو ۔۔۔ پھر نظرون مین کب سماتا ہے
شعلۂ آتشِ غمِ فرقت ۔۔۔ آگ دل مین مرے لگاتا ہے
دردِ دل انتظارِ جانان کا ۔۔۔ گہ اٹھاتا ہے گہ بٹھاتا ہے
فرقتِ مہر وش مین عاشق کو ۔۔۔ کس طرح سے قرار آتا ہے
میرا چلو ہی مے سے بھر ساقی ۔۔۔ اورونکو جام تو پلاتا ہے
سن چکا ہون مین گفتگوئے یار ۔۔۔ نغمۂ بلبل عبث سناتا ہے
بھیجتا ہے نہ وہ پیامِ وصال ۔۔۔ نہ لگی کو مری بجھاتا ہے
بھی تسکین یہ دل سے کہتا ہون ۔۔۔ یار آتا ہے یار آتا ہے
اتنا کھیتو ہم بر اُس سے ۔۔۔ دیوِ فرقت ہمین ستاتا ہے
آئینہ ہون غبارِ دنیا کا ۔۔۔ خاک بین کیون مجھے ملاتا ہے
سرمۂ چشمِ سیاہِ جانان کا ۔۔۔ کیا مجھے دور کی بجھاتا ہے

دیوِ غمِ ہجرِ یارِ جانی کا
منتقی کیا مجھے دکھاتا ہے

کہہ دیا ہے جو تونے ہوتا ہے ۔۔۔ وہی اگتا ہے جو تو بوتا ہے
وقت پیری ہوا تو روتا ہے ۔۔۔ آج فردِ عمل کو دھوتا ہے

دل کو دیتا ہے کیون پئے دنیا ۔ موتی کانٹون مین کیون پروتا ہے
یاد آتی ہے کاوش مژگان ۔ کانٹے دل مین کوئی چبھوتا ہے
پیری آئی شباب چل نکلا ۔ حیف کس نیند یار سوتا ہے
نقد دل دیتا ہے پئے دنیا ۔ دولت لازوال کھوتا ہے
دل کو کرتا ہے غرق بحر ہوس ۔ ایسی کشتی کو کیون ڈبوتا ہے

ولہ

وصال یار مین فقرے بڑے بلا کے چلے ۔ چمن مین رات کو جھونکے بہت ہوا کے چلے
عدم سے لائے تھے آئینہ وار اپنا تن ۔ غبار ہستی ناشاد مین ملا کے چلے
ہمارے دلپہ یہ داغ فراق یار لگے ۔ برنگ سرو چراغان اسے بنا کے چلے
جہان کی بزم مین سوز غم محبت سے ۔ مثال شمع ہر اک استخوان جلا کے چلے
برنگ عارض دلدار رنگ لاتی ہین ۔ گلون کے منھ پہ تماچے بہت صبا کے چلے
منشی نے آپ کی پامال کر دیا دل کو ۔ چلے تو آپ مگر خاک مین ملا کے چلے
تلاش یار کو آئے تھے ملک ہستی مین ۔ کہ زخم اپنے بہت تہمتن لگا کے چلے
صبا یہ کہیو تو اُس شہسوار عالم سے ۔ سمند ناز سے دلکو مرے بچا کے چلے
عدم سے آئے تھے دنیا مین سیر کی خاطر ۔ ہزار بار اسی بار آزما کے چلے
کدورت دل عشاق جس سے اوڑ جاتی ۔ نہ ایسے جھونکے الٰہی کبھی ہوا کے چلے

مرے طرف سے فقط پھیر کر وہ منھ بیٹھا
کبھی جو بزم مین نشتہ کر حیا کے چلے

رہ گئے اشکون مین لخت جگر آتے آتے ۔ رک گئے بحر سے لعل و گہر آتے آتے
تھم گئے قطرۂ خون جگر آتے آتے ۔ رک گئے مجمر دل سے شرر آتے آتے
ہوتے ہوتے نہ ہوا مصرعہ رنگین موزون ۔ بند کیون ہو گیا خون جگر آتے آتے
تھم گئے اشک مرے آنکھ سے ڈھلتے ڈھلتے ۔ رہ گئے چشم صدف سے گہر آتے آتے
رہ گیا لکھنے پہ غماز دلکے سن سن کے مری ۔ پھر گیا یار مرا راہ پر آتے آتے

دیدیا نقد دل اُس تبکو بغیر از جائے
ہو گیا راہ مین کیسا ضرر آتے آتے

دیکھتے دیکھتے دیکھین گئے مرے جوہر طبع
آئین گے آئین گے اہل نظر آتے آتے

کیا پھرا زنگ کدورت سے یہ آئینہ دل
جو نظر آئے نہ وہ پھر نظر آتے آتے

گردش چشم نے کس کو تہ و بالا نہ کیا
ہو گئے زیر و زبر راہ پر آتے آتے

اشک خونی نہین آتے ہین جو آنکھون سے تری
کیون رکی مشفق دل کی خبر آتے آتے

اوتارا مرا اسنے سر آتے آتے
یہ قصہ کیا مختصر آتے آتے

رہا آہ مین کیون اثر آتے آتے
نہ آیا مجھے یہ ہنر آتے آتے

ہوئے سد رہ تیرہ بختی ہماری
پھرا راہ سے شب قمر آتے آتے

یہان تک کہ ہے آمد و شد نفس کی
کدھر گم ہوا نامہ بر آتے آتے

چلے راہ وہ پیچ کی اپنے گھر سے
سحر ہو گئی میری گھر آتے آتے

کدھر گم ہوئے میرے ہمراہی یارب
کدھر کو گئے ہم سفر آتے آتے

صفا کیسا تھا آئینہ دل کا اپنا
نظر کیون نہ آیا نظر آتے آتے

یہان فرد عصیان کی دھونیکے خاطر
لے آیا ہون مین چشم تر آتے آتے

ہوا غیر کا وہ مرا ہوتے ہوتے
ملا خاک مین وہ گہر آتے آتے

گئی جان پیری ہی مین فرقت سے پہلے
ہوئی صبح وقت سحر آتے آتے

طبیعت تھکی شعر لکھ لکھ کے شب کو
نہ آیا یہ خون جگر آتے آتے

جدا وہ ہوا دل لگاتے لگاتے
پھرا وہ مری راہ پر آتے آتے

ہوئے مشفق راہ قاصد کی تھک کے
ہوئے بے خبر تم خبر آتے آتے

ہے جداگانہ طبیعت کافر و دیندار کی
ایک سے حالت نہین ہے غافل و ہوشیار کی

باغ عالم سے اوڑ سے باد بہاری یا خدا
چل بسے دیوانگان رونق گئی گلزار کی

دور کی مجکو سجھاتا ہے میثال دوربین
کیا کرون تعریف اپنے دیدۂ بیدار کی

بجز حسن یار کے لاکھون ہوئے ہین آشنا — ابرو باقی نہین اس چشم دریا بار کی

دھیان ہے اسمین بہت چشمانِ مستِ یار کا — دل نہین پہلو مین بستی ہے کسی مے خوار کی

شہرۂ تیغ تبسم ہے جو اسکا اسقدر — ہے سراسر شکل میرے زخم دامندار کی

اسقدر اسمین بھرا ہے نور حسن یار کا — صاف انجم کی ہے صورت روزنِ دیوار کی

یار ہر جائی سے نفرت ہو اسے پرہیز ہو — دل نہین پہلو مین اک گٹھری ہو ننگ و عار کی

ہے تپِ عشقِ صنم خورشید کو ثابت ہوا — زرد ہو جاتی ہے رنگت مردمِ بیمار کی

رہتا ہے اسمین تصور آتشین رخسار کا — ہو تمائے دل پہ پھبتی مرغِ آتشخوار کی

بوسہ عناب لب ہین یار کے حبِ شفا — چاہتا ہون جلد تر صحت دلِ بیمار کی

جسکو راہِ راست کہتے ہین جہا مین ناصحو — تیز تر مین جانتا ہون باڑ سے تلوار کی

جوش پر ہے جوشِ گل میکش پہ پیکش کرتے ہین — بن پڑی ہے آجکل کیا ساقیِ سرشار کی

فروِ قسمت دیکھکر کیون رو رہا ہی آج تو
منتہی یہ بات تھی روزِ ازل تکرار کی

جہان مین تاکہ رہے آب آبجو باقی — ترے کرم سے رہے میری آبرو باقی

یہان بتون سے رہی ہی جو گفتگو باقی — کہونگا حشر کے دن تیری روبرو باقی

ہر اک گلی مین تری تیغ چل چکی قاتل — رہا ہے ایک مرا کوچہ گلو باقی

تلاش طلب و علم شاہ کو مبارک ہو — جہان مین مجکو رہے تیری جستجو باقی

دل و جگر تو لیا سر بھی لو جو ہو منظور — کہ پھر تمھین نہ رہے کوئی آرزو باقی

برنگ جامۂ گل ہے ہمارا پیراہن — کہ اب نہین وہ جنون لایقِ رفو باقی

بہار سے داغ جگر سے ہے اس حسین کو فروغ — مدد سے مہر کی ہے نور ماہ تو باقی

فسانہ وامق و منصور کا ہے دنیا مین — جہان کے باغ سے گل اوڑ گئے ہی بو باقی

برنگ دانہ مرجان ہی خشک دل میرا — نہین ہے اسمین کہین بوند بھر لہو باقی

یہ عندلیب چمن گل تمام کہتے ہین
کہ منتہی سا نہین اور خوش گلو باقی

دے کے دم چھین لیا دل بت ہر جائی نے — کام کچھ بھی نہ کیا اس مری دانائی نے
مجکو رسوا کیا میرے دلِ شیدائی نے — تجکو برباد کیا تیری خود آرائی نے
خواہش وصل نہ کی قیس سے سودائی نے — داغ اچھا نہ کیا لالہ صحرائی نے
زلف پر پیچ کے پھندے میں پھنسے ہین دلِ زار — یہ خبر جھوٹ اوڑا لی کسی سودائی نے
میرے نالون سے ہوا یار ترے حسن کا شور — تجکو جھنڈے پہ چڑھایا تری رعنائی نے
میرے تقدیر کے لکھے کو مٹایا شاید — قدم یار پہ اس میری جبین سائی نے
پردہ اُٹھتا مری آنکھوں سے دوئی کا جبتے — وہ ندی می مجھے اس گنبد مینائی نے
روزِ وصلت تو کدھر ہے مرے امداد کو آ — زندہ درگور کیا ہے شب تنہائی نے
رحمتِ حق مجھے ہر صبح ملا کرتی ہے — شاد رکھا ہے مجھے آمد بالائی نے
قیس نے داغ دکھائے نہین فرقت کے مجھے — آنکھین دکھلائین مگر آہوئی صحرائی نے
تپ دوری نہ ہوئی دور ہماری اُسنے — کیا کیا کام مسیحا کی مسیحائی نے
عالمِ غیب کو دیکھا کمرِ یار کو کیا — بخدا کام کیا ہے مری بینائی نے
ہوکے مجنون وہ کونین کے جھگڑوں سے چھٹا — کام اچھا کیا دیوانیکے دانائی نے
نہ مٹا منشی تقدیر کا لکھا اپنا — دشت دکھلایا مرے آبلہ فرسائی نے

کس بشر کو عشق بُت کا مدعا معلوم ہے — کونسے انسان کو اپنی قضا معلوم ہے
کس بشر کو رازِ عشق دلربا معلوم ہے — کونسے انسان کو اسرار خدا معلوم ہے
کس کو احوال گدائے بے ریا معلوم ہے — کس کو تاثیرات عشق بوریا معلوم ہے
عیسی مریم سے اکدن چلکے پوچھونگا ضرور — تمکو بیمار محبت کی دوا معلوم ہے
جو کرم پیشہ ہو دل وہ ہر مرض کی ہے دوا — خوب اثر تیرا مجھے حبِ شفا معلوم ہے
کون یکتائے زمانہ کون ہو وحدت پرست — اس دورا ہے مین کسی راہِ خدا معلوم ہے
بحر مین ہستی کے کی ہین برسون ہی غواصیان — آشنا معلوم ہے نا آشنا معلوم ہے
خاک بر سر ظاہرا باطن مین ہین آئینہ وار — خوب احوالِ دلِ اہلِ صفا معلوم ہے

کیون ہوا آیا پانی شبنم نے دہن مین گل کی رات
حال کچھ اُسکا تجھے باد صبا معلوم ہے

زاہدا اہلِ نظر کے اہلِ ہمت کے حضور
ہے گلی کا سہ ترا دستِ دعا معلوم ہے

آہ و گریہ باعثِ افشاے رازِ عشق ہے
خوب مجکو کلفتِ آب و ہوا معلوم ہے

زاہدا برسون ہی گذری ہین دیارِ عشق مین
جو کہ ہے معلوم مجکو تجکو کیا معلوم ہے

آزمائش برسون ہی کی ہے دیارِ عشق مین
بیوفا معلوم حالِ باوفا معلوم ہے

عاشقِ شوریدہ سر کا جسقدر تجکو ہے دہیان
جسقدر ہے تیرے دل مین اُسکی جا معلوم ہے

دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو
کیا دل شیدا تجھے اپنی قضا معلوم ہے

صورتِ برگِ خزانے منتشر تھے عشقباز
جن دنون مین تھی بندہی تری ہوا معلوم ہے

گل ہنسا کیون عندلیب زار کیون نالان ہوئے
کچھ خبر اسکی تجھے باد صبا معلوم ہے

کیون گلون پر روتی ہے شبنم ہمیشہ رات بھر
باغبان کچھ اُسکا تجکو ماجرا معلوم ہے

عاشقِ شوریدہ سر کا جسقدر رہتا ہے دہیان
جسقدر ہے تیری دل مین اُسکی جا معلوم ہے

دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو
کیا دلِ شیدا تجھے اپنی قضا معلوم ہے

رندمی آشام ہون آتی ہے مجھ بوئے گل
ساقیا میرا ابھی تجکو مدعا معلوم ہے

سائیہ بال مگس سمجھے ہین سایے کو ترے
جو قناعت پیشہ ہین تجکو ہما معلوم ہے

باوفا معشوق پر کرتا ہے نقدِ جان نثار
منتقی تیری تو مجکو انتہا معلوم ہے

تیغ کو کھینچے ہوئے وہ آجکل جاتا نہ ہے
دل مین اپنے بھی خیالِ ہمتِ مردانہ ہے

رہنے والا اسکا جو ہوشیار ہے دیوانہ ہے
ساقیِ گردون نے کس مے سے بھر غمخانہ ہے

دلکو نفرت ہے مرے جا ملال انگیز سے
ہے لکار خود بہت ہوشیار جو دیوانہ ہے

توبہ کی مینائے مے سے دل ہے اپنا بے ملال
شمع تو گل ہے سلامت آجکل پروانہ ہے

خال ظاہر رخ پہ ہے پوشیدہ ہے خطِ سیاہ
دام ہے زیر زمین اوپر زمین کے دانہ ہے

چھوٹ جاتا ہے دو عالم سے کشیدے کال
جو یہان دیوانہ ہے ایدل وہان فرزانہ ہے

دہوئی ہے اسکی کدورت آبِ عشق یار سے
دل ہمن بغل مین اپنے گوہر یکدانہ ہے

ہے جبین پر شیخ کی دہبہ نمازِ زور کا
میری پیشانی پہ نقشِ سجدہ شکرانہ ہے

رند مے سے آشنا م کیا اس دور مین پیدا نہین
ساقی گردون کا جو اٹھا ہوا پیمانہ ہے

پنجۂ شل سے بھی کار بستہ ہو جاتا ہے وا
دیکھہ دل عقدہ کشائے زلف جانان شانہ ہے

جستجو دنیا کی اوسکو بھی ہے پابند وقار
جانشین شیشہ ہے کیون گردش مین کیون پیمانہ ہے

منتہی پیر مغان نے یہ نصیحت کی مجھے
یاد رکھنا سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے

دل جگر صاف کئے مین نے بھی کب کے ابکے
آئینے صفت نہ ہونگا مین حلب کے ابکے

دیکھے دل بیٹھہ رہون اور مین جھگڑونسے چھٹون
ہاتھہ آئین کوئی دلبر مری ڈھب کے ابکے

عشق سفاک ترے ہاتھہ سے گر ابکی بچون
نہ رہون پھر مین کسی سے کبھی ونکے لبکے

طفلی و عہد جوانی کا کہون کیا احوال
عشق بازی مین بہت فرق ہے جب کا ابکے

پھر کسی شب وصلت جو میسر ہووے
شکوے اتنے نہ کرون مین کسی ڈھب کے ابکے

بند شیرینی سے گو ہووے زبان خامہ
وصف لکھونگا مقرر ترے لب کے ابکے

غم غلط ہووے اگر ہجر مین مین یاد کرون
چین ایجان جہان وصل کی شب کے ابکے

کھینچ کر بیٹھا ہون یار کے رنگ کی تصویر
شیشہ کر بھاگ ہی جائینگے حلب کے ابکے

خوف غماز نے روکا انہین شاید ورنہ
آچکے ہوتے مرے پاس وہ کب کے ابکے

غم دنیا نہ رہے دہشت عقبی سے چھٹون
نام گر ورد کرون اپنے مین رب کے ابکے

جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر ہو سوخت
لکھون احوال اگر ہجر کی شب کے ابکے

میرے خالق نے مرے حال پہ کچھہ رحم کیا
خط جو وہ بھیجتے ہین میری طلب کے ابکے

چشم و رخ وہ لب لالین وہ ہلال ابرو
کئے معشوق نظر آتے ہین ڈھب کے ابکے

کوہ غم جو کہ مری جان پہ گذرا گذرا
کس سے احوال کہون رنج و تعب کے ابکے

جنت و باغ ارم خلد برین راحت جان
منتہی وصف یہ لکھہ انکے لقب کے ابکے

دست جنون سے جب جگر و دل بدل گئے
دونو جہان کے دور سے باہر نکل گئے

لیلے ملی نہ قیس نہ شیرین نہ کوہ کن
دیوانہ وار جانب دشت و جبل گئے

اس ہجر مین یار کے در پہ ہزار بار — مانندِ آفتابِ فلک سر کے بل گئے

ترچھی نگاہِ یار رہی سیدھی نہ ہو سکی — ہرگز اصیل تیغ کے ہم سے نہ بل گئے

بادِ خزان چلی چمنِ روزگار مین — اچھا ہوا مرے جگر و دل سنبھل گئے

جتنے حسین ہوئے مرے نا آشنا تو حال — آنکھون سے مانندِ اشک کی صورت نکل گئے

مجھپر جنونِ عشق کا احسان کمال ہے — جنگل کو لیگیا جگر و دل بہل گئے

روئے حسین پہ حضرتِ دل لوٹ پوٹ ہین — لڑکے تھے دیکھ کر کھلونا مچل گئے

جاتے ہین قافلے پہ چلے قافلے تمام — کتنے عدم کو آج گئے کتنے نکل گئے

جائے ادب ہی ملکِ عدم یار منتہی
جتنے گئے ادھر سے ادھر سر کے بل گئے

کہین جو ذکر ترا خوش جمال ہوتا ہے — ہمارے حال کا کچھ اور حال ہوتا ہے

نمودِ خطِ سیہ کے نہین ہے زینہ ترے — غرورِ حسن کا یہ انفعال ہوتا ہے

مزا وہی کچھ اٹھاتا ہے خاکساری کا — جو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہوتا ہے

برا نجانیو پیری کو اے دلِ نادان — جسے کمال ہے اسکو زوال ہوتا ہے

ذلیل سے نہین بنتی شریف کی صحبت — نصیب دُرد کشون کو زلال ہوتا ہے

تلاشِ یارِ وفادار دل تو کرتا ہے — جنون و خبط مین ایسا خیال ہوتا ہے

زوالِ حسن مین جاتا ہے دل پئے جانان — غریب کند چھری سے حلال ہوتا ہے

گلی مین اس سے ہوئی سخت گفتگو ایسی — لحد مین جیسے جواب و سوال ہوتا ہے

فلک پہ کانپتا رہتا ہے پنجۂ خورشید — کبھی جو شیشے مین وہ لال لال ہوتا ہے

دکھاتا ہون مین اسے صاف آئینہ دل کا — جہان مین جو کہ حسین بے مثال رہتا ہے

بہارِ خلد کا سنتا ہون وصف مین جسدم — تمہارے رخ کا مجھے احتمال ہوتا ہے

لگائے دل کو وہی گیسوئے شکن بر سے
کہ جسکو منتہی جینا وبال ہوتا ہے

راہ تب کوئے خرابات کی پہچانی ہے — خاک برسون ہی درِ عشق کے جب چھانی ہے

جمع ہین لخت جگر جوشش پہ ہی خون جگر | خانہ دل مین غم یار کی مہمانی ہے
جگڑی بار محبت کا اُٹھایا مین نے | ہنسکے بولا کہ یہ عاشق نہین نندہانی ہے
مجکو سکتا ہے وہ مصرف ہو آرایش کا | آینہ دیکھتا ہے وہ مجھے حیرانی ہے
حسن کا ناز اُسی عجز پہ ہی مجکو غرور | مین بھی بے مثل ہون گر یار وہ لاثانی ہے
جو دم ذبح تھا عالم مری ناچاری کا | شاہد اُسدم کا خدا ہے دم قربانی ہے
کوچہ یار کی جانب کو کھنچا جاتا ہے | دل ہے دیوانہ طبیعت نہین دیوانی ہے
زن دنیا سے سروکار نہین رکھتا ہون | شکر خالق کا طبیعت مری مردانی ہے
ناصح اُس بزم مین مدت سی قدم ہی میرا | میرزائی نہ وہان ہے نہ وہان خانی ہے
بی ثباتی ہے نمایش چمن عالم کی | دیکھہ لو چشم حقیقت سے جہان فانی ہے
دختر رز کو مین رکھتا ہون بہار گل میز | مولوی کہتے ہین مجکو یہ بڑا زانی ہے
حرکتین دیر مکافات مین جو جو کی ہین | شاہد اُس حال کا اپنا خط پیشانی ہے
بستر خاک پے اہل قناعت منعم | راحت افزا صفت مخمل کا ثانی ہے
اسقدر خوان قناعت نے مزا بخشا ہی | ہے زبان منھ مین کہ تر لقمہ بریانی ہے
مرغ جان تو قفس تن مین نہ گھبرا اتنا | اکدن دیو غم عشق کی مہمانی ہے

منتہی صدمہ فرقت نہ بیان کر اوس سے
عمر کوتاہ ہے قصہ ترا طولانی ہے

کرتے ہین چین بہت حسن وجمال والے | پھرتے ہین مارے مارے کیا کیا کمال والے
میری طرح سے اکدن بازار سے جہان کے | جاوینگے ہات خالے جتنے ہین مال والے
دم دیکے پھانستا ہے عشاق کے دلون کو | مین جانتا ہون تجکو زلفون کے جال والے
محشر کا معرکہ ہو جسدم جہان کے اندر | اُسدن ہمین بچانا او لمبی ڈہال والے
بلبل ہین تیرے ہم بھی باغ جہان کے اندر | او گل سے گال والے سنبل سے بال والے
تنہا لحد کے اندر ہونگے گدا کے صورت | جتنے ہین اس جہا نمین جاہ وجلال والے
زلف شب جدائی تیری بری بلا ہے | اسکا خیال رکھنا او لمبی بال والے

عاشق ہین ہم بھی تیرے ابرو کے اور رخ کے — ہمکو بھی یاد رکھنا بدر و ہلال والے
بھولے ہین دو جہان کو سدھ بدھ نہین کسی کے — جو جو ہین اس جہان مین تری خیال والے
صیاد نے بچھایا گلشن مین دام و دانہ — سن گلعذار والے او خط و خال والے
میری طرح سے اکدن بازار سے جہا نکے — جائینگے ہاتھہ خالی جتنے ہین مال والے

منصور و قیس و وامق فرہاد و منتہی سے
کیا کیا گئے جہان سے فضل و کمال والے

بے رخ ماہ وش جو آتی ہے — شب مہتاب کس کو بھاتی ہے
جب صبا بوئے یار لاتی ہے — جان تازہ بدن مین آتی ہے
سن چکا ہون مین گفتگوئے صنم — نغمے بلبل کسی سناتی ہے
یار ہے باغ مین نہ دور شراب — فصل گل یون ہی آتی جاتی ہے
طپش غم ہر استخوان کو مرے — شمع کیطرح سے گھلاتی ہے
داغ دل پر نہین مین فرقت کے — موت آنکھین مجھے دکھاتی ہے
صبح کرتی نہین گریبان چاک — یار جاتا ہے جان جاتی ہے
شب فرقت مین یار جانی کے — زندگی کس شقی کو بھاتی ہے
شاخین ہلتی ہین نخل گل کی تمام — فصل گل یا پچھاڑین کھاتی ہے
آمد آمد نہین ہے پیری کی — موت آتی ہے موت آتی ہے
ہے نہ ساقی نہ قلقل مینا — کیون تو بلبل دماغ کھاتی ہے
آتش گل بعید روئے صنم — آگ دل مین مرے لگاتی ہے
اسکے تیر نگاہ کے آگے — شہر سے جو وہ ہماری چھاتی ہے
تپ ہجر صنم کا حال نہ پوچھ — کھا چکی دل کو جان کھاتی ہے

صحبت غیر سے کرو پرہیز
کون صاحب برے کا ساتی ہے

کس پریرو کا آلہی دل مرا دیوانہ ہے — کچھہ نہین معلوم یہ کس شمع کا پروانہ ہے

کیا کہوں میں کس گلستاں میں مرا کاشانہ ہے
آشنائے حال جسکا سبزۂ بیگانہ ہے

یہ کیا تعلیم کل پیر دبستان نے مجھے
سب سے اچھا اور بہتر مشرب رندانہ ہے

مجھ گدا سے بے سروساماں کا یہ ساماں ہے
آہ سوزاں شمع ہے داغ جگر پروانہ ہے

کثرت زہاد سے ہے کعبہ دیں کو فروغ
مجمع زنارپوشاں رونق بتخانہ ہے

کو بکو ہے جو پئے دنیائے دوں خانہ خراب
اک دیوانہ ہے وہ بلکہ سگ دیوانہ ہے

حال دہلی شاہ دہلی کو کروں میں کیا رقم
گنج تھا جس جا یہ اس جا آجکل ویرانہ ہے

عاشقی کہتے ہیں جسکو نقد جاں ہے اسکا مول
جسکا جی چاہے وہ پیوے زہر کا پیمانہ ہے

سرکا دیدینا تھا کار عشق میں آساں نہیں
ہوں وہ عاشق میرے آگے بازی طفلانہ ہے

راتدن رہتے ہیں خدمت میں یہ اسکی دو ہیں
آئینہ ہے روبرو زلف سیہ میں شانہ ہے

جو کہ مرتا ہے فروغ ہستی گمراہ پر
میں سمجھتا ہوں چراغ غول کا پروانہ ہے

ہر لباس فقر پہنے جو گدا دنیا پرست
شیر کے برقعہ میں گویا وہ سگ دیوانہ ہے

خاکساری میں ہے اہل عشق کامل کا کمال
جطرح سے گنج کا مرکز دل ویرانہ ہے

عیب بھی جائے ہنر ہوتا ہے اپنے حال پر
بہر شانہ کسقدر زیبا گر دندانہ ہے

جسقدر علمائے دیں تھے لکھنو کے مٹ گئے
جس جگہ گنج معانی تھا وہاں ویرانہ ہے

آہ سوزاں سے مرا جس مرتبہ جلتا ہے دل
شمع رو اسکا گواہ حال ہر پروانہ ہے

کیا مقابل ہوگی افواج غم دنیا ہے دوں
پاس میرے ایک تیغ ہمت مردانہ ہے

وہ پری بولا بہار حسن اپنی دیکھکر
منتہی سا اپنا کوئی اور بھی دیوانہ ہے

خواہان وصل یار مرا بند بند ہے
ہر ایک عضو تن کو یہ راحت پسند ہے

اہل جہاں کے ہاتھ سے اسکو گزند ہے
منصور کیطرح جو یہاں حق پسند ہے

خال جبیں ہے اور رخ آتشین یار
مجمر عجیب ہے یہ عجائب سپند ہے

میں بھی ہوں خاکسار در دوست انفلاک
تو سربلند ہے مرا رتبہ بلند ہے

راضی ہم اسمیں ہیں کہ ہو جسمیں رضائے دوست
ہمکو ہے وہ پسند جو اسکو پسند ہے

خالِ جبین یار سے تشبیہ جبکہ دے ثابت ہوا زحل کا ستارہ بلند ہے

شکوہ ہوا سمین یا کہ شکایت جہان کے اپنا سخن ہر ایک نصیحت ہے پند ہے

اس قالب تہی مین ہنسی روح ہے مری اچھا ہوا رکاب مین پائے سمند ہے

رنجِ شبِ فراق کو سن سن کے یہ کہا اُس سے بیان کرو جو کوئی دردمند ہے

دنیائے دون کے پاس نہ پھٹکیگا وہ کبھی اس دہرِ بے ثبات مین جو ہوشمند ہے

منصور تجکو دار ملی تو وہ کن کو کوہ خاصان ذوالجلال کا رتبہ بلند ہے

عشقِ بتانِ ہند مرے دل مین ہے مقیم اس گنبدِ گلی مین پڑا دیو بند ہے

روزِ فراق اور شبِ وصلِ عاشقان دیو سفید یہ ہے وہ مشکین پرند ہے

چاہے ہما کو بامِ فلک سے کھینچ لائے آہ دلِ غریب رسا وہ کمند ہے

بعد از فنا کرینگے تجھے یاد منتھے

کس واسطے کہ خلق تو مردہ پسند ہے

گیسو ہون جبکہ ترے زہر اُگلنے والے جگر و دل یہ نہین ہم سے سنبھلنے والے

اُڑ گئے خاک نشین جب تری در کے اوپر صفتِ نقشِ قدم پھر نہین ٹلنے والے

یار و اغیار کا اُسوقت کھلیگا احوال جسگھڑی ہوونگے جوبن ترے ڈھلنے والے

بزم مین شعلۂ رخسار نظر آتا ہے شمع سان ہونگے جگر و دل یہ پگھلنے والے

دل سے جب لکھونگا مضمون قدِ زیبا کے شعر ہوونگے مرے سانچے مین ڈھلنے والے

مار گیسو کی مرے دل مین جگہ ہوتی ہے آستین کے یہ ترے سانپ ہین پلنے والے

چشمۂ چشم سے یہ اشک تجھے دیکھین گے چہ سیماب کی صورت ہین اوبلنے والے

بند ہوتا ہی نہین ملک عدم کا رستہ رات دن چلتے ہین اس راہ کے چلنے والے

فصلِ گل آتی ہے جلدی کرو اصلاحِ مزاج پھر سنبھالے سے نہین ہم ہین سنبھلنے والے

تو کدھر جاتا ہے اے جوشِ جوانی مبتلا ٹھہر جا ٹھہر کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے

خون عاشق کے لئے ملتے مین مہدی جو آج کفِ افسوس وہ کل ہونگے ملنے والے

جو کہ آزاد ہین اس باغِ جہان کے اندر صورتِ سرو نہین پھولنے پھلنے والے

تتمہ

عشق پیر بُت سے اس بت گئے خبر دار ایدل — آسمان وار ہے بُتہا رنگ بدلنے والے
صاحب طرف ہوا سمین کہ کوئی ہو منظر — گور کے سانپ ہین اکثر رہین ڈہنے والے

منتھی کیون کیا افسوس گئے یاروں کا
کس لئے ہم بھی ہین اس راہ کے چلنے والے

سُنا ہے یار وہ مجھسے خفا ہے — مرے قسمت کا اسمین کیا ہے
اگر وہ بت عبث ہم سے خفا ہے — نہین کچھ غم ہمارا بھی خدا ہے
یہ دنیائے دنی دار فنا ہے — کہ جسکا نام باقی ہے بقا ہے
ترے عناب لب میرے مسیحا — مریض عشق کی اچھی دوا ہے
سمجھ لے مسند شاہی ہے بہتر — جو تیرا بوریا ہے بے ریا ہے
نہ کر جسم گلی پہ ناز نادان — یہ مشت خاک ہے اکدن ہوا ہے
نہین ملتا لب شیرین کا بوسہ — مزا کیسا دہن کا بدمزا ہے
کھنچا جاتا ہے یہ دل سوئے قاتل — خدا ہی جانے اسکو کیا ہوا ہے
وہ بولا نالہ پر درد سنکر — عجب یہ عندلیب خوشنوا ہے
سماہی روح ہے جسم گلی مین — کہ مشت خاک کے اندر ہوا ہے
اسے تو دولت وصلت سے کر شاد — ترا عاشق ہے بہ مسکین گدا ہے
طمانچون سے کیا ہے گل کا منھ لال — تعدی پر مگر دست صبا ہے

مغان کے ہاتھ سے اے رند ہشیار
مے گلرنگ پے پھلے شفا ہے

نہایت تنگ آیا ہون بتون کی بے نیازی سے — کرونگا ایکدن توبہ مین آخر عشقبازی سے
بہت پرہیز کرتا ہون جہانکی امتیازی سے — خدا محفوظ رکھے مجکو دنیا کے نمازی سے
گدا کو شاہ کرنا شاہ کو مشکل گدا صاحب — یہ بندہ خوب واقف ہے تمھاری کارسازی سے
پھنسانا طائر دل کو بناکر حلقہ گیسو — مین واقف ہوگیا ہون ان بتونکی جالسازی سے
جسے عشق دلی ہو نہ اس محبوب کا زاہد — خدا راضی نہین ہوگا کبھی ایسے نمازی سے

سواری ابلق ایام رہتا ہو نہین روز و شب — تمنا ہے جس مجھکو ترکی کی نہ مطلب مجھکو تازی سے
کبھی سر پہ لگاتا ہی کبھی مستی کبھی مسند ہی — زمانے کو لبھاتا ہے تو اس نیرنگ سازی سے
بٹھا کر پاس ہمکو غیر سے گرم سخن ہونا — مین باز آیا تری ای یار ایسی سر فرازی سے
عبور زورق دل کس طرح ہو بحر دنیا سے — اسے پوچھونگا مین اکدن کسی کامل جہازی سے
قناعت پیشہ کو انکار ہے دنیا کی قسمت سے — تنفر ہے حقیقت کوش کو عشق مجازی سے
غنی کر دی گدا کو پادشاہی دیکر دنیا کی — نہین یہ دور اے صاحب تری بندہ نوازی سے

ہر اک حالت مین جو اصلاح پر رکھتا ہو عالم کو
وہی اے منتہی واقف ہے اپنی کارسازی سے

توبہ کی جب سے آشنائی کی — دہوم ہے اپنی پارسائی کی
کعبہ و دیر مین رسائی کی — خوب ہی سیر کی خدائی کی
تجھ سے او پیر چرخ ناہنجار — کس کو امید ہے بھلائی کی
ہم نے جوش بہار مین اکثر — دختر رز سے آشنائی کی
اس نشۂ حسن کا ہے دل مین خیال — تو بغل مین ہے بادشاہی کی
مفلسی مین رہا ہون مستغنی — کیا گدائی مین بادشاہی کی
رند کو ہے تلاش میخانہ — شیخ کو فکر ہے ترائی کی
ہو مین بیمار عشق او عیسی — مجھکو حاجت نہین دوائی کی
اسکو مارا جلا دیا اسکو — ان بتون نے بھی اک خدائی کی
مجھکو بتلا زمانۂ غدار — تو نے کس سے نہین برائی کی
قاصد آج آ کے رہگیا در تک — میری قسمت نے نارسائی کی
شب وصلت نہ کیجئے تکرار — بات اچھی نہین جدائی کی
ہو مبارک اسے بہار چمن — جس کو امید ہو رہائی کی
عشق کے کوچۂ توکل مین — دہوم ہے اپنی بے نوائی کی

حرص دنیا ہی منتہی بیکار ہے

قدر کھوتی ہے میرزائی کی

جو شخص مست بادۂ کبر و غرور ہے
اُسکو کہان مذاقِ شرابِ طہور ہے

مسجد مین خانقاہ مین مغ کی دکان مین
جس جا پہ دیکھتا ہون اُسیکا ظہور ہے

دنیا مین رازِ عشق سے آگاہ کون ہے
اس بحرِ موجِ خیز سے کس کو عبور ہے

مردہ دلون کے راز سے آگاہ کون ہے
کس شخص کو جہان مین کشف قبور ہے

...ہی زیبِ چشم خانۂ زیب ست
کس درجہ میرے یار کو مشق فتور ہے

پابند کچھ وہ سبحہ و زنار کا نہین
اے شیخ و برہمن وہ بت تمسے دور ہے

نفس سگِ پلید پہ جو اپنے شیر ہے
مین جانتا ہون اُسکو بہادر ہے سور ہے

جسکے ہے آنکھ چشمِ حقیقت سے آشنا
وہ یار پردہ دار تو اُسکے حضور ہے

پاتا ہون یہان ہر اک کو گرفتار ناز و نوبہا
انسان ہین کہ مجمع وحوش و طیور ہے

تھوڑا کفن زمین بھی تھوڑی سے چاہیے
شاہ و گدا کو اور یہان کیا ضرور ہے

یہ شیخ بے وقوف بھروسہ پہ زہد کے
خواہان ارم کا اور طلبگار حور ہے

ہو نانِ نعمت اسمین کہ نانِ جوین تر
دن رات گرم یارِ فلک کا تنور ہے

ایسی بسی ہے گیسوے عنبر شمیم سے
روحِ لطیف جسم مین ہی یا بخور ہے

ہوتا ہے بے نقاب جو وہ ماہ بام پر
کہتے ہے اوسکو خلق کہ وہ شمع طور

یاران رفتگان کی جو ملتی نہین خبر
شاید مقام اُنکا بہت یہانسے دور ہے

پیری مین ڈھونڈتا ہے عشق یار باوفا
اس منتہی سا آج کوئی ذی شعور ہے

ناصح ہے کون رندی آشام کے لیئے
بخیہ نہین ہے جامۂ احرام کے لیئے

آئے ہین لوگ چین نہ آرام کے لیئے
تقدیر لائی ہے فقط الزام کے لیئے

رکھتا نہین ہے پردۂ ناموس کی خبر
مرتا ہے کیون جہان مین بھ نام کے لیئے

خوشبو برنگ غنچہ ہوا ہے دہن مرا
بوسے جب اُسکے چہرۂ گلفام کے لیئے

کعبے گیا کبھی مین کبھی دیر کی طرف
پیدا ہوا ہون گردشِ ایام کے لیئے

نقد دل و جگر نہین پہلو مین آج کل
قاصد اڑا ہے یار بہانا انعام کے لیئے

ایسا نہین ہے کہ ہمکو درم واپسین کھلا
کیا کر چلے ہین آپ تھے کس کام کے لیئے

کہتے ہین جس کو صبح جہان خراب مین
ہے شہسوار ابلق ایام کے لیئے

نام نکو بلند ہو دنیا مین منتہی
اونچا نشان قبر نکر نام کے لئے

نفرت ہی اسکو عاشق بے نام و ننگ سے
جلتی ہے شمع بزم ہر اک سر تپنگ سے

ساقی سے میکدہ مین اٹھا ہاتھ جنگ سے
دریا مین رہکے بیر نکرنا نہنگ سے

سنبل ہے منتشر تری گیسو کے ڈہنگ سے
ہوتا ہے زرد گل ترے چہرے کے رنگ سے

اک آپ ہین کہ مرگ پہ عاشق کے شاد ہین
کیا شمع روئی رات کو سوز پتنگ سے

ترچھی نگاہ یار ہی قہر خدا مگر
کچھ کم زبان سخت نہین خشت و سنگ سے

تھا گل مین رنگ و بو وہ فلک پر تھا نور ماہ
دکھلائے شکل یار نے ہر ایک رنگ سے

ممکن ہو بوریا بھی اگر بے ریا مجھے
باز آؤن اس جہان کے مین نام و ننگ سے

نکلا ہو خط سبز رخ سرخ یار پر
آلودہ تیغ ناز ہوئی ہے یہ زنگ سے

جس روز سے ہے صحبت آوارگان
نفرت ہی مجھکو نام سے بہتر ہی ننگ سے

جس روز سے ہے دلکو خط و خال کا خیال
رغبت کمال رہتی ہی تریاک و بنگ سے

مشہور دہر مین قدر انداز ہو بہت
طوطا نہ اوڑ سکا کبھی تیر تفنگ سے

برتسون بہادرون سے رہا ربط منتہی
الفت دلی ہے اسلئے شمشیر جنگ سے

دکھلائی جب سے یار نے نازک کمر مجھے
درپیش ہو رہا ہے عدم کا سفر مجھے

ملک عدم سے کھینچ کے لایا ادہر مجھے
لیجائیگا یہان سے مقدر کدہر مجھے

البتہ ہو عزیز بہت مال و زر مجھے
آنا اگر ہو دہر مین بار دگر مجھے

کیون کرتی ہی حقیر تبارہ کے پیش یار
کسواسطے ڈبوتی ہے او چشم تر مجھے

کیا دیکھتے ہین ہنسی نگاہون سے مہ جبین
کیسے نظر لگاتے ہین اہل نظر مجھے

آہ و فغان کو سنکر مری یار نے کہا
کہتا تھا نہیں ہے آپکا یہ کر و فر مجھے

بزمِ صنم مین سر کو کٹا دون مین مثلِ شمع
سر کارِ عشق سے جو ملے اور سر مجھے

آنکھون مین جب سے جلوۂ جانان ہے آ اُسکا
ذرہ دکھلا رہے دیتے ہین شمس و قمر مجھے

بوسے ملین گے کب دُرِ دندان یار کے
کب دیگا بحرِ حسن [illegible] لعل و گہر مجھے

دو دن کی زندگی کے لئے اس جہان مین
حرص [illegible] ہے کیون در بدر مجھے

پیری مین داغِ عشق فروزان ہے کسقدر
تقدیر نے بنایا ہے شمعِ سحر مجھے

ہر شعر یادگار ہے میرا جہان مین
اللہ نے عطا نہ کیا گو پسر مجھے

بیمارِ عشق ہون نہ طبیبو کرو علاج
مانو خدا کو چھوڑ دو اللہ پر مجھے

دیکھا جو اس دو راہی مین ہستی کے غور سے
ہر اک دکھانے دینے لگا رہگذر مجھے

اس دل نے راہِ عشق مین کیسا بھلا دیا
مانندِ غولِ دشت ہوا راہبر مجھے

بے شبہہ قدر شاہ کی ہوتی ہے شاہ کو
اہلِ ہنر سمجھتا ہے اہلِ ہنر مجھے

دلمین ہے اُس نگار کے جا میری منتقی
اللہ نے دیا ہے عجب گھر مین گھر مجھے

بد معز دل زبان سے مری شاد کیا کرے
نامرد لیکے خنجرِ فولاد کیا کرے

دانا ہے یار عاشقِ ناشاد کیا کرے
ہو صید ہوشیار تو صیاد کیا کرے

نا قدردان کسی کا بھی دل شاد کیا کرے
نامرد مرد کی کوئی امداد کیا کرے

دیوانگانِ عشق کا عالم ہی اور ہے
کیا ہوسکے طبیب سے فصاد کیا کرے

نیرنگِ حسن کا جو طلبگارِ دید ہو
کھنچے وہ سیرِ عالمِ ایجاد کیا کرے

گاہک ہے جانبکا جگر و دل تو لے چکا
اس سے زیادہ وہ ستم ایجاد کیا کرے

دنیا کا مال و زر بھی دیا اپنی جان بھی دی
قسمت مین ہو نہ دید تو شداد کیا کرے

ہمکو تو کیفِ عشق نے مدہوش کر دیا
عاشق غریب نالہ و فریاد کیا کرے

نقدِ دل و جگر تو وہ مدت سے لے چکا
ہون منتظر کہ اور وہ ارشاد کیا کرے

وصلِ جمالِ یار کی گر انتہا نہین
پھر لیکے کوئی خامۂ فولاد کیا کرے

کونین سے جدا ہے [illegible] آرزوئے وصال | پھر لیکے مال و زر [illegible] کیا کرے

لکھا ہوا ہے کاتب قدرت کے ہاتھ کا | اصلاح خط پہ یار [illegible] امداد کیا کرے

ہوتا ہے اہل زر کا ہر اک سچ ہی منشی
مجھے غریب کی کوئی امداد کیا کرے

الفت ازل سے دی مجھے حسنِ شریر کی | باران غم سے کیونکر مٹی خمیر کی

سنتا نہیں وہ عاشق مفلس حقیر کی | چلتی نہیں ہے شاہ کے آگے فقیر کی

بلبل چہک رہے ہیں گلستان میں اندنون | آواز آرہی ہے مرے ہمصفیر کی

چین جبین شاہ مبارک ہو شاہ کو | مین جانتا ہون موج ہے میرے حصیر کی

جدل دل کو میرے خدا جانے کیا ہوا | اب کے شب وصال نے کیون آ کے دیر کی

پوچھونگا چلکے اہل قناعت سے اکدن | لذت ہے کیسی آپکے نان شعیر کی

لکھے تھی جب نصیب مین بندگی عاشقی | اسدم کہان تھی عقل ہماری دبیر کی

ماہِ تمام دیکھکے دل نے مرے کہا | تصویر یہ تو ہے کسی روشن ضمیر کی

ٹکا ہے قفس مین ہے کبھی پھندے مین دام کے | مٹی خراب رہتی ہے تیرے اسیر کی

دیر و حرم مین ڈھونڈتے ہین شیخ و برہمن | ماری پڑی ہے عقل صغیر و کبیر کی

منھ پھر گیا ہے نعمت دنیا سے منشی
لذت ملی ہے جب سے کہ نان شعیر کی

حالِ گل بلبل و صبا جانے | میرے دل کی لگی خدا جانے

وہ رہے کو جو پہ توکل مین | نقش خب نقش بوریا جانے

عاشقی کی خبر ہے عاشق کو | مدعا اہل مدعا جانے

کوچہ زلف کا جو پوچھا حال | ہنسکے بولے مری بلا جانے

مرضِ عشق کی حقیقت کو | کوئی بیمار لا دوا جانے

غمِ عاشق سے کیا خبر اسکو | درد فرقت مسیح کیا جانے

کار دنیائے دون پرست دلا | کوئی بے ننگ و بے حیا جانے

عشق بازی مین وہ قدم کو دھرے — اس خبر کی جو مبتدا جانے
آبیاریِ گریۂ عاشق ہے — چشم جانے یہ ماجرا جانے
حال دیوانگانِ عشقِ صنم — چمن دہر کی ہوا جانے
جو گدائے درِ محبت ہو — رنج کو اپنا پیشوا جانے
دل سے آئینہ کا ہمارے حال — ہے کوئی صاحبِ صفا جانے
رنج و راحت کی قدر عالم مین — شاہ کیا جانے کیا گدا جانے
حال اہلِ جہان کی طینت کا — جو کہ ہو صاحبِ دغا جانے
حال جانبازی کا تری فرہاد — جو کہ ہو صاحب وفا جانے

جسکو ہو وے عبورِ بحرِ سخن
منتہی کی وہ انتہا جانے

قعرِ دنیا مین جو صفا دل ہے — چاہ نخشب کا ماہِ کامل ہے
مائل ہے وفا اگر دل ہے — نقش جب اسکا نقش باطل ہے
اس شہِ حسن کا جو مائل ہے — شاہ اُسکے گدا کا سائل ہے
خوش نہ ہے موج ہوا میانِ بہار — بہر دیوانگان سلاسل ہے
جو کہ ہے فنِ شعر سے آگاہ — شخص فاضل ہے مرد قابل ہے
بحرِ ہستی مین جو ہے دریا دل — خشک و تر لب مثالِ ساحل ہے
کیا دکھاتا ہے دیکھئے اُسکو — آئینہ یار کے مقابل ہے
ترک جسنے کیا ہے دنیا کو — مرد دانا ہے شخصِ عاقل ہے
سہل تر ہے تمام کارِ جہان — دل لگا کر چھڑانا مشکل ہے
جسکے دل مین نہین ہے جائے کرم — گویا بے آب چاہِ بابل ہے
دور ہے کلفتِ زمانہ سے — فضلِ حق جس کسی کے شامل ہے
موت سے کم نہین ہے رخصتِ یار — نزع کا دم نکال مشکل ہے

اُسکے کوچے مین جمع ہین عاشق
باغ مین جمع عنادل ہے

یہ مرقع جہان کا اے دل
چشم بینا مین نقش باطل ہے

قتل کرتا نہین وہ عاشق کو
یار ناداں اپنا قاتل ہے

عشق کے فن مین ضبط رکھتا ہے
منتہی کو کمال حاصل ہے

نہ مارا کس لئے عاشق کو او بیداد گر پہلے
کیا تو نے نہ کیون قاتل یہ قصد نیشتر پہلے

شکایت بعد کرنا کثرت عشاق کی غافل
تو حسن خوبی پر اپنے تو کر جانی نظر پہلے

نظارہ بعد کر اس تیغ ابرو کا دل ناداں
اگر عاشق ہوا در ہو تو کر سینہ سپر پہلے

نکرتا قصد جانے کا کبھی سوئے عدم عاشق
خبر لاتا جو وصلت کی اگر تو نامہ بر پہلے

سنا ہے منزل جانان نہایت دور ہے غافل
جو ہے جانا تو پیدا کر دلا زاد سفر پہلے

اسی سے عاشق جانباز کو بسمل ہی کہتی ہین
کوئی کہتا ہے شاید آپ ہی مفت سر پہلے

نہ کرکے صبر اسد دل نے مجھے کیا کیا کیا رسوا
نہ مرتا تشنہ لب پیتا اگر خون جگر پہلے

کبھی رکھتے ہین قاصد لب دنیا خط شوقیہ
قدم پر یار کے رکھنا میری جانب سے سر پہلے

صف مژگان اشک آلود کے آگے وہ جب آئے
سیاہی اپنے منہ کی چھوڑا سے ابر تر پہلے

نہ اس پست و بلند عشق کی یون ٹھوکرین کھاتے
دل نافہم کو کرتے جو ہم زیر و زبر پہلے

نہ پھرتے منتہی دردر نہ دہشت حشر کی ہوتی
جو ہم اس منزل ہستی سے کر جاتے سفر پہلے

نمود خط یہ دکھاتے ہو تم جمال مجھے
کرو گے کند چھری سے مگر حلال مجھے

مین تشنہ لب مئے وحدت سے ہون زخود رفتہ
پکڑ لے ہاتھ مرا ساقیا سنبھال مجھے

زبان راست میری منہ مین دی ہے خالق نے
ہزار شکر دیا لقمۂ حلال مجھے

فغان و نالہ و دیوانگی و جامہ دری
یہ فن عشق مین حاصل ہوا کمال مجھے

نہ ڈالا سایۂ قد سرو ناز نے مجھپر
کیا نہ باغ جہان مین کبھی نہال مجھے

تپ فراق کی جھیلی ہین گرمیان برسون
دکھائے دیگا نہ اسدن رنج ملال مجھے

گدا نظر مجھے آتا ہے رشک دنیا دار
دکھائے دیتا ہے شیر ژیان شغال مجھے

نمود خاک سے میری ہے مثل نقش قدم
ہوں بے ثبات فلک کر نہ پائمال مجھے

کسی کے دولت وصلت ہو کس طرح ممکن
وہ زاہد ہند ہے آتا نہیں سوال مجھے

دوکان پیر مغان تک میں صرف کر دیتا
کیا نہ ساقی گردون نے کیون کلال مجھے

الٰہی وہان مجھے قید حیات میں کھیل
شباب عود کرے پھر نہ ہو زوال مجھے

میں رند پیر خرابات کا ہوں دیوانہ
ہر ایک کہتا ہے احباب باکمال مجھے

درازیان شب فرقت کی بسکہ جھیلی ہیں
دکھا نہ اپنے صنم لمبے لمبے بال مجھے

سنو ہیں شیخ و برہمن کی تا کجا یارب
بکھیڑے سے حرم و دیر کے نکال مجھے

مرید پیر خرابات رند مشرب ہوں
جو بدخصال ہیں کہتے ہیں بدخصال مجھے

خدا ہی جانے کہ میں حال اپنا کیا کرتا
دکھائے دیتا جو اسے منتہی مآل مجھے

کاتب اعمال ناحق درپئے تعذیر ہے
دیدۂ انصاف میں ہر ایک بے تقصیر ہے

ایک مدت سے نہیں اسمیں خیال ہجر و وصل
دل ہے پہلو میں وہ یا اوجڑی ہوئی جاگیر ہے

لکھ لیا ہے اپنی خاطر خواہ اسنے مجھکو کیا
اکدن محشر میں میں ہوں کاتب تقدیر ہے

بیٹھ کر دل دوڑتا ہے کوچۂ سفاک میں
ان دنوں میں مرت اسکی کیا گریبان گیر ہے

کسقدر ایذائے فرقت دی ہے مجھکو عمر بھر
حشر کا میدان ہے میں ہوں وہ بت بے پیر ہے

مد بسم اللہ ہے ابرو نہیں اس یار کا
گرد رخ کے خط نہیں قرآن کی تفسیر ہے

پاس ہے روئے صبیح یار کے زلف سیاہ
یا برابر یار کے لبریز قدح شیر ہے

ہے یقین اسکو نشانے تک خدا پہنچائیگا
آہ بے تاثیر اپنے گو ہوا سے تیر ہے

نیک و بد تونے جو لکھا تھا وہی میں نے کیا
کاتب تقدیر اسمیں کیا مری تقصیر ہے

دولت وصلت طلب کرتا ہوں اس سے دیکھو
بھیجتا قاصد تو ہوں آگے مری تقدیر ہے

کونسے دل میں نہیں ہے عشق کی جا ناصحو
کیا صفت اسکی کروں میں شاہ عالمگیر ہے

دل گرفتہ آتے ہیں زیر زمیں غنچے بھی کیوں
بیٹھا زیر خاک ایسا کونسا دلگیر ہے

کون پہنچائے گا اوسکو منزل مقصود تک — یہ دل شیدا بہت نادان ہے بے تدبیر ہے

ولہ

گر ہوس کو دل شیدا مین مر جادی ہے — تیغ چوبے سے جڑا قبضۂ فولادی ہے

مرغ مضمون کا پکڑنا بڑی استادی ہے — شاعری بھی مگر اک پیشۂ صیادی ہے

کیا کیا مجکو نہ ستایا ہوس دنیا نے — نفس امارہ نے کیا کیا نہین ایذا دی ہے

دست بستہ ہے جنون وحشت دل حاضر ہے — عشق کامل مرا جب دشت ہوا ہادی ہے

دور ہے خط سیہ فام ترے چہرے سے — آج تک غرۂ عمل یار تری سادی ہے

ہو گیا آنکھو نسے معدوم جہان کے اکبار — کوچۂ یار مگر گلشن شدادی ہے

کون عاقل رہے کس کو کرے دیوانہ بہار — کون آباد ہو کس کے لیے بربادی ہے

حسن نیرنگ نے جلوہ وہ دکھایا ظالم — جسکے ہاتو نسے زمانا ترا فریادی ہے

کونسا رند نہین تابع فرمان اسکا — دختر رز بھی الہی کوئی شہزادی ہے

دیکھ کر جیتا تھا جیتا حسین کی صورت — اس گرفتاری سے بدتر مری آزادی ہے

کھنچے ہے خاک کی تصویر جو اس خوبی سے — کار مانی ہے نہ یہ صنعت بہزادی ہے

مجکو معلوم ہوا عاشق دنیا کے حضور
منتقی نفس کشی پیشۂ جلادی ہے

تمھاری جو عادت ہے جور و جفا کی — ہماری بھی خصلت ہے مہر و وفا کی

دیا ایک بوسہ نہ عناب لب کا — مریض محبت کی اچھی دوا کی

بتون نے لیا مفت مین دل کو مرے — دوہائے خدا کی دوہائی خدا کی

کہون کسطرح مین خرابات کو بد — یہ بستی بسائی ہوئی ہے خدا کی

مکر جاتا ہے کرکے اقرار وصلت — بگڑ جاتی ہے بن کے صورت صفا کی

رہا کرتے ہو سر بزانو شب وصل — ہمارے لئے تم ہو گٹھری حیا کی

مرا جسم خاکی بنایا ہے صانع — کہ صنعت سے باندھی ہے گٹھری ہوا کی

مین لکہا کیا خط شوقیہ اسکو — مگر میری تقدیر مین تھا ہنا کی

وہ عطرِ گلاب آئے گلشن میں ملکر
بن آئیگی بلبل کی باد صبا کی

مجھے منتھےؔ شاہ کو نہیں سمجھوں
اگر تو نے اُس شوخ کے دلمیں جا کی

دل اگر طالب وصلِ بتِ ہرجائی ہے
مجکو معلوم ہوا اسکی اجل آئی ہے

شیفتہ ہوئیگا گر ہو یہی تحریرِ ازل
آئیگی آئیگی جسکی کہ قضا آئی ہے

عشق بازی جسے کہتے ہیں جہانکے اندر
خصم جان عقل کی ہو دشمنِ دانائی ہے

حوصلہ چاہیے منہ چاہیے لینے کو اُسے
مے صافی سے بھرا گنبدِ مینائی ہے

ڈھونڈہنا یار وفادار جہان میں اے دل
میری دانست میں دیوانگی دانائی ہے

پاس ہے پردہ نشین یار تری او غافل
غور سے دیکھ اگر قوتِ بینائی ہے

جلوہ حسن مگر جھونک رہا ہے دلکو
دشمن اس جان کی ہمارے تری رعنائی ہے

چشم وحشی کو تری ڈھونڈھ رہا ہو دلِ زار
آجکل مدنظر آہوئے صحرائی ہے

آئینہ پیش نظر رکھتا ہے ہر دم شاید
اندنوں یار مگر محو خود آرائی ہے

جان تو بھول بھلیاں ہے دلا کوچۂ عشق
بچکے چل اس سے اگر دعوٰۂ دانائی ہے

آہ اظہار محبت سبب فرقت ہے
تیری بدنامی بھی میرے لئے رسوائی ہے

خوبی دہر مکافات ہے زہر قاتل
دشمن عاشق شیدا تری رعنائی ہے

نہ ڈرا شیخ عذابِ لحدِ تیرہ سے
اپنی جھیلی ہوئی برسوں شب تنہائی ہے

جو دکھانے کے لیے پڑھتا ہو دنیا میں نماز
ورنہ ابلیس کے کرتا وہ جبہ سائی ہے

جب سے رکھا ہو قدم دشتِ جنوں کے اندر
خار ہیں میں ہوں مری آبلہ فرسائی ہے

موج گل آئی ہے شاید چمنِ عالم میں
جانب دشت طبیعت میری لہرائی ہے

خوبی حسن پہ اپنے اُسے رہتے ہے نگاہ
اندنوں یار وہ وابستۂ رعنائی ہے

منتھےؔ جو کہ گدا ہے بے دنیائے دنی
نشر کے برقے میں گویا سگِ سودائی ہے

یہ روح سگ نفس کے ملتی میں گھری ہے
کس دیو کے پھندے میں گرفتار پری ہے

یہاں دم پہ بنی ہے سبب دردِ جگر ہے
غفلت ہو وہاں اور بہت بے خبری ہے

بہتی ہے مے ناب جہاں رہتا ہے واں نہ — مسکن ہے وہاں شیر کا سمجھا کہ تری ہے

دنیائے بد انجام و بد اطوار کو دیکھو — اچھوں نے بُری رتی ہے کھوٹوں نے کھری ہے

باریک بہر موسے سوا ہے کمر یار — یا عاشق جانباز کی کوتہ نظری ہے

ہو پیر نود سالہ کہ ہو مرد جوان سال — ہر دیدۂ بینا میں چراغ سحری ہے

دیکھا نہیں تو نے نگہ مہر سے اسکو — یہ لوح دل اپنی تری فرد نظری ہے

لوٹا ہے ان آنکھوں نے مری عمر رواں کو — کہتی مری تیار تھی ہر نون نے چری ہے

فصل گل و مل آئی ہے آتی نہیں آواز — شاید بط مے طاق پہ نسیان کے دھری ہے

معدوم جو نظروں سے مری ہستی ہے سراسر — ہے تار نگہ یا تری نازک کمر ہی ہے

بھڑکا تھا ترے حسن کا جو طور پہ شعلہ — پیارے دل شیدا میں وہی جلوہ گری ہے

محتاج نہیں منزل ہستی سے عدم تک — داغ جگر ہی عشق کا زاد سفری ہے

اس منزل ہستی میں بہت آ گئے ہیں — ہر ایک مقامی ہے ہر اک یہاں سفری ہے

گر وا نہیں وہاں زلف مسلسل پہ شانہ — کیوں عاشق جانباز کو آشفتہ سری ہے

کیوں زاد وہ ابلیس سے نیکی کا ہے جویا
اے منشی پیارے یہ تری بے بصری ہے

عشقبازی سے جسے پرہیز ہے — وہ ہے خوش قسمت نصیبہ تیز ہے

حق میں مجھ سے عاشق ناشاد کے — روز فرقت روز رستخیز ہے

گردش چشم بتان ہند بھی — ابلق ایام سے بھی تیز ہے

ٹھیرتے اسکو نہ دیکھا ایکدم — عمر کا توسن نہایت تیز ہے

پھونکا جب آتش نے کوہ طور کو — خاک میں اپنی وہی آمیز ہے

آہ اپنی گر نہیں شاخ چنار — اسقدر پھر کیوں یہ آتش بیز ہے

پھول جھڑتے ہیں زباں سے ہر گھڑی — کس قدر یہ شاخ بھی گلریز ہے

کاوش مژگان تری اے شہسوار — عمر کے شبدیز کو مہمیز ہے

سرو قامت کی یہ رکھتا ہے شبیہ — مصرع برجستہ مضمون خیز ہے

تو سن دیوانگان عشق کو — خارِ صحرا اسلئے جنون مہمیز ہے

جانتا ہون مین دمِ اخلاصِ یار — ہر سخن صاحب کا دل آویز ہے

عشق کا صحرا جسے کہتے ہین یار — اک بلائے بد ہے آفت خیز ہے

برسون کوئی عشق مین چھانی ہے خاک — دامن دل اپنا آفت خیز ہے

کیا عمل پوچھین سگے میرے روزِ حشر — پاس میرے اُنکے دستاویز ہے

بزم مین اُسکو لیا آغوش مین
منتہی تو بھی نہایت تیز ہے

جو تعلق سے جہان کے دور ہے — شاد ہے آباد ہے مسرور ہے

حرص رفعت جسکے دل سے دور ہے — زیر پا اُسکے سرِ فغفور ہے

وہ بلاسے دو جہان سے دور ہے — جو شراب عشق سے مخمور ہے

حاملِ بارِ زمانا ناصحا — جان نے بیکار کا مزدور ہے

جو کہ اس دار فنا مین حق کہے — وہ بھی اپنے وقت کا منصور ہے

سن کے وہ آہ دل کہنے لگا — خوش صدائے کاسۂ تنبور ہے

نان نعمت دے سے کہ دی نان جوین — ہر طرح بندہ ترا شکور ہے

سنگ راہ عشق جانان سے مگر — شیشۂ دل اپنا چکنا چور ہے

جذبۂ دل گر بغل مین ہے مرے — پاس ہے وہ یار جو کہ دور ہے

نغمۂ بلبل فراق یار مین — باغبان مجکو صدائے صور ہے

کرتے ہین مضمون تراوش دمبدم — شاعری کا دل مین اک ناسور ہے

جو کوئی ہے طالب دنیائے دون — مکر کا پتلا سراپا زور ہے

ہے برابر عیب کے اُسکا ہنر — جو کہ اس دنیا مین بے مقدور ہے

بہر عاشق یار کا گیسو دراز — مار ہے زلفِ شب دیجور ہے

صدمہ فرقت ہو یا ہو عیشِ وصل — جو اُسے منظور ہے منظور ہے

سکۂ داغ محبت گر نہین — ہم مین رندون کے بمقدور ہے

شرمگین ہے کیوں رخ روشن ترا
جھلملا تا کیوں چراغ طور ہے

قہر ہے کم ظرف کو رفعت کمال
شمع پر پروانہ جل کر چور ہے

جلوۂ جانان اگر ہر شئے مین ہے
مجکو ہر ذرہ چراغ طور ہے

ہر امید وصل جسکی ساقیا
وہان مئے غفلت سے وہ مخمور ہے

قدردان اوسکا زمانے مین نہین
منتہی جس بات پہ مغرور ہے

کیون کھینچتے ہو غیر پہ تلوار کس لئے
حاضر ہے آپکا یہ گنہگار کس لئے

اپنے مریض عشق سے ہنس ہنس کے یہ کہا
فرمائیے تو آپ ہین بیمار کس لئے

کاہیکو دل کسی سے لگاؤ نہین ناصحو
بیٹھے بٹھائے مول لون آزار کس لئے

موئے کمر کا آپ کے لگتا نہین پتا
ہر روز مول لیتے ہو تلوار کس لئے

ظل ہما اگر نہ میسر ہوا نہ ہو
اوس یار کا ہے سایۂ دیوار کس لئے

گاہک نہین جو تم سر ہر اسد لگے مال کے
آباد ہے یہ دہر کا بازار کس لئے

گر تاک جھانک کی نہین عادت ہی اکو
ہے ہر جگہ یہ رخنۂ دیوار کس لئے

فریاد میری وہ نہین سنتا نہین سنتو
آخر بنی ہے عشق کی سرکار کس لئے

پھر وصال مجھ جو مین نے کیا کہا
کرتے ہین آپ مجکو گنہگار کس لئے

مانا کہ ونکو ہے تمہین رسوائیون کا خوف
اے چاند چھپتی ہے شب تار کس لئے

گر دل ہے بے کرم تو سخت ہی بخل
گر سر نہین ہے دوش پہ دستار کس لئے

گویا جو ہوئے گیسوئے جانان تو پوچھا
کرتے ہو پیچ تم صفت مار کس لئے

دنیا کو ذرد لئے گر ہو گرفتار منتہی
یہ ننگ کس لئے تمہین یہ عار کس لئے

کل شب وصل گر اوس سے سحر لڑائی ہوتی
ملک الموت کی کیا آج بن آئی ہوتی

صرف مین ساقی بدمست کے آئی ہوتی
رند میخوار کی گر نیک کمائی ہوتی

یار جو ہوتی محبت کبھی مجھ سے تجکو
او... حالت تری اتنک نظر آئی ہوتی

راز منصور کا کھلتا نہ کبھی تا دم زیست
ہے الفت کی اگر اسمین سمائی ہوتی

ایک عاشق کبھی زندہ نظر آتا نہ صنم
گر ترے قبضۂ قدرت مین خدائی ہوتی

اے شب ہجر مرے گھر تجھے آنا تھا اگر
بنکے صورت ملک الموت کی آئی ہوتی

ابر رحمت ہوا سیراب زمانہ تجھ سے
مگر اس دل کی لگی بھی تو بجھائی ہوتی

جنت و حور کا احوال عیان ہو جاتا
کوچۂ یار تلک اپنی جو رسائی ہوتی

پاس سے میرے شب وصل اگر اٹھ جاتے
روح و قالب مین مری جان جدائی ہوتی

رنج فرقت کا تجھے حال عیان ہو جاتا
گر طبیعت تری بیمار کہین آئی ہوتی

کی فلک ہمکو عطا چھانٹ کے بیماری عشق
نہ دیا ایسا مرض جسکے دوائی ہوتی

خمس دلکا تھا طلبگار بغیر از وصلت
مفت تب دیتے جو ہمنے پڑی پائی ہوتی

آہ مین بلبل بیدل کے جو ہوتی تاثیر
آگ صیاد کے گھر مین نہ لگائی ہوتی

کوچۂ یار مین مدفن جو کبھی اپنی ہوا
خوب ہی خاک زمانہ مین اڑائی ہوتی

اشکباری سے ڈبو دینی تھی یہ فرد عمل
یہ عمارت اسی تدبیر سے ڈھائی ہوتی

یار سنتا کہ نہ سنتا یہ خدا ہی جانے
بات مطلب کی تو منھ سے نکل آئی ہوتی

منتہی راحت کونین اگر تھی منظور
چھاؤنی کوئے خرابات مین چھائی ہوتی

ہمارا خون جگر ہے شراب کے بدلے
ہمارا ہے دل سوزان کباب کے بدلے

دیا ہے درد فلک نے شراب کے بدلے
عطا ہوئے ہمین پیری شباب کے بدلے

سوال گور مین جسدم کرین گے آ کے نکیر
دکھاؤ نگا خط قسمت جواب کے بدلے

طلب جو تم سے کیا بوسۂ دہن ہم نے
ذرا سے بات پہ تیور عتاب کے بدلے

ہزار بار شب ہجر مین ہوا بے ہوش
ہزار بار غش آیا ہے خواب کے بدلے

ہوا و حرص نے گھیرا ہے منتہی اسکو
خراب ہون دل خانہ خراب کے بدلے

شیفتہ اُسکا دلِ بے باک ہے | جسنے بھیجا آئنہ لو لاک ہے
آمینۂ کیا جام سے پاک ہے | دل ہمارا جوہر ادراک ہے
جو ترا دیوانۂ بے باک ہے | دو جہان سے مجھسے پاک ہے
گردش چشم صنم کے سامنے | ایک تماشا گردش افلاک ہے
دیدہ انجام بین کے روبرو | اک بگولہ گنبدِ افلاک ہے
مجھپہ کیا ہا تو نسنے تیرے اے جنون | دل جوانانِ چمن کا چاک ہے
رشک سے رخسار و کاکل کے ترے | سنبل ابتر گل گریبان چاک ہے
زاہدا اہل قناعت کے حضور | دولتِ دنیا خس و خاشاک ہے
عالم نیرنگ کہتے ہین جسے | جانتا ہون مین طلسم خاک ہے
حُلّہ ہائے خلد کہتے ہین جسے | یار کی اُتری ہوئی پوشاک ہے
عشق کی آتش کا اسکو دھیان ہے | دل بغل مین شعلۂ ادراک ہے
ابلق ایام کا ہون شہسوار | زیر ران اک توسنِ چالاک ہے
چاہئے سنبھلا رہے اسکا سوار | توسن عمر روان چالاک ہے
پیری آئی گی جوانی جائیگی | آگ جب تحلیل ہوگی خاک ہے
چادر مہتاب کہتے ہین جسے | یار کی اک ملگجی پوشاک ہے

لائے ساقی جوش گل آئے کہین
کب سے اس بنت العنب کی تاک ہے

اونٹے ہو آستین ہین تیور چڑھی ہوئے | آئے ہو تم کسی سے مقرر لڑے ہوئے
جاوے کوئی حرم کو کوئی دیر کی طرف | بیٹھے ہین ہم تو یار کے در پر اڑے ہوئے
نوکِ مژہ پہ عاشق شیدا کے اشک ہین | کانٹون مین جوہری کے ہین موتی پڑے ہوئے
قطرے عرق کے روئے بتِ سبز رنگ پر | لوح زمردی پہ ہین ہیرے جڑے ہوئے
مملو ہوا ہے داغ محبت سے دل میرا | ہین ملک عشق مین مرے سکے پڑے ہوئے

فقرون پہ مدتو نسے لگا یا ہی یار کو | بر سو نسے ہین وہ داؤن پہ اپنے چڑہے ہوے
زاہد تجھے گھمنڈ ہے خلد و بہشت کا | ہم بھی ہین اپنے یار کے در پر اڑے ہوے
تیغ انگلی کا جب سے اس شوخ کو خیال | کوچے تمام شہر کے ہین کیا سڑے ہوے
احوال سن کے شیرین و فرہاد کا کہا | مردے اوکھاڑنے ہو پرانے گڑے ہوے
اللہ ری رعب حسن بت آتشین مزاج | دل موم ہو گیا جو ذرا وہ کڑے ہوے
مجمع ہوا جو شیخ و برہمن کا روز حشر | بندے جھٹک کے سب سے الگ جا کھڑے ہوے

اس جنگ حسن و عشق کے میدان مین منتقی
یارون کے مدتو نسے ہین جھنڈے گڑے ہوے

جب فصل بہاری مین زنجیر نظر آئی | دیوانہ گیسو کی تدبیر نظر آئی
جو خواب عدم مدت آنکھون مین رہا میرے | اس خواب کی یہ دنیا تعبیر نظر آئی
دیکھا جو مہ نو کو کل شب سر گردون پر | طفلی کی تری گویا تصویر نظر آئی
نا خوش ہوا کاتب اعمال کھلے میرے | جب فرد مقدر کی تحریر نظر آئی
عالم کا مرقع کیا مجمع ہے حسینو نکا | جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئی
پھوڑنگا دل دلبر کو بھیجا جو پیام وصل | اس آہ کی مدت مین تاثیر نظر آئی
ترغیب سے دنیا کی ہوتے ہین خراب احباب | یہ مجکو شیاطین کی ہمشیر نظر آئی
شاہو نہین گدا ہو نہین زاہدو نہین رندو نہین | جیسا یہ نظر آئی تقدیر نظر آئی
یہ برق فلک کیسی اس دل سے گری میرے | ابرو کی کبھی جب دم شمشیر نظر آئی

اس فرد مقدر کو امنتھی جب دیکھا
مجکو نہ کوئی اپنی تقصیر نظر آئی

نہین کچھ بھی ہی اس مہ مسیحا سے لڑائی ہی | شب فرقت نہین آئی ہی اپنی موت آئی ہی
مگر اسنے گلی مین ایسی کیا تیغ آزمائی ہی | جو وہانسے چارپائی پر نکلتی چارپائی ہی
نہ شیشے مین ہی مے باقی نہ کیسی مین زر جعفر | دم گوشہ نشینی ہے یہ وقت پارسائی ہی
ادہر دنیا کا لالچ ہے اودہر عقبی کا کھٹکا ہے | یہ منزل دل کی ہی کونین کی جسمین سمائی ہی

اوڑا لایا پریوش کو مٹایا ہجر کا صدمہ
بھلا ہو جذبہ دل کا یہ ری بگڑی بنائی ہے

نہ وہان خط رخیہ نکلا نہ ہیان کمین کدورت کا
پہلے آتے نہین صاحب صفائی پر صفائی ہے

کیا ہے اوسکے قدنے ہی پابند ہوس ہمکو
دیا ہے وہ مرض ممکن نہین جسکی دوائی ہے

وہان پر رند رہتے ہین جہان ہوتا ہے میخانہ
ولا شیرونکا مسکن ہے وہان جسجا ترائی ہے

کیا ہے کن کے کہنے سے ہویدا ایک عالم کو
مگر صانع نے کیا سرسون ہتیلی پر جمائی ہے

مری آہ دلی سن سن کے وہ بیرحم یون بولا
کسی ہے اعتماد اسکا کہ جو تیر ہوائی ہے

سخاوت کے سبب سے آشنائی ہجر و صلت ہون
مری دریا دلی نے پار یہ کشتی لگائی ہے

کبھی دود دلی ہے گاہ ہے آہ شرر افشان
نہین معلوم ہمنے کس لیئے دہونی رمائی ہے

جتا کر راز الفت کو اٹھائیے ہجر کے صدمے
بہت تھا نتھے دانا مگر کیا منھہ کی کھائی ہے

مرجائیے فراق مین اسد رچہ روئیے
اس کشتی حیات کو ایکدن ڈبوئیے

اپنے کئے کو آپ دل زار روئیے
انسکو ہمنے اپنا نامۂ اعمال دہوئیے

نظرون مین جا بچئیے دردندان یار کو
تار نگہ مین آج تو موتی پیروئیے

ارمان دل نکالئیے اب کی شب وصال
انکو نہ سونے دیجئیے خود بھی نہ سوئیے

چالاکیان شباب کی طفلی کی شوخیان
ہر وقت یاد کیجئیے اور خوب روئیے

جرات کو دل کی طاقت و ہوش و ہواس کو
کس کس کو یاد کیجئیے کس کس کو روئیے

کیون نقد دلکو دیجئیے بے وصل ناصحا
اس مال بیقیاس کو کیون مفت کھوئیے

رکھتے ہین جو کہ کوچہ سفاک مین قدم
آئے نہ کہو کہ زیست سے بہی ہاتھہ دہوئیے

دل دی کی ان بتون کو جو ایذائین جھیلئیے
اس سے ہر اک پہاڑ کے پتھر نہ ڈہوئیے

رونے سے ہاتھہ آئیے اگر دولت وصال
یون روئیے کہ زورق گردون ڈبوئیے

ہاتھہ آئیے ہمکو کنج قناعت جو منتہی
پھیلائیے پاؤن چین سے تا زیست سوئیے

خائن ہین جمع ساری ریاست خراب ہی
ہی راشیون زور عدالت خراب ہی

جیدن سے دور ہے فلکِ دُون پہ ستکا
حیران ہین شریف شرافت خراب ہی

پابند وضع ہو کے ہوا ہون ذلیل و خوار
مین خود خراب ہون مری محنت خراب ہی

بے ننگ و بے حجاب ہین دنیا مین سرفراز
اہل حیا و صاحب عزت خراب ہی

حصے مین اندنون ہی شریف نجیب کے
سنتا تھا مدتون سے مصیبت خراب ہی

دام بلا ہی حلقۂ تسبیح شیخ و شاب
ہا تو نے ناکسون کی عبادت خراب ہی

ولہ

اس ایک جان زار پہ کیا کیا عذاب ہے
فکر معاش ہی کبھی روزِ حساب ہے

پیری ہی نہین ہے جان بشر کو عذاب ہے
کچھ لطف زندگی ہے تو عہدِ شباب ہے

ویران دل ہے جو نہین مسکن ہی یار کا
جسکا مکین نہین ہے وہ خانہ خراب ہے

رندون کو دے شراب جو ممکن ہو ساقیا
تشنہ لبون کو پانی پلانا صواب ہے

اک ہفتہ مین رقم ہوا احوال کائنات
دنیا تمام ساتھ ورق کی کتاب ہے

تمنے تو سات پردون مین منہ کو چھپا لیا
معلوم یہ ہوا کہ کسی سے حجاب ہے

دم دیکے آج نقد دل و دین تو لے لیا
وہ دن بھی رکھو یاد کہ روزِ حساب ہے

دیتا ہے دمبدم مجھے جامِ شرابِ ناب
ساقی کا اندنون تو کرم بے حساب ہے

کس بحرِ حسن کا لبِ دریا گذر ہوا
چشم حباب صورتِ چشم پر آب ہے

صورت تمام ہستی ناپائیدار کے
دہوکا ہے نقش آب ہی موجِ سراب ہے

آتش شرابِ شوق کی بھڑکی ہی اسگھڑی
پہلو مین دل نہین ہی ہمارے کباب ہے

بازار مین جہان کے جو کچھ لیا دیا
اسکا حساب آپ سے روزِ حساب ہے

قابو مین ہے نہ دل نہ جگر پر ہے اختیار
اس منتہے سا کوئی بھی خانہ خراب ہے

ولہ

آہِ جگر خراش کی تاثیر دیکھئے
اس دل کو میرے دیکھئے یہ تیر دیکھئے

چاندنی پہ ہے وہ چاند سے تصویر دیکھئے
کس اوج پر ہے اخترِ تقدیر دیکھئے

سینے مین دل نہین نظر آتا ہی اندنون
اگر روز اوسکی زلف گرہ گیر دیکھئے

ملک عدم کو کھینچتی ہے وحشتِ دلی
کھنچتی ہے اب قدیم کی جاگیر دیکھئے

کھاتا ہے تیغِ اُلفت جانانہ منتھے
رکھتا ہے پاس ہمتِ مردانہ منتھے

رکھتا ہے دل مین اَلفتِ جانانہ منتھے
بھرتا ہے کیفِ عشق سے پیمانہ منتھے

وصلت مین گاہ گاہ ہو فرقت مین مبتلا
ہوشیار ہو کبھی کبھی دیوانہ منتھے

کیا دیکھتا ہون رات کو بزم وصال مین
ہو شمع روئے یار کا پروانہ منتھے

سنکر پیام وصل یہ اس شوخ نے کہا
کیا ہو گیا ہے اندنون دیوانہ منتھے

بے دیکھے جلوہ یار کا دل شیفتہ ہوا
بے آگ کے جلا ہے مرا فانہ منتھے

آیا نہین ہے خط رُخِ رنگین یار پر
پہنچا زوال حسن کا پروانہ منتھے

نیرنگ حسن یار کا اس مین خیال ہے
سینہ ہے دل کا یا ہے پریخانہ منتھے

کیا میکدے مین دہر کے کٹتی ہے زندگی
بھرتا ہے اپنی عمر کا پیمانہ منتھے

اہل دول کو خیر سے نفرت ہے اندنون
جس جا ہے گنج وہان پہ ہے ویرانہ منتھے

قبضے مین جسکے دل ہے اسی کے فراق مین
پھرتا ہے صورتِ سگ دیوانہ منتھے

وہ نامہ بر مرا باغ و بہار آتا ہے
خوشی ہے دل کو کوئی دم مین یار آتا ہے

مین شیر پیشۂ صدق و صفا سمجھتا ہون
اُسے جسے کہ سگِ نفس مار آتا ہے

اذان دی کعبہ مین ناقوس دہر مین پھونکا
ہر ایک جا تجھے عاشق پکار آتا ہے

غبار دشت سمجھتا ہے دیدۂ بینا
بلند اسکو نظر جو مزار آتا ہے

فزون ہے لحظہ بلحظہ وہ حسن روز افزون
دلا ہوشیار کہ وقتِ شکار آتا ہے

عدم سے عالم امکان مین منتھے پیاری
دہرا ہے کیا جو یہان بار بار آتا ہے

جہان مین کون مجسا خوش بیان ہے
مری گھٹی مین بلبل کی زبان ہے

چمن مین دیکھکر ابر بہار سے
مین سمجھا اسکو بہشتی کا دھوان ہے

چھلکتا جو ہے اس دل مین شب و روز
کسی بلبل کا شاید آشیان ہے
نہ لاف زمزمہ کر دیکھہ بلبل
مری منھہ مین بھی آخر کو زبان ہے
برہمن دہر مین کعبہ مین ہر شیخ
جسے دل ڈہونڈہ تا ہے وہ کہان ہے
مبارک شیخ تجکو جنت و حور
مرا سر اور اسکا آستان ہے
چمن مین دیکھکر ابر بہار سے
مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے
بہت سے خوبیان ہین مہروش مین
مگر یہ عیب ہے نامہربان ہے
سنبھل کر صحن دل مین یار جانا
یہ شاہ عشق کا پیارے مکان ہے
کھلے ہین ہر طرف کو تختۂ گل
الٰہی کون اسکا باغبان ہے
عدو جو ہے اثر کرتے ہین نالے
سمجھتا ہون مین غوغائے سگان ہے
جسے کہتے ہین خورشید قیامت
صف عشاق کا زرین نشان ہے

آلھی منتھے اہل توکل
ترے خوان کرم کا مہمان ہے

آج کل حال ایسا ابتر ہے
زندگی موت کے برابر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب
کوئی دارا کوئی سکندر ہے
اک قطرہ ہے بحر الفت کا
مین سمجھتا ہون اک سمندر ہے
نالہ دل کھول کر کرون کیونکر
کہنہ سقف فلک یہ سر پر ہے
حور و جنت کو کیا کرون لیکر
دل مین بندہ کے یار کا گھر ہے
تیرے یاقوت لب کے آگے ماہ
لعل بھی ایک لعل پتھر ہے
عشق بازی مین ایک ہین دونون
اسمین مفلس ہے یا تونگر ہے
آتش عشق سے بہت ہے شاد
دل بغل مین ہے یا سمندر ہے
دل اہل ہنر بھی دنیا مین
میری جانب مین معدن زر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب
کوئی دارا کوئی سکندر ہے

بعد مرنیکے منتھے پیارے

حال شاہ و گدا برابر ہے

مستی ہی کیفِ عشق جنابِ امیر کی
بیہوشی ہی مجھے مے خم غدیر کی

آہ دلِ غریب نکلتی ہے جسگھڑی
آواز آتی ہے مجھے ناوک کے تیر کی

سو داغ اسمین رہتے ہین ہاتو نسیم یار
پہلو مین دل ہے یا کہ ہے گدڑی فقیر کی

عاشق کو پاس سے نہ جدا کر تو شاہِ حسن
ہوتی بادشاہ کو حاجت وزیر کی

قشقہ جو کھینچا ہے نے جبین نیاز پر
دنیا ہے دون کے سینے پہ گویا لکیر کی

اقرار سے وصال کے دل شاد ہو گیا
کیا بات ہے صنم سخنِ دلپذیر کی

ہر ایک آرزو کا یہ مسکن ہے یا کریم
دل ہے ہمارا یا کہ ہے بستی فقیر کی

غافل ہے یار عاشقِ شیدا کے حال سے
صیاد کو خبر نہین مرغِ اسیر کی

اعلان

اس دیوان منتخب کا حق تصنیف و تالیف نواسہ حضرت علیہا الخضا بہادر نے اس راقم کو عنایت کیا ہے اور حسب ضابطہ رجسٹری کرا دی گئی ہے کوئی صاحب مطابع و غیر مطابع قصد طبع نہ فرمائین لو منفع نقصان نہ اٹھائین جسقدر جلدین خریدنا منظور ہون راقم سے طلب فرمائین علاوہ اسکے ہر اک قسم کے کتب قلمی بہتین و خوش خط و چھاپہ وغیرہ کے موجود ہین جسکی فہرست آدہ آنہ کے ٹکٹ بھیجنے سے روانہ ہو سکتی ہے اور کل کیفیت و قیمت وغیرہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے فقط

راقم

سید رستم علی تاجر کتب ساکن حیدرآباد دکن محلہ دار الشفا روبروے نشترخانہ سرکار

علاوہ اسکے یہ دیوان اور جملہ اقسام کے کتب بمقام سنبھل مرو سہ محلہ ٹھ بازار ضلع مراد آباد دوکان سید حسین جلد ساز کے پاس بھی مل سکتے ہین۔

قصیدۂ مدحیہ نواب مختار الملک بہادر مرحوم

قدم مہر سے روشن جو ہوا برج حمل
چمنستان میں بھڑکی لالہ و گل کی مشعل

گل پہ گل کھلتے ہیں ہر دم چمن ویرانہ میں
شجر خشک سے کوپل پہ ہے پھولی کوپل

باغبان پھرتے ہیں ہر سمت کو اینڈے اینڈے
پوچھتے پھرتے ہیں دہقان کہاں تھا جنگل

کثرت لالہ و گل ایسی ہی ہر سمت کو ہے
ڈھیر پھولوں کا ہے صحرا میں ہر اک سینۂ تل

کلیاں کھل گئیں غنچوں کی چلی باد بہار
جز مفصل نظر آتا نہیں مجکو مجمل

کھل گئے غنچۂ گل خوب نسیم سحری
وا کیا دل پہ مرے عقدۂ ما لا ینحل

چھو کے اس باغ کا سنبل جو صبا خلد میں جائے
گیسوے حور کے کھل جائیں ابھی سارے بل

حور بھی آئے اگر سیر کو اس گلشن کے
شکل اودیس پہ پھر بخدا جائے مچل

گر دیوں نرگس شہلا کے ہے سوسن کی بہار
چشم معشوق کا جسطرح کہ پھیلے کاجل

چھوڑ کر آجکل ایسے چمنستان کی بہار
میں نجاؤں جو کہے کوئی مجھے خلد میں چل

زور ہے ابر کی تراوت کا زمانہ میں کمال
بھیگ جائے نہ کہیں باد صبا کا آنچل

آب پاشی کے لئے ہر روش گلشن کے
لگہ ابر نے پانی سے بھری ہے چھاگل

یہ سمجھے ابر بہاری پہ یقین ہوتا ہے
حور آئی ہے کوئی اوڑھ کے کالا کمبل

داغ پر لالہ حمرا کے یہ سوجھی پھبتی
گویا آغوش میں مریخ کے بیٹھا ہے زحل

صبحدم جب گل خورشید فلک پر نکلا
میں یہ سمجھا کہ کسی جھیل میں پھولا ہے کنول

سبز و خرم یہ ہوا ہے کہ اثر سے اوسکے
شیشۂ سبز بنے شعلۂ نار منقل

ہے ہوا ایسکہ صفا خیز و کدورت رفتہ
صورت آئینہ روشن ہے زمین کا ہر دل

ہو نگمس پردۂ فانوس سے جیسے ظاہر
یوں زمین سے ہے عیاں صورت قارون غل

نام بیمار نہیں بیٹھا ہے خاموش طبیب
درد سر دور ہے بیکار پڑا ہے صندل

لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے نسیم سحری
دہن غنچہ سے آتی ہے صدا دیکھ سنبھل

استراحت ہو جو انان چمن کو جس میں
صحن گلشن میں بچھایا ہے صبا نے مخمل

پردۂ غیب اوٹھایا ہے صفا نے ایسے
حال کیطرح سے ہے پیش نظر مستقبل

قوت نامیہ گویوہین رہے گی ایدل — نخل نکلین گے زمین سے لیے ہر شاخ مین پھل
یہ صدا غیب سے آئی مجھے کل وقت سحر — جلد تو پھر خدا پردۂ غفلت سے نکل
کیا ارادہ تھا ترا اور کدہر جاتا ہے — مانتھی ہے پرستش مین ہان کہا دیکھہ سنبل
جب سنین مین نے یہ اُس ہی سخنان بیخواہ — صورت مہرِ فلک جلد چلا سر کے بھل
مدح کر اُسکی جو ہے مدح کے شایان نادان — رنج راحت سے ترا آن مین ہا جائے بدل
آبلا ایکبار مرا دل تری مدحت کیلیے — گویا آمادہ تھا دعوت کو سلیمان کی نمل
حوصلہ تنگ ہوا قصد کیا جب مین نے — دل نے ایکبار کہا یہ بخدا و ندا زل
کیا ہی علم ہوا انسان کو نہ ہو مدح تری — لاکھہ پر لگائین فلک پر کہان اوڑ جائی نمل
جام جم سے ہے سوا صاف ترا آئینۂ دل — نور ایمان سے مگر اُسکو کیا ہی صیقل
فہم بقراط ہے اک نقطۂ موہوم ترا — علم اشراق ہے ترا سخن مستعمل
آفرین کہتے ہین افلاک ملایک تحسین — دیکھکر دور زمانے مین ترا حسن عمل
کار خلقت سے ترے دیدۂ دلکو شب و روز — سعد سیتارہ کی صورت سے نہین دم بھر کل
ناخن فکر سے اپنے چمنِ عالم مین — وا کئے سیکڑون ہین عقدۂ لاینحل
دہیان آیا جو ذرا عدل کی جانب تیرا — آشیان نبگیا کنجشک کا شاہین کی بغل
دہن گرگ ہوا ہے دہن ساغرِ گل — پنجۂ شیر بنا ہے صفتِ نازوی شل
یون زمانے سے ترے دور ہوا فسق و فجور — اہل اسلام سے جیسے شرف لات و ہبل
عدل و انصاف سے معمور ہی یون دل تیرا — جیسے خوشبو سے بھری رہتی ہی غنچے کی بغل
سر اوٹھایا ہے ترے دستِ کرم نے جب سے — آگیا حاتم طائی کی سخاوت مین خلل
ہی یہی ہمت عالی کا تقاضا ترے — ہاتھہ تو آئے مری دولت قارونِ دغل

تیرا ثانی نہین مجکو نظر آتا ہے کہین — اسکا کچھہ ذکر نہین جو کہ ہی مرد احول
جا ہے تنگ اسمین نہین کچھہ کہ عیان را چہ بیان — سیکڑون مفلس و محتاج کئے اہل دول
عہد حاتم کا گیا دور فریدون گذرا — نام ہے آج سخاوت مین ترا ضرب مثل

ڈھال ہے نخل شجاعت کے وہ تیغ بُرّان — داغ خون پھول ہے جسکا سر اعدا ہے پھل

سامنے اسکے وہ ہو سیر ہو جو جینے سے — منھ چڑھے ہے اُسکے وہی جسکے چڑھی سر پہ اجل

جو ہرا اُس تیغ دو دم مین جو نظر آتے ہین — مرغ جان کے لئے اعدا کے وہ ہین دام اجل

دم جُنبش یہ صدا اُسکی زبان سے آئی — ایک ہے سامنے میرے خس و خاشاک و جبل

جب وہ کھچتی ہے کہین رعب سے اُسکے دم تیز — ٹھہرے تیر چھون کے زمانیکے نکل جاتے ہین بل

رُعب ایسا ہی تری تیغ شجاعت کا ہوا — رستم گرد گیا موت کے حیلے سے ٹل

کیا بیان ہووے ترے اسپ کی چالاکی کا — ایک ہے روے زمین اور اُسی پشت جبل

شوخیان کرتا ہے وہ چال مین ایسی ایسی — جیسے کم سن کوئی معشوق نہایت اچپل

باگ لے اُسکی اگر راکبِ فرخندہ خصال — دامن زین سے نگہ اُسکے کہان جائے نکل

جست و خیز اپنی دکھادے وہ اگر شوخ مزاج — آسمان سر پہ ہو گرے زیر قدم ہو بادل

طور تمثال جو ہے فیل سواری کا ترے — کوہ ہے جسکے مقابل مین بجائے خردل

چال وہ جلد کہ جیسے ہو شبِ عیش روان — دوڑ وہ تیز کہ جسکے رہے پیچھے چنچل

خلق کہتے ہے عماری مین ترا دیکھ کے حسن — وہ ہے خورشید فلک ور یہ ہے برج حمل

ہے وہ خرطوم دیا جادہ کوہ ظلمات — تشقِ نور ہین یا دانت ہین پیدا نہین جل

ہے وہ خرطوم سیہ گیسوئے جانانسے درا — ساقِ معشوق ہین وہ دانت کہ دل ہو بیکل

نصب تیرہ مین نہین اُسکو کسی شی کی ضرور — سونڈ ہے جائے عصا دانت ہین جائے مشعل

عرض یہ کرتا ہے اے خالق ہر جن و بشر — پیر ہفتاد وسلہ ملتجی عبد اقل

تاکہ ہین حاکم و محکوم جہان کے اندر — تاکہ ہے عاشق و معشوق کا دنیا مین عمل

تارہے عابد و زاہد سے زمانا معمور — تاخلا دور جہان مین ہے نہایت اشکل

تاکہ ہے کوئے خرابات مین رندونکا ہجوم — تاکہ ہے مسجد و عادینہ مین نیکونکا عمل

مہر و مہ کی رہی جبتک کہ یہان آمد و رفت — سقفِ افلاک پہ جبتک کہ رہے برج حمل

پیچ مین اسکے رہے تاکہ دلِ عاشق زار — زلفِ مشکین مین حسینون کے رہین جبتک بل

صاحب عزو شرف آپکا مختار الملک

اسکا خورشید کے مانند رہے طول عمل

قطعات تاریخ وفات جناب مرزا سیتا بیگ صاحب متخلص بہ منتہی

از نواب میر خیرات علیخان بہادر متخلص بہ سخی رئیس دار الریاست حیدر اباد فرخندہ بنیاد دکن تلمیذ رشید منتہی مرحوم و مغفور

منتہی تیغ جفا سے نا حق ہو گئے حیف کی جاہی بیدم
دہیان تاریخ کا ایا جو سخی لکھی تاریخ تو اریخ الم
۱۲۸۸ھ

از لالہ انبا پرشاد صاحب متخلص تلمیذ سخی

ازجہان صد حیف چون سوے جنان یک بیک ان شاعر یکتا برفت
سال تاریخش چنین گفتم ہنر منتہی ایے وایے از دنیا برفت
۱۲۸۸ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان

از نواب میر خیرات علیخان بہادر سخی شاگرد منتہی مغفور

شعر کیا کیا سخی ہین رنگا رنگ گل رنگین ہے منتہی کی بیاض
طبع دیوان ہوا یہ لکھہ تاریخ قابل دید ہے یہ فکر ریاض
۱۲۱۱ھ

از حکیم سید ضامن علیصاحب جلال لکہنوی

منتہی جو حضرت آتش کے شاگرد رشید تھے منتہی اہل سخن ہین ستھے یہ ثابت ہے صریح
چھپ رہا ہے انکا دیوان لکھہ سال او جلال یہ کلام منتہی بے انتہا کچھہ ہے فصیح
۱۳۱۱ھ

از مرزا غلام علی صاحب جوشش مندراسی

جان کلام منتهیان منتهی الکلام | مرغیش ظهیر دل و ظهر منتهی
تاریخ طبع گشت چه مطبوع طبع جوش | دیوان منتهی بود از بهر منتهی ۱۳۱۱ھ

از مولوی آغا حسین مرزا صاحب هجر لکهنوی حال قرارداد حیدرآباد دکن تلمیذ رشید تدبیر الدوله منشی سید مظفر علی خان اسیر لکهنوی

ان منتهی شاعر به تر خیال و فکر | کان داشت شیشهٔ می مضمون بطاق عشق
هر هفت طبع شاهد نظم شر چو یافته | از بهر سال هجر بگفته لی مذاق عشق ۱۳۱۱ھ

از میر ضامن علی صاحب ضامن لکهنوی شاگرد تعشق

ز افضال حق به بلبل صد رهست هم صفیر | بنگر عروج مرتبه شان منتهی
زان قصه نگذرم که نباشد مجال کس | وصف کمال رتبه شایان منتهی
هرگز من رقم سخن فصلی نمیشود | پیوند جان نمیشد اگر جان منتهی
جوشد می لطیف نشاط سخن مدام | شاعر پسند از لب دیوان منتهی ۱۳۱۱ھ

از میر نواب علی صاحب کامل لکهنوی حال ساکن حیدرآباد

یه دیوان سید رستم علی صاحب نے چهپوایا | دکهایا زور کامل نے بحر مواج فصاحت کا
نگارش طبع کی تاریخ کردو بس یهی تم بهی | یه دیوان منتهی کا هے که چشمه هے سلاست کا ۱۳۱۱ھ

از سید علی صاحب فکر حیدرآبادی تلمیذ اشک لکهنوی

اندرین اوان فزوده زیب طبع | طبعزاد و فکر و شوق منتهی
راست میگویم نیامد در جهان | صاحب اشعار فوق منتهی
فکر چون در خواستم تاریخ طبع | گفت هاتف سال کی ذوق منتهی ۱۳۱۱

از میر مهدی صاحب ضیا لکهنوی

شایع کیے ہین خلق مین کیا گوہر ثمین — کیا پوچھنا ہے ہمت رستم علی کا واہ
کہی ضیا نے طبع کی تاریخ اسطرح — دیوان خوب طبع ہوا منتہی کا واہ ۱۳۱۱

از لالہ شنکر پرشاد صاحب افضل سررشتہ دار توشکخانہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

چھپا کیا خوب دیوان منتہی کا دید کے قابل — مضامین عالی ہی رنگ ظاہر ہی طبیعت کا
نکیون ہو عقل حیران اپنی فکر سال مین افضل — یہ دیکھا آئنا شفاف ہے حسن فصاحت کا

از میر زوار حسین صاحب وکیل متوطن سرسی تلمیذ جلال لکھنوی

لوح دنیا سے مثل حرف کے جب — مٹ چکے منتہی کو کب طبع
حیف ای چرخ خصم اہل کمال — اونکا دیوان ہوتا ہے جب طبع
کہہ وتاریخ طبع وا رفتہ — سخن منتہی ہوا اب طبع ۱۳۱۱ھ

از میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جلال لکھنوی

طبع شد اکنون کلام بیمثال — ہست فیض عام از سعی سخی
مذ میسیتا بیک نام نامیش — دردکن مدفون شد و بد لکہنوی
یاس از دل بہر سال طبع او — گفت فکر منتہا ہے منتہی ۱۳۱۱ھ

از منشی دہنپت رای صاحب محقق لکہنوی

بحروف منقوطہ

گشت دیوان منتہی مطبوع — ای محقق چہ نادر و بہتر
گوہر نادر ز سعجمہ سالش — سخن عمدۂ زبان اور ۱۳۱۱

از میر فیاض علی صاحب اثر تلمیذ سخی

اشک اکھو نہین ہین کیون کسلیے ہے حال برا — ابین کیون گررہے ہو حیف یہ غم ہے کیسا
جاہی شادی ہے کہ مدت کے کہین بعد از آج — ای اثر منتہی مقبول کا دیوان چھپا ۱۳۱۱ھ

از حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی نبسہ میر علی اوسط رشک

چھپوایا سنجی نے منتہی کا دیوان — دنیا مین رہیگا نام اوستاد سنجی
وہ طبع ہوا ضیا نے تاریخ کہی — لو اب دیکھو کلام اوستاد سنجی ۱۳۱۱ھ

از انتیاپرشاد صاحب ہنر تلمیذ سنجی

ہین ہزارون طرح کی گلکاریان شعر مین — غور گر کیجے تو رشک جنت رضوان ہے یہ
فکر کی تاریخ کی جب بلبل دل نے ہنر — کہدیا اک بوستان بیخزان دیوان ہے یہ ۱۳۱۱ھ

از نواب مرزا مہدی حسین خان صاحب رفعت تلمیذ جلال

فی الحال طبع گشت چو دیوان منتہی — خوش فکر و نکتہ سنج و سخن فہم خوش بیان
رفعت نوشت مصرع تاریخ طبع او — دیوان بیمثال چہ مطبوع عاشقان ۱۳۱۱ھ

از اصحاب الدین صاحب رفیق تلمیذ سنجی

کہلا ہے عجب گلشن منتہی — خزان نہین ہی جسکو نہین کچھ زوال
ثنا اسکی کیا مجسے ہوا ی رفیق — فصاحت بلاغت کا ظاہر ہے حال
جو کی فکر دل نے زروے بہار — کہا یہ چھپا نسخہ بیمثال ۱۳۱۱ھ

از میر اصغر حسین صاحب ناجی حیدرآبادی

میر رستم علی پاک دل و خوش خوے — آج چھپوایا وہ دیوان کہ نہین جسکا جواب
منتہی کا ہے کلام اسمین نہین شبہ و شک — ہے ہر اک مصرع تر سلک لآلی خوش آب
کیا در لفظ ہین کیا لعل معانی ہین واہ — نقد جانسی ہے خریدار ہر اک شیخ و شاب
ہو چلی طبع یہ نظم اب گل گلزار سخن — چمن دہر مین مہکینگے بلطف وہاب
عندلیب چمن طبع نے فوراً ناجی — نام تاریخی دیوان کہا باغ شاداب ۱۳۱۱

ایضاً

دیوان منتہی فلک جاہ چھپ گیا — بے مثل و بے نظیر ہے گفتار منتہی
ناجی کہو یہ مصرع تاریخ طبع اب — زیبا چھپی نتایج افکار منتہی ۱۳۱۱ھ

تمام شد

اشتہار

حیدرآباد دکن

ہماری دوکان واقع شہر امروہہ محلہ … ضلع مرادآباد مین سواے کتب مندرجۂ فہرست شمولہ دیوان متنبی ہرقسم کی کتب عربی و فارسی و اردو مطبوعہ ایران و مصر و ہندوستان وغیرہ کہ جسکی فہرست کلان مع فہرست سامان دیگر چہاپ ہوکر شایع ہوتی ہے موجود ہین حسب فرمایش خریداران بقیمت نقد یا بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ ہوسکتی ہین اور سواے کتب ہرقسم کا سامان ساخت ولایت و ہندوستان وغیرہ تجارتی بہی موجود ہے اوسکی قیمت بہی بطریق مذکور لیجائیگی اور نیز بطریق مذکور روانۂ خدمت طالب ہوگا — فہرست کلان مذکور اوده آنہ کا ٹکٹ بہیجنے سے مرسل ہوسکتی ہے اور جو سامان مندرجۂ فہرست کے علاوہ جو صاحب طلب فرماوینگے وہ بہی باین صورت مرسل ہوسکتا ہے کہ فی صدی تین روپیہ حق کمیشن لیا جائیگا — محصول ذمۂ خریدار رہیگا

فہرست مختصر کتب منظومہ یعنی دواوین و مثنویات و قصائد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات سودا	عہ ۸ر	کلیات سلمان ساوجی	عہ ۸ر
کلیات قدر بلگرامی	[illegible]	کلیات ظفر در چار جلد	عال ۸ر
کلیات مومن	۱ر	کلیات انشاء اللہ خان	عہ ۴ر
کلیات میر تقی	عہ ۹ر	کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۴ر
کلیات نظام رعنا	۱۲ر	کلیات صنعت	۱۰ر
کلیات انوری	عال ۸ر	کلیات بیدل	عہ ۸ر
کلیات سعدی	عہ ۱۰ر	کلیات عرفی	عہ ر
کلیات جامی		کلیات شمس تبریز	
دیوان رسوا		دیوان غنی کشمیری	۸ر
دیوان محمود بلخی		دیوان شورش عشق	عہ ۸ر

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۸ر	دیوان سالک	۸ر	شرح رباعیات جامی
۸ر	دیوان مظہر جان جاناں	۸ر	دیوان چمن
۱۰ر	افتاب داغ	عا	دیوان محی الدین عربی
۳ر	دیوان ضامن	۱۰ر	دیوان رفعت
۱۰ر	دیوان حضرت امیر المومنین علی ع	۸ر	دیوان وفائی
عہ۸ر	دیوان لطافت	عہ۴ر	دیوان معجز بیان
عہ۴ر	دیوان فاخر	عہ	دیوان شاد
عہ۸ر	دیوان ریاض صابر دہلوی	للعہ	دیوان متنبی طبع کلکتہ
عہ	دیوان سکین	۱۲ر	دیوان شاہ تراب
۸ر	دیوان قلق	۴ر	دیوان سخن
۴ر	دیوان غالب دہلوی	۷ر	دیوان رند
۵ر	دیوان ذوق	۸ر	دیوان جرات
۱۳ر	چمن بے نظیر	۵ر	مجمع الاشعار
۴ر	دیوان سحر	۱۰ر	دیوان شایستہ
۲ر	دیوان عاشق	۱۰ر	دیوان واسطی
عہ	ترجمۂ قصاید عرفی	۸ر	بہارستان سخن
۴ر	دیوان جرار	۳ر	دیوان نیاز
۱۱ر	دیوان امیر مسمی مرات الغیب	۳ر	دیوان لطف
۳ر	دیوان خواجہ میر درد	سے	دیوان جلد اول میاں رشک
عا	دیوان ظہوری	عا	دیوان رطب العرب از مفتی سید محمد عباس صاحب مغفور
عہ۲ر	دیوان حافظ چھاپ بمبئی	۱۲ر	دیوان نعمت خان عالی
۱۰ر	دیوان امانت	۱۲ر	دیوان گلزار خلیل
عا۸ر	دیوان اشک جلد دوم	عہ۸ر	دیوان منتہی مرحوم تلمذ آتش طبع تازہ
		عہ۴ر	بر کاغذ قسم دیگر

مثنویات

قیمت	نام کتاب
عہ	مثنوی نیرنگ تقدیر
۱۲/	مثنوی مظہر العجائب تصنیف ضمیر
۸/	مثنوی تحفۃ الاسرار جامی
۴/	مثنوی عبرت افزا
۳/	مثنوی تحفہ جعفری
۵/	مثنوی طلسم جہان
۱۰/	مثنوی گلزار نسیم
۲/	مثنوی رموز العاشقین
۲/	گلدستہ معنی
۲/	مثنوی دریاے تعشق

قیمت	نام کتاب
۴/	مثنوی نان و حلوا و شیر و شکر
عہ۱۲/	مثنوی گل باغ ارم
۸/	مثنوی مہر و مشتری
۸/	مثنوی خسرو و شیرین آصفی
۳/	مثنوی غنیمت
۸/	مثنوی شمس فیض
۴/	مثنوی امیر حسن دہلوی
۶/	مثنوی فرحت افزا
۱/	اندر سبھا امانت

قصائد

قیمت	نام کتاب
۶/	قصیدہ امالی
۱/	گلدستہ محمدی
۴/	قصیدہ نجم الضیا
۱/	قصیدہ در مدح علیؑ

قیمت	نام کتاب
۱۰/	قصیدۂ نظم الورع
۴/	گلدستہ دکن
۲/	گلدستہ نعت
۱/	قصیدہ قمر الدیجان